ملوک و سلاطین

جس میں

ترکستان کی عظیم الشان سلطنتوں کا مفصل حال زمانۂ حال تک۔ روسی فتوحات۔ اسلامی عرب سپہ سالاروں کے کارنامے۔ مولویان ترکستان کی کم بینیاں۔ تاتاریوں کی فتوحات اور اُن کے انقلابات۔ سکندر اعظم کے معتبر و تاریخی تذکرے۔ محمود غزنوی کے حملے۔ نوشیروان اور بہرام گور کی حکومتوں کی بالتفصیل کیفیت وغیرہ وغیرہ

مؤلفہ

میرزا رفیع الدین بیگ صاحب وحشی تخلص منصبدار سرکار عالی مصنف ببلیکل پروفس آف اسلام (انگریزی میں) مریکلس آف محمد (انگریزی میں) مظہر العجائب۔ مریم اور افغان وحشی

مولنا میرزا حیرت صاحب کے اہتمام سے

کرزن پریس دہلی میں چھپی ۱۹۰۳ء ۱۳۲۱ھ

تعداد اشاعت ایک ہزار قیمت عہ معہ محصول ڈاک




بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

مؤلف کی نظر سے اب تک کوئی ایسی کتاب اُردو میں نہیں گزری جس میں وسط ایشیا کی عظیم الشان مسلمانی سلطنتوں کا مسلسل حال تحریر کیا گیا ہو - اب تک اسلامی مصنفوں نے زیادہ تر توجہ خلفائے بغداد اور اندلس و روم کے تاریخی حالات کی طرف کی ہے اور اس میں شک نہیں کہ یہ سلطنتیں ایسی ہی عظیم الشان تھیں کہ اُن پر مسلمان جہاں تک ناز و فخر کریں بجا ہے - انہوں نے جو ملکی - اخلاقی مذہبی اور علمی ترقیاں کیں وہ عجیب و غریب تھیں مگر انصاف یہ ہے کہ وسط ایشیا کی اسلامی سلطنتیں بھی کسی طرح ان سے کم نہ تھیں - مسلمان علی الخصوص ہندوستانی مسلمان جن کے باپ دادا اکثر وسط ایشیا ہی کے رہنے والے تھے اُن پر جس قدر فخر و ناز کریں بجا ہے - اس لئے اس تاریخ کو غور سے پڑھنا ہندوستانی مسلمانوں پر فرض ہے - مگر سب میں زیادہ مفید سبق جو ہر تاریخ کے پڑھنے سے اخذ کرنا چاہیے یہ ملیگا کہ ہمارے باپ دادا سے کیا غلطیاں ہوئیں اور کن اسباب سے مسلمانوں کے جانی دشمن - روس نے تھوڑے ہی عرصہ میں نمایاں ترقی کی اور مغرب میں سلطان روم کی قوت توڑ کر شرق میں تمام اسلامی وسط ایشیا کو فتح کر لیا اور اسلامی بادشاہت کو وہاں سے نیست و نابود کر دیا اور ابھی وہ دشمن اسلام رومی سلطنت کی تاک میں لگا ہوا ہے -

مصنف نے تا حد امکان اس تاریخ کو سلیس عبارت اور دلچسپ پیرایہ میں ادا کرنیکی کوشش کی ہے تاکہ وہ لوگ جو زمانہ حال کے قابلِ اعتراض ناولوں سے اپنا دل بہلاتے ہیں اُن مذموم کتابوں کے بدلے

اس مفید تاریخی کتاب سے اپنا دل بہلائیں اور تاریخ بینی کے فوائد سے منفعت اٹھائیں اور اسلاف کی غلطیوں سے متنبہ ہو کر دشمنوں کے اسباب ترقی پر غور کریں اور اُن سے فائدہ اٹھائیں۔

السعی منی والاتمام من اللہ

باب اوّل

قدیم سلطنت

وسط ایشیا کو یورپی مورخین ام الاقوام کہتے ہیں۔ تمام دنیا کی روایتیں اس بات پر متفق ہیں کہ وسط ایشیا ہی سے وقتاً فوقتاً مختلف قوموں نے خروج کیا اور یکے بعد دیگرے تمام روئے زمین پر پھیل گئیں۔ اور اختلاف مرز و بوم سے ایک مدت میں اُن کے اشکال و اوضاع و السنہ میں اختلاف پیدا ہو گیا تعجب خیز امر یہ ہے کہ ہمارے زمانہ میں اِس ملک میں نہ اس قدر پیداوار ہوتی ہے کہ کثیر التعداد اقوام پرورش پا سکیں اور نہ اس قدر کثرت توالد و تناسل کی ہوتی ہے کہ وہاں مثل قدیم زمانہ کے قومیں پیدا ہو جائیں معلوم نہیں کہ اُس زمانہ میں وہاں کی آب و ہوا کس قسم کی تھی کہ قومیں کی قومیں پیدا ہو کر تعداد میں اتنی بڑھتی تھیں کہ اُن کی پرورش کے لئے کافی سامان وہاں نہ رہتا تھا اور اُن کو ناچار وطن چھوڑ کر دوسرے ملکوں کو نقل و حرکت کرنا پڑتا تھا اور پھر سَو دو سَو برس میں وہاں اُن کی جگہ اور اتنی ہی پیدائش ہو جاتی تھی کہ اُن کو بھی ناچار مثل سابقین کے وطن چھوڑ کر اپنے بھیڑیوں کے لئے اور کہیں چارہ ڈھونڈھنا پڑتا تھا وسط ایشیا کے اُس حصّہ کو ترکستان کہتے ہیں جس کے شمال مشرق میں سیر دریا اور کوہ ہندو کش واقع ہے اور مغرب میں بحر کاسپین ہے۔ ایرانی تاریخی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ترکستان قدیم زمانہ میں ایران کی حکومت میں شامل تھا۔

اول شاہی خاندان جس نے ایران اور وسط ایشیا پر حکمرانی کی اس کو ایرانی مورخین پیشدادیوں کا خاندان کہتے ہیں روایتوں میں بیان کیا گیا ہے کہ اس خاندان کا اول بادشاہ کیومرث تھا۔ اس بادشاہ کے بارے میں جو کچھ ایرانی مورخین نے لکھا ہے وہ جن و پری کی کہانیوں سے زیادہ وقعت کے قابل نہیں ہے۔ ان کہانیوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شاید یہ بادشاہ بہت بڑا فاتح تھا اور اس نے وسط ایشیا کے اکثر وحشی اقوام کو مغلوب کیا تھا۔ کہتے ہیں کہ اس کی وسیع سلطنت میں اردبیل و فلسطین و بابل و نصیبین و جرجان و سیستان و بلخ و دماوند وغیرہ مقامات داخل تھے۔

اس کے بعد ہوشنگ اور طہمورث بھی نامور بادشاہ یکے بعد دیگرے ہوئے اور انہوں نے اگر سلطنت کو زیادہ وسیع نہیں کیا تو اُس کو کم بھی نہ ہونے دیا مگر اُن کے بعد جمشید ایسا تعیش دوست بادشاہ ہوا کہ آج تک اُس کا تعیش ایران میں ضرب المثل چلا آتا ہے۔ اُس کے تعیش کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ اسکی سلطنت میں ضعف آگیا اور ماتحتوں کو بغاوت کی جُرأت ہوئی چنانچہ عربوں کا ایک سردار ضحاک نامی بغاوت میں یہاں تک کامیاب ہوا کہ آخر کار جمشید کو قتل کر کے وہ ایران کے تخت پر مسلط ہو گیا جس طرح جمشید عیش کے لئے آج تک مشہور ہے۔ اسی طرح ضحاک اپنے ظلم کے لئے ایران میں ضرب المثل ہے۔ ظلم ہی کی وجہ سے وہ ایران کے تخت پر زیادہ دن تک قائم نہ رہ سکا اور آخر کار رعایا نے اس سے بغاوت کی اور اُس کو قتل کر کے شاہی خاندان میں سے فریدوں کو تخت پر بٹھایا۔

اس نامور بادشاہ کی بابت بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے بہت کامیابی کے ساتھ سلطنت کر کے اپنی زندگی میں اپنے تینوں بیٹوں پر اپنی سلطنت تقسیم کر دی اور خود گوشہ نشین ہو گیا۔ اس تقسیم میں ایران ایرج کو۔ توران تور کو اور شمالی مغربی حصہ جو بعد میں دشت صحاق کے نام سے مشہور رہا سلم کو دیا گیا۔ اس تقسیم کا یہ نتیجہ ہوا کہ فریدوں کی زندگی ہی میں تینوں بیٹوں میں خانہ جنگیاں شروع ہو گئیں اور آخر کار سلم و تور نے متحد ہو کر ایرج کو قتل کر ڈالا اور اس طرح اُن مشہور محاربوں کی بنیاد پڑ گئی جو فردوسی کی بے نظیر نظم کی بدولت ایشیا کے ہر بچہ کی زبان پر ہیں۔ ایرج کے بعد منوچہر ایران کے تخت پر متمکن ہوا جس کا ہمعصر افراسیاب تور کا بیٹا تھا۔ ان دونوں بادشاہوں میں ایک عرصہ دراز تک لڑائیاں ہوتی رہیں اور جانبین کو فتح و نصرت یکے بعد دیگرے حاصل ہوئی۔

منوچہر کی زندگی میں ایران افراسیاب کے ہاتھ سے محفوظ رہا مگر جب اس کا بیٹا نوذر تخت نشین ہوا، افراسیاب نے اُس پر فتح پائی اور اس کو قتل کر کے ایران کے اکثر حصہ پر قابض ہو گیا۔ لیکن افراسیاب زیادہ دن تک ایران پر قابض نہ رہ سکا۔ ایرانیوں نے نوذر کے بیٹے زاب کو اپنا سردار بنا کر اس قدر مردانہ کوشش کی کہ افراسیاب کو شکست کھا کر ایران چھوڑنا پڑا۔ زاب کے بیٹے گرشاسپ پر پیشدادیوں کا خاندان ختم ہوا اور مشہور خاندان کیان شروع ہوا جس کے عہد سلطنت کو فردوسی نے ہمیشہ کے لئے زندہ کر دیا ہے اس خاندان کے اول اور دوم بادشاہوں کے زمانہ میں یعنی کیقباد اور کیکاؤس کے عہد سلطنت میں افراسیاب شاہ توران سے سخت لڑائیاں رہیں اور ان دونوں بادشاہوں کو افراسیاب پر چند

نمایاں فتوحات بھی حاصل ہوئیں مگر وہ ترکستان کو فتح کرنے میں ناکام رہے۔
کیکاؤس کے بعد کیخسرو کا زمانہ آیا جو اس خاندان کا سب سے زیادہ زبردست اور نامور بادشاہ ہوا ہے اس کے عہد میں ایرانی سلطنت کو بہت وسعت حاصل ہوئی۔ مغرب میں شام اور مشرق میں چین تک اس کی سلطنت بڑھ گئی۔ افراسیاب قتل ہوا اور ترکستان فتح ہوگیا (۵۵۰ ق م) جب کیخسرو کی طرف سے ارجاسپ نامی ایک شخص افراسیاب کی نسل سے صوبہ دار مقرر کیا گیا۔ کیخسرو اور لہراسپ کے عہد حکومت میں ترکستان امن کے ساتھ ایران کی سلطنت میں شامل رہا مگر جب لہراسپ کے بیٹے گشتاسپ نے ۵۲۱-۴۹۲ ق م میں زردشتی دین اختیار کیا اور اپنی سلطنت میں اس کو زبردستی پھیلایا۔ ارجاسپ حاکم ترکستان نے شاید دین ہی کی وجہ سے بغاوت اختیار کی۔ بہت لڑائیوں کے بعد گشتاسپ نے ارجاسپ کو قتل کیا اور ترکستان کی حکومت افراسیاب کے بھائی اغریرث کی اولاد میں ایک شخص کے سپرد کی گئی اور ترکستان بہمن دراز دست ۔ اور دارائے اکبر اور دارائے اصغر کے عہد حکومت میں اسی خاندان کے تحت میں رہا۔
دارائے اصغر کے عہد میں اسکندر رومی نے ایران کو فتح کیا اور اس کے ساتھ توران کی حکومت میں بھی تغیر و تبدل ہوگیا۔
اسکندر رومی فیلقوس شاہ مقدونیہ کا وہ نامور بیٹا تھا جس نے اس زمانہ کے تمام معلومہ ایشیاء کو فتح کیا تھا اور جس کے سوانح عمری کو آج تک داستان گو وسط ایشیا کے بڑے بڑے شہروں میں اس طرح بیان کرتے ہیں اور سامعین اس طرح شوق سے سنتے ہیں جس طرح دہلی میں امیر حمزہ کا قصہ بیان کیا جاتا ہے اور سنا جاتا ہے۔ مگر جو کہانیاں اسکندر کی بابت فارسی کتب میں درج ہیں اُن کو ہم تاریخ نہیں کہہ سکتے اس لئے اسکندر کے اُن کارناموں کو جو وسط ایشیا سے تعلق رکھتے ہیں ہم اس کتاب میں انگریزی کتابوں سے اقتباس کرکے تحریر کرتے ہیں۔ چونکہ انگریزی کتابوں کا ماخذ ہمعصر یونانی مصنفین کی تصنیفات ہیں اس لئے اُن کو ہم فارسی کتابوں کی بہ نسبت زیادہ معتبر سمجھتے ہیں۔
سکندر نے جب یونان اور ایشیائے کوچک کو فتح کرنے سے فراغت حاصل کرلی اس نے ایرانی سلطنت پر چڑھائی کرنے کی بہت بڑی تیاری کی اور اس عظیم الشان مہم کے لئے اپنی آزمودہ کار فوج کو ازسرنو آراستہ کیا۔ اول جنگ ایرانیوں سے دریائے ایکس کے کنارہ پر واقع ہوئی (۳۳۴ ق م) اِس

لڑائی میں جانبین نے بہت جدّ وجہد کی۔ کبھی ایرانیوں کا پلہ بھاری ہوتا تھا اور کبھی سکندر ایرانیوں کو پسپا کرتا تھا۔ آخر کار بہت خونریزی کے بعد اسکندر نے ایرانی لشکر کو ایسی کامل شکست دی کہ تمام ایشیاء میں سکندر کی شہرت ہو گئی اور ایرانیوں کے دلوں پر اُس کا پورا پورا رُعب چھا گیا۔ دارا شکست کھا کر مشرق کی طرف جان بچا کر بھاگا۔ دارالسلطنت میں پہنچکر اس نے از سرِ نو نہایت جانفشانی سے پہلے سے بھی زیادہ بڑا اور بہادر لشکر جمع کیا اور سرداروں کو غیرت دلا کر لڑائی کے لئے آمادہ کیا۔ اس بہادر لشکر کو لیکر وہ اسکندر کے مقابلہ کے لئے آگے بڑھا اور اربلا پر طرفین کا مقابلہ ہوا (سنہ ۳۳۱ ق م) اس خونریز لڑائی نے ایران کی قسمت کا فیصلہ کر دیا۔ دارا اور اس کے سردار اس قدر جان توڑ کر لڑے کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ انہوں نے تہیّہ کر لیا ہو کہ اسی لڑائی کے نتیجہ پر اُن کی سلطنت کا فیصلہ ہے۔ اور حقیقت میں ایسا ہی ہوا۔ جب اسکندر کی بے نظیر جرنیلی کے آگے ایرانیوں کی وحشیانہ بہادری کسی طرح فتحیاب نہو سکی دارا میدان کارزار سے ناچار بھاگا اور دارالسلطنت میں بھی نہ ٹھیر سکا۔ مفرورین کی جمعیت کو ساتھ لئے ہوئے وہ بلخ کی طرف اس غرض سے بھاگا کہ شاید اس بعید قلب مقام میں پہنچکر یونانی متعصب لشکر کے ہاتھ سے اس کو اس قدر فرصت مل سکے کہ وہ از سرِ نو کچھ فوج ترکستان کے مشہور بہادر باشندوں کی جمع کر کے اسکندر کا مقابلہ کرے مگر ادھر قضا و قدر نے اور اُدھر اسکندر کے تیز رو لشکر نے اس کے ارادوں کو پورا نہونے دیا۔ اسکندر ہوا کی طرح دارا کا پیچھا کرتا ہوا دارالسلطنت میں پہنچا اور وہاں کچھ محافظ فوج چھوڑ کر فوراً دارا کے تعقّب میں روانہ ہو گیا تا کہ دشمن کو دم لینے کی مہلت نہ ملے۔

ادھر بدنصیب دارا کا یہ حال ہوا کہ اس کے ہمراہی فوج کے دو سرداروں نے آپس میں یہ مشورہ کیا کہ دارا کو قید کر لینا چاہئے۔ اگر اسکندر اس عرصہ میں تعقّب کناں اُن تک پہنچ جائے اور ان کو مقابلہ کا سامان جمع کرنے کا موقع نہ ملے تو دارا کو سکندر کے حوالہ کر کے اُس سے مصالحت کر لیں اور موقع کے منتظر رہیں اور اگر اسکندر سے پہلے بلخ یا اور کسی محفوظ مقام میں نصیب سے پہنچ گئے تو دارا کو قتل کر کے خود بادشاہی کا دعویٰ کریں گے اور سکندر سے لڑیں گے۔ اس مشورت کے بعد انہوں نے دارا کو قید کر لیا اور اس کو گھوڑے پر سوار کر کے حکم دیا کہ وہ اُن کی قید میں بلخ کو چلے۔ دارا نے نمک حرام باغیوں کی اطاعت قبول کرنے سے اور اس طرح بلخ کو جانے سے انکار کیا کچھ فوج نے دارا کا بھی تھ

دیا اور آپس میں تنازع برپا ہوا۔ اسی اثنا میں معلوم ہوا کہ اسکندر آ پہنچا۔ ان دونوں نمک حراموں نے دارا کو زخم کاری لگائے اور زمین پر گرا دیا اور مُردہ سمجھ کر اس کو وہیں چھوڑا اور فوج لیکر بلخ کی طرف بھاگ گئے۔

یونانی مورخین کہتے ہیں کہ اسکندر اس وقت دارا کی نعش پر پہنچا کہ وہ مر چکا تھا مگر ایرانی مورخین لکھتے ہیں کہ سکندر دارا کی حالت نزع میں پہنچ گیا اور دارا نے اُس کو کچھ وصیت بھی کی اور اس کے پہنچنے کے بعد وہ مر گیا۔ غرضکہ جو صورت ہوئی ہو یہ یقینی امر ہے کہ اسکندر دارا کی بالین پر بہت رویا اور اُس کی تجہیز و تکفین ملوکانہ طور پر کی۔

دارا کے قاتلوں میں ایک بلخ کا حاکم تھا جس کا نام یونانی میں بیس لکھا ہے۔ بیس بھاگ کر بلخ میں پہنچا اور وہاں اردشیر چہارم کے لقب سے بلخ میں تخت نشین ہوا۔ ایک عرصہ تک وہ اسکندر کے ہاتھ سے اس لئے محفوظ رہا کہ اسکندر نے یہ قرین مصلحت سمجھا کہ وہ پہلے مفتوحہ حصہ ایران پر اپنی حکومت کو مستحکم کرلے اُس کے بعد آگے قدم بڑھائے۔

۳۲۹ ق م میں سکندر کوہ ہندوکش کے پار ہوا اور پچیس ہزار فوج کی جمیعت سے بلخ پر بڑھا۔ ولایت بلخ کا پہلا شہر جس کو اس نے فتح کیا وہ ڈرپ کا بیان کیا گیا ہے جو شاید زمانہ حال میں اندراب کہلاتا ہے۔ چند روز تک اُس نے یہاں آرام کیا بعد ازاں خلم پر حملہ کیا جس کا نام اس زمانہ میں ایورناس کہلاتا تھا۔

ایورناس سے وہ بلخ پر بڑھا اور بیس بغیر لڑے بلخ کو چھوڑ کر جیحوں کے پار بھاگ گیا اور جن کشتیوں کے وسیلہ سے دریا سے عبور کیا تھا اُن کو جلا دیا اور نائیکا یعنی شہر سبز میں قیام کیا۔ سکندر نے بیس کے تعقب میں مشکیزوں کے ذریعہ سے جیحوں سے عبور کیا کیونکہ کشتیاں تیار کرنے میں دیر ہوتی تھی۔ بیس کی بزدلی نے اس کے ہمراہیوں کو اس سے برگشتہ کر دیا اور اُس کے ایک رازدار دوست نے جس کا نام اسپٹامنس تھا اس کو گرفتار کر کے اسکندر کے حوالہ کر دیا اسکندر نے اس کو دارا کے قتل کے جرم میں ایرانیوں کے سپرد کیا کہ وہ اپنے قانون کے موافق اسکو سزا دیں اور اسپٹامنس کو اس حسن خدمت کے بدلہ میں سمرقند کو فتح کر کے وہاں کی حکومت تفویض کی گئی۔ سمرقند میں ایک دستہ فوج چھوڑ کر اسکندر نے سغدان کے باقی ملک پر تاخت کیا۔ یہاں سے وہ دریائے سیحوں کے

کنارہ تک جس کو زمانہ حال میں سیر دریا کہتے ہیں پہنچا۔ مگر یہاں پہنچکر اُس نے سُنا کہ اہل سغدانیہ
اور اہل بلخ نے بغاوت کی ہوا اور دریاے سیحوں کے کنارہ کے سات شہروں کی یونانی محافظ فوج کو
ان باغیوں نے قتل کر ڈالا ہے۔ اس خبر کو سُنکر اسکندر سیحوں سے لوٹا اور چند روز کے عرصہ میں باغیوں
کا قلع قمع کر دیا اور از سر نو دریائے سیحوں کے کنارہ پر اپنی حکومت قایم کی۔ سکندر اس مہم سے فارغ
ہوا تھا کہ اس کو خبر پہنچی کہ قوم ساسی نے یعنی باشندگان سدیا نے جس کو زمانہ حال میں ترکستان کہتے
ہیں دریائے سیحوں کے دوسرے کنارہ پر مقابلہ کے لئے ایک بڑا لشکر جمع کیا ہے اور سمرقند کی محافظ
فوج کو اسپٹامنس نے بغاوت کرکے محاصرہ کر رکھا ہے۔

اسکندر نے ایک دستہ فوج کا سمرقند کو اسپٹامنس کے مقابلہ کے لئے بھیجا اور خود اہل سدیا کی طرف
روانہ ہوا۔ دریائے سیحوں کے بائیں کنارہ پر پہنچکر اس نے سترہ دن کے عرصہ میں ایک شہر تعمیر کیا
اور اُس کا نام اپنی عادت کے موافق اسکندریہ رکھا اور کچھ دنوں تک وہاں قیام کیا۔ یہاں اسکندر
بیمار ہو گیا اور اُدھر دشمنوں نے اس کو چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا جس سے اُس کے لشکریوں کے
دلوں پر ہراس چھا گیا اگر اسکندر کی جگہ کوئی اور معمولی شخص ہوتا تو ان مشکلات سے اُس کا نجات پانا
مشکل ہو جاتا اور وہ گھبرا جاتا مگر نہیں اسکندر کو خدائے تعالیٰ نے فاتح پیدا کیا تھا اور فاتحوں کے
لایق دل بھی قوی دیا تھا۔ ان مشکلات سے اس کے دل پر ذرا بھی ہراس نہ ہوا اور دشمنوں کے مغلوب
کرنے کی کوشش میں برابر سرگرمی کے ساتھ مصروف رہا۔

اہل سدیا کا خونخوار لشکر دریائے سیحوں کے اُس کنارہ پر صف بستہ لڑائی کے لئے آمادہ کھڑا تھا
اور انتظار کر رہا تھا کہ ادہر اسکندر کی فوج دریا سے عبور کرکے کنارہ پر قدم رکھے اُدہر اُس پر حملہ
کر دیا جائے۔ سکندر کے لشکر کو کسی طرح جرأت نہ ہوتی تھی کہ ایسے قوی دشمن کے سامنے دریا سے پار
ہوں مگر اسکندر نے دیکھا کہ یہی نازک وقت دشمنوں پر رعب ڈالنے کا ہے اگر اس وقت دشمن پر رعب
چھا گیا لڑائی کا جیت لینا آسان ہو جائے گا۔ اُس نے اپنے لشکر کو ہر طرح سے ترغیب دیکر ان کو دریا سے
عبور کرنے پر آمادہ کیا دشمن ان کی اس بہادری کو دیکھکر سراسیمہ ہو گیا اور اسکندر کے حملہ کی تاب نہ لا سکا
اول ہی حملہ میں بھاگ نکلا اور یہاں تک خائف ہوا کہ ایلچی بھیجکر متابعت کا اظہار کیا۔

اُدھر جو فوج اسکندر نے سمرقند کو بھیجی تھی اُس کو اسپٹامنس نے قتل کر ڈالا تھا سکندر اہل سدیا کی

لڑائی سے فراغت پاتے ہی اسکندر سمرقند کی طرف روانہ ہوگیا اور وہاں چار روز میں پہنچ گیا۔ اسپتامنس بلخ کو بھاگ گیا۔ اسکندر نے کچھ دور تک اُس کا تعقب کیا مگر آخر کار اسکو واپس آنا پڑا اور بغاوت کے جرم میں اس نے تمام وادی زرافشاں کو برباد کر ڈالا۔ موسم سرما میں وہ مقام زراسپیا میں خیمہ زن ہوا۔

مورخین کے نزدیک یہ مقام بیقند یا ہزار اسپ ہے جو خوارزم میں واقع ہے۔ اس سرما میں (۳۲۸-۳۲۹ ق م) اسکندر کے پاس یونان سے انیس ہزار آدمیوں کی مدد پہنچی اور موسم بہار میں اس فوج کی مدد سے اسکندر نے مارجیانہ یعنی ولایت مرو کو فتح کیا۔ مگر اس ملک میں ایک قلعہ نہایت مستحکم باقی رہ گیا جس کا حاکم یونانیوں میں تھا اور جہاں دو سال کا سامان رسد رکھا تھا۔ اس قلعہ کا نام یونانی مورخین نے پترا اوکسیانا کہا ہے اور شاید شہر سبز کے شمال و مشرق میں واقع تھا اور جہاں اب قلعات نادری موجود ہیں۔ بہت محنت اور کوشش سے آخر کار یہ قلعہ بھی فتح ہوگیا اور غصہ میں اسکندر نے یہاں کے حاکم کو اور اس کے کل سرداروں کو صلیب پر چڑھا دیا۔

اس قلعہ کے قیدیوں میں اوکزیارٹس نامی ایک امیر تھا اس کی بیٹی روشنک پر اسکندر فریفتہ ہوگیا۔ اور اس کے ساتھ اس نے نکاح کیا۔ ایرانی مورخین روشنک کو دارا کی بیٹی بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسکندر نے اس سے دارا کی وصیت کے موافق نکاح کیا تھا۔

اس قلعہ کو فتح کرکے اسکندر نے مرو کے جنوب میں دو قلعہ تیار کئے جہاں اس زمانہ میں سرخس اور مرو آباد ہیں یہاں سے وہ بلخ کو گیا اور راہ میں اور چار قلعے تعمیر کئے جن کی جگہ اس زمانہ میں میمنہ۔ اندخوئی شبرغان اور سرخسیل واقع ہیں۔ بلخ سے وہ سمرقند میں آیا اور یہاں سے اس نے وقتاً فوقتاً اندرون ملک پر چند حملے کئے۔

اسکندر کے قدیم دشمن اسپتامنس نے چند مرتبہ سغد و بلخ کی یونانی فوج پر حملے کئے مگر آخر کار بعض رہزنوں نے اس کو مار ڈالا اور انہوں نے اس کا سر اسکندر کے پاس بھیج دیا۔ اسپتامنس کے قتل سے اسکندر کا کوئی مخالف تمام ترکستان میں نہ رہا اور اس نے دلجمعی کے ساتھ ہندوستان کی مہم کی تیاریاں کیں اور ۳۲۷ ق م میں ہندوستان کی طرف روانہ ہوا اور ترکستان کی حفاظت کیلئے دس ہزار پیدل اور تین ہزار سوار چھوڑ گیا۔

اسکندر دریائے کابل کے کنارہ کنارہ روانہ ہوا جس کو قدیم یونانی مورخین دریائے کوفن تحریر کرتے ہیں
اس مہم میں اسکندر کے ہمراہ ایک لاکھ بیس ہزار پیدل اور پندرہ ہزار سوار تھے - دریائے سندھ سے
اس نے بمقام اٹک عبور کیا - اس زمانہ میں دریائے سندھ و جہلم کے مابین ملک کا حاکم ایک شخص
امفس نامی تھا جس کو یونانی مورخ ٹکسیلا لکھتے ہیں - اس نے اسکندر کی متابعت اختیار کی اور پانچ ہزار
آدمیوں کی جمعیت سے اس کے ساتھ ہو لیا - جہلم سے عبور کر کے اسکندر کو ایک خونریز لڑائی پورس
نامی راجہ سے لڑنی پڑی -

یونانی مورخ لکھتے ہیں کہ یہ راجہ بہت قوی ہیکل اور طویل القامت تھا اور اس بہادری سے لڑا کہ
اسکندر نے گرفتاری کے بعد اس کی بہت سی خاطر و مدارات کی اور اس کا ملک اس کو واپس دیدیا -
اس فتح کے بعد پنجاب میں صرف لاہور کے رئیس نے مخالفت کی - لاہور کو فتح کر کے اسکندر نے سترہ ہزار
آدمی قتل کر ڈالے اور ستائیس ہزار قید ہوئے - ستلج سے سکندر کو ناچار لوٹنا پڑا - کیونکہ اس کی فوج
نے آگے بڑھنے سے صاف انکار کر دیا - ستلج کے کنارہ پر اسکندر نے بارہ منارے تعمیر کرائے تاکہ اسکی
یادگار قایم رہے - یہاں سے لوٹ کر پھر جہلم کے کنارہ پر پہنچا اور یہاں اس نے اپنی فوج کے تین
حصے کئے دو حصے تو خشکی کی راہ دریا کے کنارہ کنارہ روانہ ہوئے اور خود اسکندر آٹھ ہزار کی جمعیت سے
دو ہزار کشتیوں پر سوار ہو کر دریائے جہلم سے دریائے سندھ میں داخل ہوا اور قوم مالی کے شہر کو جس سے
غالباً ملتان مراد ہے فتح کر کے وہ اٹک کے دہانہ پر پہنچا (۳۲۶ ق م) یہاں سے اس نے نیارکس کو سمندر کی
راہ روانہ کیا اور خود خشکی کی راہ سندھ کے ریگستان کو طے کرتا ہوا کرمان میں پہنچا اور یہاں
نیارکس بھی خلیج ارمز پر اتر کر آملا مگر دوبارہ اسکندر کے حکم سے خلیج فارس کی طرف سمندر کی راہ روانہ ہوا
اور اسکندر ایک دستہ فوج کے ساتھ پرسی پولس کو چلا گیا اور دوسرا حصہ فوج کا ساحل کے
کنارہ کنارہ روانہ ہوا - پرسی پولس سے اسکندر سوسا میں آیا اور یہاں کچھ دنوں تک سپاہیوں
کو آرام دیا - (۳۲۵ ق م) اور اپنی سلطنت کے قیام کی بعض تدابیر عمل میں لایا - ان تدابیر میں سے
ایک یہ تھی کہ یونانیوں اور ایرانیوں کو اس نے ایک قوم بنانا چاہا اور دونوں قوموں کے لوگوں میں
سلسلۂ مناکحت جاری ہونے کی ترغیب دی اور خود بھی دارا کی بڑی بیٹی استاترا سے نکاح کیا اور
اس کی چھوٹی بیٹی اپنے ایک سردار سے بیاہ دی - ۳۲۴ ق م میں اسکندر بابل میں پہنچا اور وہ یہاں پہنچکر

عربستان کو فتح کرنے کی تیاریوں میں مصروف تھا کہ ۲۸ رجون ۳۲۳ ق م میں اس نے بعارضہ تپ وفات پائی ۔

باب ۲ دوم

سلطنت بلخ و فارسیہ

سکندر کی وفات کے بعد اس کی سلطنت اس کے جرنیلوں پر تقسیم ہوگئی گو اس کا سوتیلا بھائی فیلقوس ارہدیس اس کی سلطنت کا وارث برائے نام مقرر ہوا اور یہ بھی قرار پایا کہ اگر روشنک کے بطن سے جو حاملہ تھی کوئی بیٹا پیدا ہوگا تو وہ بھی شریک سلطنت کیا جائے گا ۔ بطلیموس حاکم شام و مصر ہوا ۔ اور انٹی پیٹر کو مقدونیہ اور یونان ملا ۔ مگر اس تقسیم پر کوئی قایم نہ رہا ۔ ان جرنیلوں میں بائیس برس تک متواتر لڑائیاں ہوتی رہیں ۔

اسکندر کی وفات کے وقت بلخ وسغدان کا حاکم امنتاس تھا ۔ اس کی وفات کے بعد اس کی جگہ فیلقوس الیمس یہاں کا حاکم مقرر ہوا اور اسی سال کے اندر فیلقوس فارسیہ کا حاکم مقرر کیا گیا اور بلخ وسغدان کی حکومت پر استاسنور بھیجا گیا اور وہ ۳۱۶ ق م تک یہاں حکومت کرتا رہا ۔

اس عرصہ میں خانہ جنگیوں کے بعد بطلیموس مصر پر اور سلیوکس مشرقی سلطنت پر قابض ہوگئے اور فارسیہ و بلخ و سغدان بھی سلیوکس نکاتور کے قبضہ میں آگئے ۔ ۳۰۵ ق م میں نکاتور نے چندر گپتا ہندوستان کے ایک راجہ پر لشکر کشی کی جو اسکندر کی مفتوحات پر قبضہ کرنا چاہتا تھا ۔ اس لڑائی میں سلیوکس کو شکست ہوئی اور کل ملک دریائے سندھ اور کوہ پاراپمیسس کے درمیان کا اسکندر کی سلطنت سے ہمیشہ کے لئے نکل گیا ۔

۲۸۰ ق م میں سلیوکس نکاتور کو اس کے ایک جرنیل نے مار ڈالا اور انتیاکس اول اس کا جانشین ہوا ۔ ۲۵۶ ق م میں انتیاکس دویم کے عہد حکومت میں دایودوٹس حاکم بلخ باغی ہوگیا اور اس نے بلخ کی یونانی بادشاہت کی بنیاد ڈالی ۔ دایودوٹس کے بعد یوتھڈمس بلخ کا بادشاہ ہوا ۔ اس کے عہد میں انتیاکس اعظم نے ۲۰۸ ق م میں اس پر چڑھائی کی اور اس کو شکست دی ۔ یوتھڈمس نے انتیاکس سے التجا کی کہ اگر وہ اس کی تخریب کا درپے ہوگا تو اس کو ناچار اہل سدیا سے مدد طلب کرنی پڑیگی

جو سیحوں کے پار لشکر تیار کئے ہوئے وقت کے منتظر ہیں اور اس صورت سے وسط ایشیا میں یونانیوں کی حکومت کا نام و نشان باقی نہ رہے گا۔ انتیاکس اعظم نے رحم کھایا اور یوتھیڈیمس کو تاج بخشی کرکے واپس چلا گیا۔

سنہ ۲۵۰ ق م میں صوبہ فارسیہ پر آندراگورس حاکم مقرر کیا گیا تھا اس کے زمانہ حکومت میں ایک دہستان کے رئیس نے جس کا نام ارشازیس تھا فارسیہ میں بغاوت کی اور آندراگورس کو شکست دیکر وہاں کا خودمختار بادشاہ ہو گیا اور یونانی فارسیہ بادشاہت کی بنیاد ڈالی۔ دو سال کی حکومت کے بعد لڑائی میں مارا گیا اور اس کا بھائی تریڈاٹس اس کے بعد تخت نشین ہوا۔ ارشاسیدی خاندان کا پانچواں بادشاہ متھریڈیٹس (سنہ ۱۷۱ ق م) ایک مشہور و معروف بادشاہ تھا اس نے وسط ایشیا کے اکثر حصہ کو فتح کیا۔

جسٹن مورخ لکھتا ہے کہ اس کے ممالک کوہ ہمالیہ سے لیکر دریائے فرات تک تھی اس کے زمانہ میں بلخ کا بادشاہ یوکراتیدس تھا جو سنہ ۱۷۱ ق م میں تخت نشین ہوا تھا۔ متھریڈیٹس نے چند لڑائیوں کے بعد والئ بلخ سے چند صوبے چھین کر اپنی سلطنت میں شامل کئے۔ اس کی حکومت نہایت شان و شوکت کی گزری سنہ ۱۳۸ ق م میں اس نے وفات پائی اور اس کے بعد اس کا بھائی فراٹیس تخت فارسیہ پر متمکن ہوا۔ اس زمانہ میں وسط ایشیا کی یونانی ریاستیں شام کی یونانی سلطنت سے جس کا بانی سلیوکس تھا بالکل علیحدہ ہو گئی تھیں اور اس سبب سے ان کو وسط ایشیا کی وحشی اقوام سے بغیر خارجی امداد کے بجائے خود لڑنا پڑا۔ چنانچہ ایک وحشی قوم سدیا کے کوہستان سے دریائے جیحوں کی وادی میں نمودار ہوئی جس کو چینی مورخین سو کہتے ہیں اور جن کا نام بعد میں ساکا شمالی ہندوستان میں مشہور ہوا فراٹیس نے نادانی سے اس وحشی قوم سے انتیاکس شام کے بادشاہ کے برخلاف مدد طلب کی اور یہ لوگ اس وقت موقع پر پہنچے کہ انتیاکس واپس جا چکا تھا۔ وحشیوں نے جب دیکھا کہ شکار ہاتھ سے جاتا رہا انہوں نے خود فراٹیس پر حملہ کر دیا اور اس کو شکست دیکر قتل کر ڈالا۔

فراٹیس کے بعد اس کا بھتیجہ ارتابانیس دویم تخت پر بیٹھا اور چند روز کی حکومت کے بعد قوم ساکا کے ایک قبیلہ کی لڑائی میں جس کو تھوکاری قوم کہتے تھے مارا گیا۔

اس کا بیٹا متھریڈیٹس تخت فارسیہ پر متمکن ہوا اس کے نام کے ساتھ اعظم کا لقب شامل کیا جاتا ہے

اور حقیقت میں وہ اس لقب کا مستحق بھی تھا۔ تخت پر بیٹھتے ہی اس نے ساکا قوم سے جنگ شروع کردی اور چند خونریز لڑائیوں کے بعد اُس نے بلخ کی مملکت کا اکثر حصہ چھین لیا۔
مگر اس جنگ کے بعد اس کو اسے زیادہ تر قوی دشمن سے روبکار رہوا۔ اس زمانہ میں رومتہ الکبریٰ نے یونان اور شام کو فتح کرکے مشرق کی طرف پیشقدمی شروع کی تھی۔ سنہ ۶۶ تا ۸۸ قم کے مابین اس نے تین خونریز لڑائیاں ایسی بہادری اور ہنرمندی کے ساتھ رومتہ الکبریٰ سے لڑیں کہ دشمن کے دلوں پر اس کا پورا رعب چھا گیا۔ ہنیبال کے زمانہ کے بعد سے رومتہ الکبریٰ کو ایسے قوی دشمن سے کبھی روبکار نہ پڑا تھا۔ اُس کے حکومت کے آخر زمانہ میں پامپیائی نے اس کو دریائے فرات کے کنارے پر شکست دی اور اس کو کوہستان قاف میں پناہ لینی پڑی۔ گو اُس کو بہت بڑی شکست ہوئی تھی مگر اُس کی ہمت ابھی نہ ہاری تھی۔ وہ دوبارہ لڑنے کی تیاریاں بڑے زور و شور سے کر رہا تھا کہ اتنے میں اس کے بیٹے نے اُس سے بغاوت کی۔ بیٹے کی بغاوت کا اُس کے دل پر ایسا صدمہ پہنچا کہ اس نے یاس و رنج کی حالت میں خودکشی کر لی۔
یہ بادشاہ ایسا نام آور تھا کہ آجتک کریمیا اور شمالی کوہستان قاف میں اسکے کارناموں کی داستانیں بیان ہوتی ہیں۔ اس زمانہ کے بعد سے سنہ ۲۲۶ ء تک فارسیہ کے بادشاہوں کو تاتاریوں کے حملوں نے اس قدر کمزور کر دیا کہ آخرکار رومتہ الکبریٰ نے اس کو فتح کر لیا۔ اس لئے ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ اس موقع پر تاتاری اقوام کی اُس نقل و حرکت کا کچھ مختصر ذکر کیا جائے جو چینی ذرائع سے اور بعض قدیم سکوں سے جو زمانہ حال میں دستیاب ہوئے ہیں منکشف ہوتا ہے۔

باب ۳ سوم

تاتاری اقوام

چاؤ خاندان کی حکومت چین میں سنہ ۲۵۰ ق م تک قایم رہی اس کے زوال کے بعد چین میں چھوٹی چھوٹی آزاد ریاستیں قایم ہوگئیں جن پر بادشاہ کی حکومت صرف برائے نام ہی تھی۔ ان ریاستوں میں سے تسین قوم نے سب میں زیادہ قوت حاصل کی۔ اس قوم کا بانی تسین چی ہوانگ ٹی تھا۔ اس رئیس نے تدبیر عملی سے سب ریاستوں کو اپنا ماتحت کر لیا بعد ازاں بیرونی دشمنوں کو مغلوب کرنیکی طرف متوجہ ہوا

ان دشمنوں میں سے سب میں زیادہ قوی دشمن قوم ہنگ نو تہی جو چین کے شمال و مغرب میں آباد تہی۔ پہلے تو اُس نے چند مرتبہ اُن کے ملک پر حملے کئے آخر کار اُن کے حملوں کو روکنے کے لئے چین کے گرد ایک دیوار تعمیر کی (۲۱۵ ق م) یہ دیوار درہ شان ہی سے شروع ہوتی ہے اور مقام چینو پر ختم ہوتی ہے۔ یہ پندرہ سو میل طویل ہے۔ اسی کو دیوار قہقہہ کہتے ہیں۔ چونکہ یہ تاتاری قوم گھوڑوں پر سوار ہو کر چین پر حملہ آور ہوتی تہی اس لئے اس دیوار سے پار ہونا اُن کے لئے ناممکن ہو گیا۔

اس زمانہ میں ساکا قوم پامیر کے مشرق میں آباد تہی اور قوم اسون لوب جھیل کے جنوب میں رہتے تہے۔ اور ان دونوں کے بیچ میں الیغور تاتاریوں کا مسکن تھا۔ اور یوچی قوم جو تنگ نو یعنی مشرقی تاتاریوں کی ایک شاخ تہی اُس ملک میں آباد تہی جس کے شمال میں مستاغ پہاڑ ہیں اور جنوب میں کونلن پہاڑ ہیں اور مغرب میں دریائے ہوانگ ہو اور مشرق میں ختن واقع ہے۔

۲۰۱ ق م میں قوم تنگ نو یعنی مشرقی تاتاری اور ہنگ نو یعنی مغربی تاتاریوں میں لڑائی شروع ہو گئی۔ مغربی تاتاریوں کا بادشاہ یعنی قوم ہن یا ہنگ نو کا موتہی نام تھا۔ موتہی نے مشرقی تاتاریوں کی شاخ یوچی کو شکست دیکر اُن کے وطن سے نکالدیا اور وہ دریائے ایلی کی طرف بھاگ گئے۔ اس فتح سے موتہی کی سلطنت والگا دریا سے لیکر چین تک ہو گئی۔ اس زمانہ میں چین کا بادشاہ کاو ٹسو نام تھا۔ (۲۰۲-۱۹۴ ق م) اس کو موتہی کی فتوحات سے بہت خوف پیدا ہوا اور اُس نے موتہی پر لشکر کشی کی مگر شکست کہا کے اپنے ملک کو بھاگنا پڑا۔ اس فتح کے بعد موتہی تاتار کی طرف بڑہا اور قوم یوچی کو دوبارہ شکست دیکر دریائے ایلی سے بہی نکالدیا۔ اس شکست سے یوچی قوم متفرق ہو گئی۔ ایک گروہ جسکو خورد یوچی کہتے ہیں تبت کو چلا گیا۔ اور بڑا گروہ کاشغر، یارقند اور ختن کی طرف گیا۔ اور ۱۶۳ ق م میں انہوں نے اس ملک سے ساکا قوم کو نکالدیا۔

جب ساکا قوم یہاں سے نکالدی گئی وہ بلخ کے ملک میں چلی آئی اور وہاں کی یونانی سلطنت پر حملہ کیا۔ اس صورت سے بلخ کی یونانی سلطنت پر دو جانب سے حملے ہونے لگے۔ ایک طرف سے ساکا قوم اور دوسری طرف سے فارسیہ سلطنت۔ آخر کار ساکا قوم کو پامیر کی مشرق کی طرف یعنی ہکساپولس کی طرف ہٹنا پڑا اور وہ الیغور قوم میں جو اُس ملک کے پہلے سے مالک تہے مل گئے۔ ساکا قوم کی ایک شاخ وادی یارقند کے شمال میں آباد ہوئی اور دوسری شاخ سریکول اور شغنان کی چھوٹی ریاستوں کو چلی گئی۔

ان مقامات کی زبان میں ابتک ساکا قوم کی زبان کا اثر باقی ہے۔ بعض ساکا قرا قرم سے پار ہوکر شمال و مشرقی ہندوستان میں چلے گئے۔

اس زمانہ کے مدفون سکے جو حال میں دستیاب ہوئے ہیں چینی مورخین کی تصدیق کرتے ہیں کہ سغدان سے یونانیوں کی حکومت سنہ ۱۶۳ ق م میں اٹھ گئی تھی اور اس کے تھوڑے عرصہ کے بعد ساکا قوم نے بلخ سے بھی یونانیوں کو نکال دیا تھا اور سلطنت فارسیہ مرجستان یعنی مملکت مرو پر قابض ہوگئی تھی۔

جب ساکا قوم نے یونانیوں کو بلخ سے نکالا تو یہ لوگ مشرق کی طرف بھاگے اور بخارا میں آباد ہوئے۔

چنانچہ قوم تاجیک کے خط و خال سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لوگ یونانیوں کی نسل میں سے ہیں۔

مملکت بلخ میں قوم ساکا زیادہ زمانہ تک قابض نہ رہ سکی کیونکہ سنہ ۱۳۰ ق م میں یوچی قوم نے ساکا کو بلخ میں بھی چین نہ لینے دیا اور ساکا قوم اور باقیماندہ یونانیوں کو وہاں سے مار کر نکال دیا اور کل طخارستان پر قابض ہوگئے۔

طخارستان اس وسیع ملک کا نام ہے جس میں بلخ و کندز و حصار و واخان اور بدخشان مقامات واقع ہیں۔ یوچی قوم کی ایک شاخ طخاری نام تھی اس لئے اس کا نام طخارستان رکھا گیا ہے۔ ساکا قوم بلخ سے نکلکر قندہار و سیستان و سغدان میں آباد ہوگئی۔ یوچی قوم نے تمام مملکت بلخ کو اپنے پانچ قبیلوں پر تقسیم کر لیا۔ ہر قبیلہ کا تختگاہ جداگانہ تھا جس میں سے ایک کا دار الحکومت بامیان پر تھا۔ تقریباً یوچی قوم کی ایک صدی تک یہ تقسیم قایم رہی۔ اور اس عرصہ میں بلخ کی حکومت کے لئے یوچی قوم اور فارسیہ کی یونانی سلطنت میں اکثر لڑائیاں ہوتی رہیں۔

اس زمانہ میں یوچی قوم کے قدیم دشمن ہنگ نو یا ہن یعنی مغربی تاتاری کو چینیوں نے بہت لڑائیوں کے بعد مغلوب کرکے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا تھا (سنہ ۶۰ ق م)۔ ان قدیم دشمنوں کے مغلوب ہونے سے یوچی قوم اپنے جدید وطن میں مستقل طور پر آباد ہوگئی۔ سنہ ۳۰ ق م میں ان کے پانچ قبیلوں میں سے ایک قبیلہ کے سردار کوئی شانگ نامی نے باقی قبیلوں کو اپنا مطیع کر لیا اور کل قوم اس سردار کے نام سے مشہور ہوئی جس کا اصلی نام کثرت استعمال سے ایک مدت کے بعد کوشان مشہور ہوگیا۔

کوشان قوم نے کابل و قندہار پر بھی رفتہ رفتہ قبضہ کر لیا جو ارساشیدی اور ساکا قوم کے قبضہ میں تھی۔ سنہ عیسوی کی ابتدا میں معلوم ہوتا ہے کہ وسط ایشیا میں سب سے بڑی سلطنت کوشان قوم کی تھی کیونکہ

رومۃ الکبریٰ میں کوشانی سلطنت کے سفیر موجود تھے اور ٹراجن اور ہیڈریان قیصران کے عہدِ حکومت میں کوشانی سلطنت نے یورپ میں اس غرض سے سفیر بھیجے تھے کہ فارسیہ سلطنت کے برخلاف رومۃ الکبریٰ سے عہد نامہ کئے جائیں۔ اسی طرح چینی ذرائع سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ ۹۰ء میں کوشان قوم کی سلطنت بہت زبردست تھی۔ جب چینی جرنیل پنچاو بحر کاسپس کے کنارہ ایک مہم پر ۹۰ء میں گیا تو کوشان سلطنت میں اس کی بہت تعظیم و تکریم ہوئی۔ اور شاہِ چین کو سالانہ تحائف بھیجنے کا کوشانی بادشاہ نے وعدہ کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ تیسری صدی عیسوی میں کوشان قوم کابل و قندہار و کشمیر سے نکال دیئے گئے تھے اور تقریباً سنہ ۴۲۵ء میں قوم افتالی نے اُن کو بلخ سے نکال دیا تھا۔

کوشان قوم کا آخری بادشاہ جس کا پتہ تاریخ میں لکھا ہے کتولو نام تھا۔ اس بادشاہ نے قندہار کو ازسرِ نو فتح کیا تھا۔ اس کا بیٹا قندہار کے ملک کا حاکم کتولو کے بعد ہوا جس کا تختگاہ پشاور تھا۔ اس کی نسل ایک عرصہ تک پشاور اور چترال وغیرہ ملک پر حکمران رہی چنانچہ چترال کے حاکم کا لقب قتور یا کتور اسی کے نام پر آج تک ہے۔

جب افتالی قوم نے سنہ ۴۲۵ء میں کوشانیوں کو بلخ سے نکالا وہ تاریخ میں مختلف ناموں سے مشہور ہیں۔ یہ کہیں افتالی اور کہیں ہیتیالی کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔ چینی مورخ ان کو یتھا قوم کہتے ہیں۔ اس قوم کا وطن دیوارِ قہقہہ کے شمال میں تھا۔ پہلی صدی عیسوی کے بعد یہ لوگ جنوب کی طرف بڑھ اور قوم جوین جوین کی ماتحت رہی آخر کار اس ماتحتی سے نکلکر وہ اس وسیع سلطنت کے مالک ہو گئی جو سرحد ایران سے ملتی تھی اور جس میں قندہار و کاشغر اور ختن کے ملک شامل تھے۔

اس قوم کے خروج کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ سنہ ۴۰۲ء کے قریب جوین جوین قوم کا ایک بادشاہ تلن نامی بڑا فاتح ہوا اُس نے اور قوموں کو مطیع کرکے ایک وسیع سلطنت قائم کی جو کوریا سے لیکر یورپ تک تھی۔ جوین جوین کے ہاتھ سے بچکر قوم ہنگ نو کے بعض قبائل بھاگ کے ماوراء النہر میں داخل ہوئے۔ ان قبیلوں میں سے ایک افتالی قوم بھی تھی جو سنہ ۴۲۵ء میں ماوراء النہر میں آئے اور سنہ ۴۳۳ء میں اُن کا ایک سردار اٹیلا نام یورپ میں گیا۔

جب یہ قوم ماوراء النہر میں پہنچی وہاں پانسو برس سے کوشان قوم حاکم تھی۔ انہوں نے کوشانیوں کو مفتوح کیا اور ایک سو تیس برس تک (۴۲۵-۵۵۷ء) وہاں حکومت کرتے رہے ان کی اکثر

لڑائیاں ایران کے ساسانی بادشاہوں سے ہوتی رہیں۔ اس زمانہ میں افتالیوں کے سرداروں کا لقب خاقان تھا۔

بعض چینی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ افتالیوں کے زمانہ حکومت میں کوشانی حکومت وسط ایشیاء سے بالکل نیست و نابود نہیں ہوئی تھی بلکہ آب جیحوں کے کنارہ پر اور فرغانہ میں چند چھوٹی چھوٹی ریاستیں بہت دن تک قایم رہیں۔

باب چہارم

(ساسانی خاندان)

یونانی فارسیہ سلطنت کے زوال پر ساسانیوں کے خاندان کا عروج ہوا جو ایرانی بادشاہ تھے۔ سکندر کی وفات کے بعد یونانی سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ فارس کا صوبہ یونانی فارسیہ سلطنت میں شامل تھا مگر صرف برائے نام۔ درحقیقت ہر سردار اپنی ریاست کا آزاد حاکم تھا۔ اس زمانہ کو ایرانی مورخ ملوک طوایف کا زمانہ لکھتے ہیں۔ ان سرداروں میں سے سب سے زیادہ قوی سردار اشکان نامی تھا۔ اشکانیوں کے خاندان میں حسب ذیل حاکم گزرے۔ اشک شاپور۔ بہرام۔ بلاش۔ ہرمز۔ نرسی۔ فیروز۔ بلاش۔ خسرو۔ بعض مورخین نے اس خاندان کا سلسلہ دوسرا لکھا ہے۔ اشکان۔ اولاد۔ بلاش۔ گودرز۔ بیژن۔ گودرز۔ نرسی۔ ایرانی مورخین اردوان کو جو سلطنت فارسیہ کا آخری بادشاہ تھا اشکانیوں کا آخری بادشاہ بیان کرتے ہیں۔ جیسا کہ صاحب روضۃ الصفا نے بعض ایرانی تاریخوں سے اخذ کر کے تحریر کیا ہے۔ سلطنت فارسیہ کا آخری بادشاہ اردوان تھا۔ اردوان کے زمانہ حکومت میں اردشیر بابکان کا عروج ہوا۔ اردشیر ساسان کا پوتا اور بابک کا بیٹا تھا۔ اردوان کا تختگاہ کہے تھا اس نے فارس کے صوبہ کو اپنے ایک نایب کے سپرد کر رکھا تھا۔ اردشیر کا باپ بابک آتش خانوں کا محافظ تھا اور اردشیر دارا بگرد کی حکومت پر مقرر تھا۔ اردشیر کی ترغیب سے بابک نے فارس کے حاکم کو قتل کر ڈالا اور خود فارس پر قبضہ کر لیا۔ بابک نے مرنے سے پہلے اپنے بڑے بیٹے شاپور کو فارس کی حکومت دیدی اور اردشیر کو محروم کر دیا۔ اس سبب سے دونوں بھائیوں نے بابک کے بعد لڑائی کی تیاریاں کیں۔ ابھی لڑائی کی نوبت نہ پہنچی تھی کہ

شاپور یکایک مرگیا اور اردشیر فارس کا مالک ہوگیا۔ بعض مورخین کہتے ہیں کہ شاپور کو اس کے بعض نمک حرام سرداروں نے گرفتار کرکے اردشیر کے حوالہ کردیا اور وہ قید میں مرگیا۔ جب اردشیر اس طرح فارس کے صوبہ پر قابض ہوگیا اس نے کرمان و یم وغیرہ صوبوں کے سرداروں کو یکے بعد دیگرے مغلوب کیا اور آخر کار ۲۲۶ء میں بابل کے قریب اردوان پر ایک خونریز لڑائی کے بعد غالب آگیا۔ اس لڑائی میں اردوان مارا گیا اور سلطنت فارسیہ کا اختتام ہوگیا۔ اردشیر نے اصطخر کو اپنا تختگاہ مقرر کیا مگر وہ خود زیادہ تر مداین میں رہتا تھا۔

ایرانی مورخ لکھتے ہیں کہ اس نے ہمدان و جبل و آرمینیہ و موصل تک مغرب میں اور سجستان و جرجان و نیشاپور و مرو و بلخ و خوارزم مشرق میں فتح کئے۔ خواہ یہ فتوحات جو اس سے منسوب کئے جاتے ہیں صحیح ہوں یا اس میں مبالغہ ہو مگر اس میں شک نہیں کہ اردشیر نہ صرف ایک بڑا فاتح تھا جس نے ایک گمنام حالت سے عروج کرکے ایک بڑی سلطنت حاصل کرلی بلکہ وہ ایک نہایت عقیل۔ مدبر ملکی تھا۔ کہ اس نے تھوڑے زمانہ میں اس سلطنت میں امن اور انتظام قایم کردیا جہاں پانسو برس سے خونریزی اور بد انتظامی پھیلی ہوئی تھی۔ ۲۴۱ء میں اردشیر نے اپنے بیٹے شاپور کو اپنا جانشین مقرر کیا اور خود تاج و تخت سے دست کشی کی۔

شاپور سے دس برس تک رومتہ الکبریٰ سے لڑائیاں رہیں آخر کار ۲۶۰ء میں شاپور نے شاہ ویران کو شکست دیکر قید کرلیا اور وہ قید میں مرگیا۔ اس وقت کے جو سکّے دستیاب ہوتے ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ شاپور کی سلطنت خراسان کے مشرقی ممالک پر بھی تھی اور اسی کے وقت میں نیشاپور اور شاپور ہیں جو شمالی ایران میں واقع ہیں فتح ہوئے۔ ۲۷۲ء میں شاپور نے وفات پائی اور اس کا بیٹا ہرمز ساسانی تخت پر متمکن ہوا۔ اس کے عہد میں بھی رومتہ الکبریٰ سے بہت لڑائیاں رہیں۔ شام اور آرمینیہ اور ایشیائے کوچک کو کبھی شاپور فتح کرلیتا تھا اور کبھی وہ رومیوں کے قبضہ میں آجاتے تھے ہرمز کے بعد بہرام اول و دوم و سوم تخت پر بیٹھے اور اُن کے بعد نرسی اور ہرمز اور شاپور ذوالاکتاب تخت نشین ہوئے۔

ان بادشاہوں کے عہد حکومت میں کوئی واقعہ قابل بیان نہیں گزرا نہ ان کو وسط ایشیا کی تاریخ سے کوئی تعلق رہا۔ شاپور ذوالاکتاب کے عہد میں بھی رومیوں سے چند سخت لڑائیاں

ہوئیں۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ شاپور کو رومیوں نے قید بھی کر لیا تھا مگر اس نے یکایک قید سے رہائی پاکر قیصر روم پر حملہ کیا اور اُس کو شکست دی۔ شاہ پور کے زمانہ میں بعض عرب سرداروں نے بھی ایرانی حکومت میں دخل پا لیا تھا شاہ پور نے اُن کو بھی شکست دیکر ملک سے نکال دیا۔

شاپور کے بعد اردشیر۔ شاپور۔ بہرام۔ یزدجرد اثیم تخت نشین ہوئے۔ یزدجرد اثیم ایک ظالم شراب خوار بادشاہ تھا۔ اس کے بعد اس کا مشہور اور نامور بیٹا بہرام گور ایران کے تخت پر متمکن ہوا۔ چونکہ اس کو گور کے شکار کا بہت شوق تھا اس لئے اس کا لقب بہرام گور مشہور ہوا۔ یہ بادشاہ اردشیر بابکان کی طرح بہت عقلمند بادشاہ گزرا ہے۔ اوایل عہد حکومت میں اس کو رومۃ الکبریٰ سے لڑنا پڑا۔ اس لڑائی میں بہرام کو ناکامی ہوئی اور آخر کار رومۃ الکبریٰ سے صلح ہوگئی۔ اس لڑائی سے فراغت پاکر بہرام گور عیش و آرام میں مشغول ہوگیا جس سے افتالیوں کے خاقان کو ایران کے صوبوں پر تاخت کرنے کی جرأت ہوئی افتالیوں نے خراسان کے ملک کو لوٹ لیا اور برباد کر دیا۔ بہرام گور نے یکایک غفلت کے پردہ کو دور کر کے بہت قلیل فوج سے افتالیوں پر غیر معروف راستوں سے بسرعت تمام گزر کر شبخون مارا اور اُن کے لشکر کو باوجود کثیر التعداد ہونے کے کامل شکست دی اس لڑائی میں افتالیوں کا خاقان بہرام گور کے ہاتھ سے مارا گیا۔

ایرانی مورخین لکھتے ہیں کہ اس فتح کے بعد بہرام گور کو یہ شوق پیدا ہوا کہ ہندوستان کی سیر کرے چنانچہ اس نے اپنے وزیر کے سپرد ملک کا انتظام کیا اور آپ بھیس بدلکر ہندوستان میں پہنچا اور بہت دنوں تک وہاں رہکر صحیح و سلامت اپنے ملک کو پھر آیا اور اپنے وزیر نرسی کو بہت فوج دیکر روم کی طرف بھیجا اس دفعہ بہرام گور روم پر غالب آیا بعد ازاں اس نے یمن پر لشکر کشی کی اور وہاں کے باغیوں کو قتل و غارت کیا۔ ایرانی مورخین کے قول کے موافق بہرام گور نے تریسٹھ سال سلطنت کی اور ۴۳۸ء میں وفات پائی۔

بہرام کے بعد اس کا بیٹا یزدجرد دویم تخت نشین ہوا اور انیس سال تک حکمرانی کرتا رہا۔ اس کے عہد حکومت میں افتالیوں سے آرمینہ اور خراسان میں بہت لڑائیاں رہیں جن میں زیادہ تر افتالیوں کو فتح حاصل ہوئی۔ ایرانی مورخین کے قول کے موافق اس نے رومیوں پر بھی چڑھائی کی تھی جنمیں اسکو کامیابی نصیب ہوئی اور انہوں نے خراج دینا منظور کیا۔ ۴۵۷ء میں اس کی وفات ہوئی اور اسکے

دونوں بیٹوں ہرمز سوم اور فیروز میں خانہ جنگی ہوئی ۔ یزدجرد نے فیروز کو نیمروز کا حاکم مقرر کر رکھا
تھا۔ ہرمز یزدجرد کے انتقال کے وقت دارالسلطنت میں موجود تھا اس نے ایرانی امرا کو اپنی
جانشینی پر راضی کر لیا اور تخت پر بیٹھ گیا ۔ فیروز ناچار ہیاطلہ کے خاقان کے پاس چلا گیا ۔
ایرانی مورخین اس خاقان کا نام خوشنواز لکھتے ہیں مگر حال کے مورخین کے نزدیک اس کا نام
اخ شنوار تھا۔ ہیاطلہ کے خاقان نے تیس ہزار فوج سے فیروز کی مدد کی مگر اس سے یہ وعدہ لے لیا
کہ کامیابی کے بعد فیروز ترمذ اور اس کے مضافات خاقان کے حوالے کر دے ۔ اس امداد سے
فیروز نے اپنے بھائی پر فتح پائی اور اس کو قتل کر ڈالا۔ فیروز کی حکومت کے دوسرے سال میں
سات برس کا قحط پڑا مگر اس نے ایسا عمدہ انتظام کیا کہ بقول طبری کے ایک متنفس بھی اس قحط
سے ہلاک نہ ہوا ۔ فیروز نے اس وعدہ کا ایفا نہ کیا جو اس نے خوشنواز سے کیا تھا بلکہ اس کے
برخلاف موقع پا کر خوشنواز کے بیٹے کے زمانہ میں ہیاطلہ قوم پر سنہ ۴۸۰ء میں حملہ کیا ۔ بعض مغربی
مورخین کے نزدیک اس عہدشکنی کا سبب یہ تھا کہ رومۃ الکبریٰ کے بادشاہ نے ہیاطلہ کو بھگا کے
ایرانی سرحد پر حملہ کرا دیا تھا اور فیروز کو ناچار جواب ترکی بہ ترکی دینا پڑا۔

بعض مورخین اس لڑائی کا سبب یہ بیان کرتے ہیں کہ ہیاطلہ کے خاقان نے فیروز سے امداد گزشتہ
کے معاوضہ میں اس قدر سخت شرطیں پیش کیں کہ ان کو فیروز کسی طرح قبول نہ کر سکتا تھا اور فیروز
کو ناچار لڑنا پڑا۔ اس لڑائی کا نتیجہ فیروز کے لئے اچھا نہ ہوا پہلے پہل تو اس کو ہیاطلہ پر خفیف
فتوحات حاصل ہوئیں مگر انجام میں اس کو شکست ہوئی ۔ چند بار اس کو نہایت ذلیل شرائط
قبول کرنی پڑیں جن کا ایفا اس سے کسی طرح ممکن نہ ہو سکا ایک مرتبہ اس کو اپنے بیٹے قباد کو دو سال
تک ہیاطلہ کے خاقان کے پاس ضمانت کے طور پر چھوڑنا پڑا ۔ دوسری مرتبہ وہ خود گرفتار ہو گیا اور
بہت ملکی نقصان اٹھا کے رہائی پائی ۔

سنہ ۴۸۴ء میں فیروز نے ہیاطلہ سے انتقامی جنگ کرنے کی بہت بڑی تیاری کی اور نہایت جرار
اور کثیر التعداد لشکر کے ساتھ ان پر حملہ کیا۔ مگر اس دفعہ بھی اس کے نصیبے نے یاوری نہ کی اور وہ
اس لڑائی میں مارا گیا اور اس کی بیٹی قید ہو گئی اور اس کو خاقان نے اپنی حرموں میں داخل کیا۔
ہیاطلہ یعنی افتالیوں نے ایران پر تاخت کیا اور ملک کو بہت کچھ قتل و غارت کرنا شروع کر دیا۔

اس زمانہ میں سوخرا نامی ایک ایرانی سردار ارمینیہ کی بغاوت کو فرو کرنے میں مصروف تھا جب اس کو خبر پہنچی کہ بادشاہ قتل ہوا اور ہیاطلہ نے ملک پر حملہ کر دیا ہے وہ اپنی آزمودہ کار فوج کے ہمراہ بہت جلد تختگاہ کی طرف روانہ ہوا اور بلاش فیروز کے بھائی کو تخت نشین کیا۔ بلاش نے کچھ خراج دینے کا وعدہ کر کے تاتاریوں سے ملک کو خالی کیا۔ مگر اہل فارس بلاش سے رضامند نہ ہوئے اور زردشتی پادریوں نے ۴۸۸ء میں اس کو قید کر کے اُس کی آنکھیں نکلوا ڈالیں تاکہ فارسی قوانین کے موافق وہ پھر بادشاہ نہ رہ سکے۔

بلاش کی تخت نشینی کے وقت قباد پسر فیروز ہیاطلہ کے خاقان کے پاس بھاگ گیا تھا اور اس سے بلاش کے برخلاف امداد طلب کی تھی۔ راہ میں اس نے نیشاپور کے ایک امیر کی بیٹی سے نکاح کیا اور اس کے بطن سے نوشیرواں پیدا ہوا۔ خاقان نے چار سال تک قباد کو امداد کا منتظر رکھا بعد ازاں اس کی معقول جمیعت سے مدد کی اور قباد ایران کی طرف روانہ ہوا۔

نیشاپور میں پہنچ کر اس نے بلاش کا حال سُنا۔ اُس نے ہیاطلہ کی فوج کو واپس کیا اور خود مدائن میں پہنچا۔ ایرانیوں نے بہت خوشی سے اس کو تخت پر بٹھایا۔ ابتدائے حکومت میں قباد نے سلطنت کا کل اختیار سوخرا کے سپرد کر دیا۔ مگر جب چند سال بعد اس کو یہ معلوم ہوا کہ اہل فارس سوخرا کو بادشاہ سمجھتے ہیں اور اس کو کوئی خیال میں نہیں لاتا تو اُس نے سوخرا کو شاپور شکر کے سیاہ سالار کی مدد سے مروا ڈالا۔ اس کی سلطنت کے دسویں سال میں مزدک حکیم نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ اُس کی تعلیم یہ تھی کہ سب بنی آدم برابر ہیں خواہ کوئی امیر ہو یا فقیر۔ پھر کیا وجہ کہ ایک کے پاس دولت زیادہ ہو اور دوسرا افلاس میں مبتلا ہو ایک بیسیوں عورتوں سے عیش اُڑائے اور دوسرے کو ایک جورو بھی نصیب نہ ہو۔ چاہئے کہ سب لوگ مساوی طور پر اپنے مقبوضات کو آپس میں تقسیم کر لیں۔ غرضکہ مزدک کی تعلیم کے اصول وہی تھے جو آج کل یورپ میں انارکسٹ فرقہ بہت شدومد سے تعلیم کر رہا ہے۔ اس تعلیم کے ساتھ مزدک کی یہ بھی تعلیم تھی کہ ہر شخص کو چاہئے کہ اپنی زندگانی نہایت درجہ زہد و تقوے کے ساتھ گزارے اور ترک حیوانات کرے۔ بادی النظر میں اس تعلیم میں کوئی قباحت نہ تھی مگر افسوس ہے کہ مزدک کے معتقدین نے اپنے پیر کی تعلیم کو بھی بدنام کیا۔ اُس کے مریدوں میں زیادہ تر اراذل اور اوباش شامل ہوئے جو اوروں کے مال کو ناجائز طور پر حاصل کرنا چاہتے تھے اور اپنی خواہشات نفسانی کو

پورا کرنا چاہتے تھے۔ انہوں نے اُس کی نفس کُشی کی تعلیم کو بالائے طاق رکھا اور امراء و رؤسا کے مال و ناموس پر دستبرد شروع کیا۔ قباد نے شاید اس خیال سے کہ یہ ذریعہ سرکش امراء کے دبانے کا بہت عمدہ ہے مزدک کو اپنا پیر بنایا۔ بادشاہ کی جانب داری سے اراذل کی جراءت زیادہ بڑھ گئی۔ اور وہ ایران کے امراء و رؤساء کی عورتوں کو اور دولت کو زبردستی تصرف میں لانے لگے۔ اس سے تمام ملک میں ایک ہل چل پڑ گئی اور بدانتظامی ہو گئی۔ آخر کار امراء نے قباد کو گرفتار کر لیا۔ اور اس کے بھائی جاماسپ کو اس کی جگہ تخت نشین کیا۔ قباد موقع پا کر ہیاطلہ یعنی افتالیوں کے پاس بھاگ گیا۔ سنہ ۵۰۲ء میں وہ افتالیوں کی ایک زبردست فوج لیکر مدائن کو واپس آیا اور اپنے بھائی کو شکست دیکر دوبارہ ایران کے تخت پر بیٹھا۔

اسی عرصہ میں رومیوں سے لڑائی شروع ہو گئی۔ اس زمانہ میں رومیوں کا بادشاہ اناسٹاسیس تھا۔ ایک عرصہ تک دونوں سلطنتوں میں لڑائیاں ہوتی رہیں جس سے سوائے اس کے کہ دونوں سلطنتیں کمزور ہو گئیں اور کوئی نتیجہ نہ نکلا گو عموماً قباد کو زیادہ کامیابی حاصل ہوئی اور رومیوں کو زیادہ شکستیں ہوئیں۔ آخر کار سنہ ۵۰۶ء میں دونوں سلطنتوں میں کچھ دنوں کے لئے صلح ہو گئی مگر قباد کی سلطنت کو چین نہ ملا۔ رومیوں کی لڑائیوں کے ختم ہوتے ہی ایک تاتاری قوم سے اس کو سخت لڑائی لڑنی پڑی۔ معلوم نہیں کہ یہ قوم افتالی تھی یا اس کی کوئی اور شاخ تھی۔ اس جنگ میں بھی قباد فتحمند رہا۔

مگر ان دونوں مہمات سے زیادہ مشکل کام اس کو یہ کرنا پڑا کہ جو خرابیاں اور بدانتظامی مزدک کے مریدوں کے ہاتھ سے سلطنت میں پڑ رہی تھیں اس کا انسداد کیا جائے۔ مزدک کے مرید ملک کے مالک ہو گئے تھے جس رئیس کے گھر میں چاہتے تھے گھس جاتے تھے اُس کے ناموس میں رخنہ ڈالتے تھے اور اس کے مال پر قبضہ کر لیتے تھے۔ سنہ ۵۲۸ء میں قباد ان لوگوں کے انتظام کی طرف متوجہ ہوا اور بہت مشکل سے اس نے ملک میں از سر نو قانون اور انتظام قائم کیا۔

مرنے سے پہلے اس کو یہ فکر ہوا کہ اس کے بعد نوشیرواں کی تخت نشینی یقینی امر ہو جائے۔ اس خیال سے اس نے رومۃ الکبریٰ سے یہ معاملہ کرنا چاہا کہ قیصر نوشیرواں کو اپنا متبنّٰی کر لے۔ ایک وقت میں قیصر روم اس درخواست کو بہت خوشی سے قبول کرتا تھا مگر آخر کار اس کے امراء کی صلاح سے قباد کی درخواست نامنظور کی گئی۔

سنہ ۵۳۱ع میں قباد نے وفات پائی۔ قباد بہت عقلمند اور مدبّر بادشاہ تھا۔ اس کی جنگی لیاقت بھی عمدہ تھی۔ ہرچند کہ اُس نے بہت مصائب اُٹھائے مگر پھر بھی بہمہ وجوہ اسکو سلطنت میں بہت کامیابی حاصل رہی۔

قباد کے بعد اس کا بیٹا کسریٰ تخت نشین ہوا جو نوشیرواں عادل کے لقب سے آج تک تمام مشرق میں مشہور و معروف ہے جس قدر اس کا ملکی انتظام قابل تحسین اور عادلانہ تھا اُسی قدر اسکی جنگی قوت بھی بہت زبردست تھی جس سے وہ اپنے دشمنوں پر غالب رہا۔ نوشیرواں کے زمانہ میں بھی مزدکیوں کے فسادات ابھی باقی تھے نوشیرواں نے بہت عمدگی کے ساتھ اُن کو فرو کیا۔ اس کے بعد اُس نے اپنی سلطنت کو چار صوبوں پر تقسیم کیا۔ اسیر۔ عراق۔ فارس۔ بلخ۔ ہر صوبہ کے کام پر ایک وزیر مقرر کیا گیا اس کی سلطنت میں اُن لوگوں کو اعلیٰ عہدہ دیئے جاتے تھے جو لیاقت رکھتے تھے نہ کہ اُن کو جو مالدار تھے۔ اُس نے راشیوں اور ظالموں کو اپنے دربار سے نکال دیا۔ اس کے زمانہ میں عدالتیں کھلی ہوئی تھیں۔ اس سبب سے جو کارروائی عدالتوں میں ہوتی تھی وہ ہزاروں آدمیوں کے روبرو ہوتی تھی۔ ہزاروں آدمی صرف اس کام پر مقرر تھے کہ حاکموں کی زیادتیوں کی خبر بادشاہ کو پہنچائیں۔ نوشیرواں بذات خود اپنے ملک کا دورہ کرتا رہتا تھا اور حکّام کی نگرانی کرتا تھا۔ ادھر کسی حاکم سے خطا ہوئی اُدھر اس کو سزا ہوئی اس سبب سے اس کے تمام سلطنت میں کسی کو ظلم کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ اسکو اپنی رعایا کی تعلیم کا بہت خیال تھا اور زراعت کی ترقی کی طرف بہت کوشش تھی۔ فارس کے ہر شہر میں اُس نے یتیم خانے اور محتاج خانے قایم کئے۔ کاشتکاروں کو مویشی اور آلات زراعت تقسیم کرتا تھا اور اگر اُن میں مقدرت نہ ہوتی تھی تو بیج کے لئے اناج سرکار کی طرف سے ملتا تھا۔ آبپاشی کا محکمہ نہایت احتیاط کے ساتھ نہروں کا پانی تقسیم کرتا تھا۔ جس سے اکثر ویرانے سرسبز ہو گئے اور وہ نوشیرواں کی نیکیوں کی باآواز بلند گواہی دیتے تھے۔ نوشیرواں صرف عادل ہی نہ تھا بلکہ بہت بڑا عالم تھا۔ ایک دفعہ یونان کے سات بڑے حکیم اُس کے دربار میں آئے تھے۔ جب نوشیرواں نے اُن سے علمی مباحثہ کیا تو وہ حیران رہ گئے۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ افلاطون کا شاگرد ایران کے تخت پر بیٹھا ہے۔ چونکہ خود عالم تھا اس لئے علم دوست اور عالم دوست تھا۔ جو عالم اُس کے دربار میں گیا وہ مستغنی ہو گیا۔ جو مدارس اس نے قایم کئے ان سے بڑے بڑے شاعر اور حکیم تربیت پا کے نکلے۔

اندرون ملک کے انتظام سے فراغت پاکے اس نے رومتہ الکبریٰ سے لڑائی کی تیاری کی۔ رومتہ الکبریٰ نے عہد ناموں کے خلاف اس کے ملک کو غارت کیا تھا۔ کسریٰ نے انطاکیہ تک رومیوں کا ملک فتح کیا مگر بلیسارس قیصر کے نامور جرنیل کی عاقلانہ کارروائی سے اس کو مدآین کی طرف واپس آنا پڑا۔ آخر کار بہت لڑائیوں کے بعد نوشیرواں اور جسٹینن قیصر میں صلح ہو گئی اور قیصر نے تیس ہزار اشرفی سالانہ کا خراج قبول کیا۔

رومیوں کی لڑائی کے بعد اس نے افتالیوں کو جنہوں نے اس کے مشرقی صوبوں میں فساد برپا کر رکھا تھا کامل شکست دی افتالیوں کی لڑائی میں نوشیرواں کو سہولیت اس سبب سے اور بھی ہوئی کہ اس زمانہ میں ان کو قوم اتراک سے پیکار رہا جن کو چینی مؤرخ تو کیو کہتے ہیں۔ ساسانیوں کی تواریخ میں ان نہروں کی طرف پہلا اشارہ سنہ ۵۵۰ء میں ملتا ہے۔ اس زمانہ میں یہ ترک دو خواقین کے ماتحت تھے۔ ان کی مشرقی ریاست دریائے یورال اور منغولیہ کے مابین واقع تھی اور انکی مغربی ریاست کوہ التاوی اور جیحوں کے مابین تھی۔ سنہ ۵۵۲ء میں ان ترکوں کے خاقان تومن نامی نے قوم جوین جوین کے خاقان توپنگ نامی سے اس کی بیٹی نکاح میں طلب کی۔ اس توہین آمیز درخواست سے توپنگ نے انکار کیا اور ترکی خاقان نے شاہ چین کی بیٹی سے نکاح کر کے توپنگ پر چڑھائی کی اور چینیوں نے اس میں اسکی مدد کی۔ اس لڑائی میں توپنگ کو کامل شکست ہوئی اور اس روز سے ترکی خاقان نے النخان کا لقب اختیار کیا اور توکن کے کوہستان میں جہاں سے دریائے ارتش نکلتا ہے اپنا دارالحکومت قایم کیا۔ سنہ ۵۵۳ء میں اس کا انتقال ہو گیا اس کے بیٹے کو لو کے بعد اس کا بھائی موکن خاں تخت نشین ہوا۔

سنہ ۵۵۳ء میں موکن خاں سے کسریٰ نے ہیاطلہ کے برخلاف اتحاد کیا۔ اس عرصہ میں ترکوں نے جوین جوین قوم کو فتح کیا اور بدخشاں میں داخل ہوئے اور افتالیوں سے لڑائیاں ہونے لگیں۔ ایک جانب سے ترکوں نے اور دوسری جانب سے نوشیرواں نے ہیاطلہ کو دبانا شروع کیا اور آخر کار سنہ ۵۶۰ء میں افتالیوں کی سلطنت کو نوشیرواں نے اور ترکوں نے آپس میں تقسیم کر لیا۔ اس تقسیم کی رو سے طخارستان۔ کابلستان و چغانیاں اور دیگر بلاد ہیاطلہ نوشیرواں کے حصہ میں آئے اور ماوراء النہر پر موکن خاں کا قبضہ ہوا اور دونوں سلطنتوں کی حد فاصل آب جیحوں قرار پایا۔

ایرانی مورخین کا قول ہے کہ ماوراءالنہر بھی ایرانیوں کو ملا تھا مگر جو چینی سیاح ہیونگ تسانگ نامی اُس زمانہ میں ماوراءالنہر میں گیا تھا اُس نے اپنی کتاب میں ایرانیوں کا بالکل ذکر نہیں کیا صرف ترکوں کا اور دیگر وحشی قوموں کا حال لکھا ہے۔

نوشیرواں میں اور ترکی ال خان میں اس قدر ربط اور اتحاد بڑھ گیا تھا کہ ال خان کی بیٹی نوشیرواں سے منعقد ہوئی اس اتحاد سے روما الکبریٰ کے قیصر کو اپنی مشرقی سلطنت کی طرف سے بہت اندیشہ پیدا ہوا اور اُس نے اس اتحاد کے توڑنے میں بہت کچھ کوشش کی اور ال خان کے پاس اس غرض سے چند مرتبہ سفارت بھیجی۔ کہتے ہیں کہ اس کوشش میں قیصر کو کسی قدر کامیابی بھی حاصل ہوئی اور ترکوں نے اُس کی سرحد پر کچھ فساد بھی کیا۔ مگر جب نوشیرواں نے اپنی سرحد پر دربند کا مشہور قلعہ تعمیر کیا اُس وقت سے ترکوں کے حملوں سے اُس کا ملک محفوظ ہوگیا اور اس بادشاہ کی زندگی کا آخری حصہ امن اور صلح میں گزرا۔

اسی بادشاہ کے زمانہ میں بزرجمہر حکیم ہوا ہے جسکی دانشمندی تمام مشرق میں مشہور و معروف ہے۔

نشہ ۵ء میں نوشیرواں کا انتقال ہوا اور اُس کا بیٹا ہرمز چہارم جو ال خان کی بیٹی کے بطن سے تھا تخت نشین ہوا۔ اوائل عہد حکومت میں اس بادشاہ کے جور و ظلم سے اہل ایران اُس سے بہت ہی ناراض ہوگئے اس سبب سے رومیوں کو اور ترکوں کو اس کے ملک پر حملہ کرنے کا عمدہ موقع ملا۔ جب رومیوں نے ارمینیہ وغیرہ مغربی صوبوں پر اور ترکی خاقان سادہ شاہ نے جو ہرمز کا خالہ زاد بھائی تھا ہرات اور بادغیس پر تین لاکھ آدمیوں کی جمعیت سے حملہ کیا اور اہل چرکس دربند سے گزر کر آذربائیجان تک پہنچ گئے اور عباس احول اور عمر ازرق دو عربی رئیسوں نے عراق عرب کو غارت کرنا شروع کردیا ہرمز نے ان دشمنوں کے ہجوم سے تنگ آکر اپنے جور و ظلم سے توبہ کی اور اپنے امرا سے مشورت کرکے بہرام چوبین کو آرمینیہ سے بلاکر اپنی فوج کا سپاہ سالار مقرر کیا اور سب میں پہلے اپنے قوی تر دشمن کے دفعیہ کیلئے بہرام چوبین کو بارہ ہزار لشکر جرار کی جمعیت سے روانہ کیا۔ بہرام چوبین نے ترکوں کو کامل شکست دی اس لڑائی میں سادہ شاہ مارا گیا اور اس کا بیٹا گرفتار ہوگیا۔ کہتے ہیں کہ دو لاکھ پچاس ہزار شتر بار مال غنیمت اس لڑائی میں ایرانیوں کو حاصل ہوا۔ جب بہرام چوبین اس مہم سے فارغ ہوا ہرمز نے اس کو رومیوں کے مقابلہ کے لئے بھیجا مگر بہرام چوبین کو اس مہم میں ناکامی حاصل ہوئی۔

اس ناکامی سے ہرمز اس قدر برافروختہ ہوا کہ اس نے بہرام کو جرنیلی سے معزول کیا۔ بہرام چوبین نے ہرمز کی اس ناانصافی سے برداشتہ خاطر ہو کر علم بغاوت بلند کیا۔ (۵۸۹ء) بغاوت کو قوت دینے کے لئے اس نے یہ ترکیب کی کہ ہرمز کے بیٹے خسرو پرویز کی تخت نشینی کا ملک میں اعلان کر دیا۔ چوبین کی اس تدبیر سے ہرمز اپنے بیٹے کی طرف سے بدگمان ہو گیا اور بیٹا اپنے باپ کی طرف سے خائف ہو کر ملک سے بھاگ گیا۔ ہرمز نے پرویز کے دو خالہ زاد بھائیوں کو جن کا نام بسطام اور بندویہ تھا قید کر لیا مگر ان دونوں شہزادوں نے حکمت عملی سے قید سے رہائی پا کر ایرانی لشکر کو اپنے ساتھ متفق کر لیا اور ہرمز کو گرفتار کر کے اسکی آنکھیں نکلوا ڈالیں تاکہ وہ ایرانی قانون سلطنت کے موافق بادشاہت کرنے کے قابل نہ رہے۔ جب یہ خبر پرویز کو پہنچی وہ مدائن میں واپس آیا اور ایران کے تخت پر متمکن ہوا اور اپنے باپ کو یقین دلایا کہ جو کچھ کارروائی اس کے ساتھ کی گئی اس میں نہ وہ شریک تھا اور نہ اس کو علم تھا۔ جب خسرو پرویز کی تخت نشینی کی خبر چوبین کو پہنچی وہ ایک لشکر جرار لیکر پرویز کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوا۔ پرویز بھی بسطام اور بندویہ کے ہمراہ مدائن سے چوبین کے لئے بڑھا۔ نہروان کے کنارہ پر دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا۔ اگرچہ پرویز اور بسطام نے تاحد امکان کوشش کی اور مردانگی کی داد دی مگر چوبین کی بے مثال جرنیلی کے آگے کچھ پیش نہ چلی۔ پرویز اور بندویہ اور بسطام شکست کھا کے مدائن کی طرف بھاگے اور وہاں بھی وہ قیام نہ کر سکے۔

مدائن سے روانہ ہوتے وقت بندویہ اور بسطام نے ہرمز کو قتل کر ڈالا۔ پرویز بھاگ کر قیصر کے پاس چلا گیا قیصر نے پرویز کو بہت فوج سے مدد دی۔ اس امداد سے پرویز نے بہرام کو شکست دی اور مدائن پر قابض ہو گیا۔ اور بہرام چوبین بھاگ کے ایل خان کے پاس پناہ گزین ہوا۔

خسرو پرویز ایک بڑا ظالم بادشاہ تھا۔ سب میں پہلے اس نے اپنے خالہ زاد بھائی بندویہ کو مروا ڈالا۔ بسطام نے جب بندویہ کا مآل کار دیکھا تو وہ بھاگ کر دیلم کو گیا اور وہاں چھ سال تک پرویز کا مقابلہ کرتا رہا اس کے بعد معرض قتل میں آیا۔ گو پرویز ایک ظالم بادشاہ تھا مگر نہایت بڑا جرنیل تھا۔ رومیوں کے مقابلہ میں اس کو بہت نمایاں فتوحات حاصل ہوئے۔ ۶۱۳ء میں اس نے دمشق کو فتح کیا اور دوسرے سال بیت المقدس مفتوح ہوا۔ کہتے ہیں کہ نوے ہزار عیسائی قتل ہوئے اور صلیب مقدس ایران کو بھیجی گئی۔ بیت المقدس سے خسرو مصر پر بڑھا اور جنوب میں حبش تک تمام ملک فتح کر لیا۔

مغرب کی طرف اس کی فوج نے طرابلس اور کارتھیج تک کل ملک کو غارت کر دیا۔ ایک دوسرا لشکر عین قسطنطنیہ تک فتح کرتا ہوا اپہنچ گیا اور دس سال وہاں خیمہ زن رہا۔ پرویز کی سلطنت کی شوکت انتہا درجہ تک پہنچ گئی تھی کہتے ہیں کہ نو سو ساٹھ ۹۶۰ ہاتھی اور بارہ ہزار اونٹ کلاں اور آٹھ ہزار چھوٹے اونٹ صرف کمسریٹ کے کام پر متعین تھے۔ تنشوتہ خانوں میں سونا چاندی اور جواہرات بھرے ہوئے تھے۔ اس کے محل میں سونے اور چاندی کے ستون اور زمرد کی دیوار یں تھیں اور سونے کے ہزار گرہ سیارے اور ستاروں کی طرح گردش کرتے تھے۔ پرویز کی شان و شوکت کی اس حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دعوت اسلام کا خط بھیجا اور پرویز نے اس کو نخوت و غرور سے پھاڑ ڈالا اور آنحضرتؐ نے اس پر یہ ارشاد فرمایا کہ اس طرح خسرو کی سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے۔ جس زمانہ میں پرویز کی افواج قاہرہ نے شام و مصر و فلسطین کو فتح کر لیا تھا قرآن شریف میں یہ آیت نازل ہوئی کہ عنقریب رومیوں کو فتح ہوگی۔ بقول گبن مورخ کے ظاہرہ کوئی علامت ایسی نہ تھی جس سے اس پیشین گوئی کی پوری ہونے کی توقع کی جا سکتی ادہر تو رومیوں سے ایشیائے ممالک اور افریقہ کو ایرانیوں نے چھین لیا تھا اُدہر آوار قوم نے یورپ میں اسٹریا سے لیکر تھریس تک تمام ملک دبا لیا تھا۔ خود قسطنطنیہ میں سخت قحط پڑ رہا تھا اور ہرقل ان مصائب سے یہاں تک ہراساں ہو گیا تھا کہ اس کا پورا ارادہ ہو گیا تھا کہ قسطنطنیہ سے کارتھج کو بھاگ جائے اور اس خیال سے اس نے اپنا کل سامان جہاز پر بار کر لیا تھا مگر قسطنطنیہ کے لاٹ پادری نے اس کو روکا اور اس سے آیا صوفیہ کے گرجہ میں انجیل اٹھوائی کہ وہ رعایا کو چھوڑ کر نہ بھاگے۔

جب آوار قوم کے خاقان نے جو ترکوں کی ایک قوم تھی قسطنطنیہ کے دروازہ تک ملک فتح کر لیا اور وہ کسی طرح صلح کرنے پر آمادہ نہ ہوا ہرقل نے ناچار ایک سفارت شاہ ایران کے پاس بھیجی اور متابعت قبول کرنی چاہی مگر خسرو نے تکبر و نخوت سے ہرقل کی استدعا قبول نہ کی۔ آخر کار بصد التجا اس بات پر صلح ہوئی کہ ہرقل ہر سال دس ہزار اشرفیاں دس ہزار روپیہ ایک ہزار ریشمی کپڑے ایک ہزار گھوڑے اور ایک ہزار پاکیزہ نازنین عورتیں شاہ ایران کے پاس بھیجا کرے۔ ہرقل نے اگرچہ اس عہد نامہ پر دستخط کر دیئے مگر فوج کی تیاری اس کے ساتھ ہی شروع کر دی۔ اور کلام مجید کی پیشین گوئی کے پورے ہونیکا سامان پردہ غیب سے ظاہر ہونے لگا۔ ہرقل نے آوار کے خاقان کو دو لاکھ اشرفیاں دیکر راضی کر لیا

اور جہازوں پر فوج کو سوار کرکے دریائے اکسس پر اُترا جہاں سکندر نے فتح پائی تھی۔ اس طرح ایرانی فوج کو رومیوں کے مقابلہ کے لئے مغرب کی طرف سے بہت جلد لوٹنا پڑا۔ مختصر یہ کہ تین لڑائیوں میں ہرقل نے ایرانیوں سے اپنا کل مفتوحہ ملک چھین لیا اور خسرو کو خود ایران کی حفاظت کرنی پڑی۔

خسرو پرویز کے زمانہ حکومت کے آخر میں ایران کے عمائدنے اتفاق کرکے اس کو قید کرلیا اور اس کے بیٹے قباد شہرویہ کو تخت نشین کیا۔ شہرویہ نے تخت پر بیٹھ کر اپنے باپ کو اور سب بھائیوں کو قتل کروا ڈالا۔ چھ ماہ کے بعد وہ مرگیا اور اردشیر اس کا ہفت سالہ بیٹا تخت پر بٹھایا گیا۔ لیکن شہریار نامی ایک زبردست ایرانی رئیس نے اردشیر کو قتل کرکے سلطنت چھین لی۔ اہل ایران نے ایک سال کے اندر اس کو مار ڈالا۔ اور توران دخت کو جو خسرو پرویز کی نواسی تھی تخت پر بٹھایا۔ پھر ملکہ بھی چند روز میں قتل ہوئی اور پرویز کا چچازاد بھائی چشنیدہ تخت نشین ہوا۔ تھوڑے عرصہ کے بعد آرزمی دخت پرویز کی لڑکی تخت پر بیٹھی۔ اس کو رستم نامی ایک جرنیل نے قتل کرڈالا۔ اور پہلے کسریٰ بن اردشیر کو بعد ازاں فرخ زاد بن خسرو کو اور آخر کار یزدجرد بن شہریار کو یکے بعد دیگرے ایران کے تخت پر بٹھایا۔ یزدجرد کے زمانہ میں ایران کو مسلمانوں نے فتح کرلیا اور یزدجرد قتل ہوا اور جو پیشین گوئی خسرو پرویز کی عظیم الشان سلطنت کی بابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی تھی وہ پوری ہوئی۔

باب پنجم

اسلامی حکومت

مسلمانوں سے ایرانیوں کی اوّل لڑائی حضرت عمر فاروقؓ خلیفہ دوم کے زمانہ میں ہوئی مسلمانوں کے افسر ابوعبیدہ ابن مسعود تھے اور ایرانیوں کا سردار جابان تھا۔ اس لڑائی میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی اور جابان گرفتار ہوکر مسلمان ہوگیا۔ جب یہ خبر رستم فرخ زاد حاکم عراق کو پہنچی اس نے جالینوس نامی ایک افسر کو مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے بھیجا۔ جالینوس کو بھی شکست ہوئی اور وہ جان بچا کر بھاگ گیا۔ تیسری مرتبہ ایرانیوں نے زیادہ فوج تیار کی اور دریائے فرات کے

کنارہ پر مسلمانوں سے ایک خونریز لڑائی ہوئی اس لڑائی میں مسلمانوں کو شکست ہوئی اور ابو عبیدہ ثقفی اور چار ہزار مسلمان شہید ہوئے۔ باقی ماندہ مسلمانوں نے دریائے فرات کے پار جاکر پناہ لی۔ اس کی خبر مثنیٰ ابن حارث نے حضرت عمرؓ کو بھیجی انہوں نے جریر بن عبداللہ کو مثنیٰ کی مدد کے لئے بھیجا۔ ایرانیوں نے مہران کی سرکردگی میں جنین کے قریب ایک خونریز لڑائی لڑی اس لڑائی میں ایرانیوں کو شکست ہوئی اور ان کا سردار مہران مارا گیا۔ اس لڑائی کے بعد ایرانیوں نے بنت کسریٰ کو تخت سے معزول کیا اور یزدجرد کو تخت پر بٹھایا کہ مرد کی سلطنت میں مسلمانوں کی جنگ کا عمدہ انتظام کیا جاسکے۔ اس عرصہ میں مسلمانوں نے عراق کے اکثر مقامات پر تسلط کرلیا۔ جب یزدجرد تخت نشین ہوا ایرانیوں کو اتنی جرأت ہوگئی کہ عراق میں انہوں نے اکثر مقامات میں بغاوت اور فساد شروع کر دیا۔ مثنیٰ نے اس بغاوت کے فرو کرنے کے لئے مدینہ منورہ سے مدد طلب کی۔ حضرت عمرؓ نے سعد ابی وقاص کو چھ ہزار آدمیوں کی جمعیت سے ایران کی طرف روانہ کیا۔ سعد نے مثنیٰ سے ملکر ایران کے فتح کرنے کی تدبیر شروع کی۔

اس عرصہ میں ایرانیوں نے بھی ایک بڑا لشکر مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے تیار کیا اور خود فرخ زاد مقابلہ کے لئے بڑھا۔ دونوں لشکروں میں قادسیہ پر چار دن اور ایک رات تک برابر لڑائی ہوتی رہی۔ اس میں فرخ زاد کو کامل شکست ہوئی اور وہ مارا گیا۔ اس لڑائی میں ایرانیوں کے ایک لاکھ آدمیوں کے قریب قتل اور اسیر ہوئے۔ اس شکست سے یزدجرد کے دل پر اس قدر ہراس چھایا کہ اس نے مداین کو مسلمانوں کے آنے سے پہلے چھوڑ دیا اور مداین پر سعد نے قبضہ کیا اور جو حد لیو کی دولت ساسانیوں کی تختگاہ میں جمع تھی مسلمانوں کے ہاتھ آئی۔

یزدجرد نے ایک تازہ لشکر فراہم کیا اور مہران بن بہرام کو اس کا افسر مقرر کیا۔ سعد نے مداین سے ہاشم کو آگے بھیجا اور جلولہ پر دوسری خونریز لڑائی مسلمانوں اور ایرانیوں میں واقع ہوئی۔ اس میں بھی مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔ اس شکست کے بعد یزدجرد نے اپنی سلطنت کی حفاظت کے لئے آخری کوشش کرکے سب مرتبہ سے زیادہ بڑا لشکر جمع کیا اور ۶۳۹ء میں فیروزان جو بڑا بہادر جرنیل تھا نہاوند پر تین روز تک متواتر جان توڑ کر مسلمانوں سے جن کا افسر نعمان تھا لڑا۔ اس آخری خونریز لڑائی سے ساسانی سلطنت کا ہمیشہ کے لئے فیصلہ ہوگیا۔ ایرانیوں کو

کابل شکست ہوئی اور فیروزان مارا گیا۔ یزدجرد بھاگ کر مرو کو چلا گیا جہاں ماہویہ نامی ایک شخص حاکم تھا۔ جب یزدجرد وہاں پہنچا وہاں کے حاکم نے پوشیدہ ترکوں کے خاقان کو یزدجرد کے آنیکی اطلاع کی۔ خاقان تھوڑی سی جمیعت لیکر مرو پر چڑھ آیا۔ یزدجرد خاقان کی سنکر شب کی تاریکی میں تنہا پاپیادہ بھاگ گیا۔ اور مرو کے نواح میں ایک پنچکّی کی عمارت میں شب باش ہوا۔ پنچکّی کے پاسبان نے اس کے قیمتی لباس کی طمع سے اس کو سوتے میں قتل کر ڈالا۔ اور اس کے کپڑے اتار کے اس کی نعش کو چشمہ میں پھینکدیا۔ (سنہ ۳۱ھ)

جب اہل مرو نے خاقان کے آنے کی خبر سُنی انہوں نے خاقان کی مخالفت کی جس کے سبب سے خاقان واپس چلا گیا اور ماہویہ اہل شہر کے خوف سے جان بچاکر بھاگ گیا۔ اس کے بعد لوگوں نے یزدجرد کو تلاش کرنا شروع کیا۔ آخر کار بعض لوگ جستجو کرتے ہوئے پن چکّی پر پہنچے اور وہاں اس کی نعش دستیاب ہوئی اور یزدجرد کے کپڑے اور اسلحہ پاسبان کے پاس سے نکلے۔

اہل مرو نے پاسبان کو غم وغصہ میں بہت تکلیف سے ہلاک کیا۔ اور یزدجرد کی نعش کو اصطخر میں ساسانیوں کے گورستان میں زردشتی رسم کے موافق دفن کیا یا رکھدیا۔

نہاوند کی فتح سے ایران کا ملک مکران و کرمان و اصطخر تک مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔

حضرت عثمانؓ کے عہد میں (سنہ ۳۰ھ) اہل اصطخر نے بغاوت کی مگر مسلمانوں نے عبداللہ بن عامر کی سرکردگی میں اس کو بہت جلد فتح کرلیا۔ یہاں سے عبداللہ طبس کو گیا۔ طبس کے حاکم نے مسلمانوں کی متابعت اختیار کی۔ اس مقام سے وہ نیشاپور پر بڑھا اور چار ماہ کے محاصرہ کے بعد اس کو فتح کرلیا۔

نیشاپور کے فتح ہوجانے سے مرو اور سرخس کے حاکموں نے بغیر لڑائی کے عبداللہ کی متابعت اختیار کرلی۔ اس کے بعد عبداللہ احنف ابن قیس کو اپنا نائب مقرر کرکے عرب کو واپس چلا گیا اور احنف نے سنہ ۳۲ ہجری میں بلخ اور خوارزم کو فتح کیا اور سنہ ۴۱ ہجری یعنی ۶۶۱ء میں خراسان اور سیستان اس کے ہاتھ سے فتح ہوئے اور قیس ابن احیثام وہاں کا حاکم مقرر کیا گیا۔ سنہ ۴۳ھ میں اس کی جگہ پر عبداللہ ابن خادم بھیجا گیا۔

اس کے بعد سنہ ۴۵ھ میں عبدالرحمٰن بن زیاد اور سنہ ۴۷ھ الحکم ابن عامر الغفاری خراسان کے حاکم ہوئے الحکم نے طخارستان کو فتح کیا اور مسلمانوں کی سلطنت کو مشرق وجنوب میں کوہ ہند وکش تک وسعت دی

الحکم سب سے پہلا مسلمان جرنیل تھا جس نے آب جیحوں سے عبور کیا۔ الحکم نے ۵۰ھ ہجری میں مرو میں وفات
پائی اور اس کی جگہ رابع ابن زیاد الحرشی مقرر کیا گیا۔ رابع کے زمانہ میں عربوں کے بہت سے گھر خراسان
میں آباد ہوئے۔ رابع نے پہلے تو بلخ کی بغاوت کو فرو کیا بعد ازاں قہستان میں ترکوں کو شکست دی
بعد ازاں ماوراءالنہر پر بھی حملہ کیا مگر ملک کو فتح نہ کر سکا۔ ۵۳ھ میں رابع کا انتقال ہو گیا۔ رابع کے
بعد عبداللہ اور خویلد بن عبداللہ اس کے جانشین ہوئے۔ خویلد کے بعد عبیداللہ زیاد خراسان کی
حکومت پر مامور ہوا۔ عبیداللہ زیاد نے جیحوں سے پار ہو کے بخارا کے کوہستان تک تاخت کیا اور بیکند
اور نسف [illegible] قند کو فتح کیا۔

اس زمانہ میں بخارا کی حکومت ایک ملکہ کے ہاتھ میں تھی۔ عربوں کے لشکر کی خبر سنکر وہ اس قدر عجلت کے
ساتھ بھاگ کر سمرقند کو گئی کہ اس کے پاؤں کی ایک جوتی رہ گئی جو عربوں کے ہاتھ آئی۔ کہتے ہیں کہ
اس جوتی کی قیمت بیس ہزار درہم تھی۔ ملکہ نے کچھ سالانہ خراج قبول کر کے مسلمانوں سے صلح کر لی اور
عبیداللہ بے شمار مال غنیمت حاصل کر کے مرو کو کامیاب و منصور لوٹ آیا۔ ۵۶ھ ہجری میں سعید ابن عثمان
کی درخواست پر امیر معاویہ نے اس کو زیاد کی جگہ خراسان کا حاکم مقرر کیا۔ سعید نے سمرقند پر لشکر کشی کی
اور دریائے جیحوں عبور کر کے بخارا میں پہنچا۔ وہاں کی شہزادی نے متابعت اور فرمانبرداری کا اظہار
کیا۔ چونکہ سعید کو اندیشہ تھا کہ کہیں یہ شہزادی وقت پر دغا نکرے اس نے بخارا کے اسی امراء اور
روساء کو اپنے ساتھ میں بطور ضمانت کے لیا اور سمرقند پر بڑھا شہر کے باہر سمرقند کا لشکر صف آرا تھا
ایک خونریز لڑائی کے بعد سغدائی لشکر نے شہر میں پناہ لی اور سعید نے اسے محصور کر لیا۔ آخر کار اہل
سمرقند نے صلح کی اور سعید ترمذ کو لوٹ آیا۔ یہاں پہنچکر اس کو خبر پہنچی کہ اہل سمرقند باغی ہو گئے اس لئے
وہ ترمذ سے دوبارہ سمرقند پر حملہ آور ہوا اور اہل سمرقند کو شکست دی اس لڑائی میں قثم ابن عباس
شہید ہوئے اور ان کا مرقد سمرقند میں بنایا گیا جہاں وہ ابتک زیارت گاہ ہے۔

یزید کے زمانہ میں سلم ابن زیاد خراسان کا حاکم ہوا۔ اس کے زمانہ میں بخارا کی شہزادی نے بغاوت کی۔ سلم نے
مرو میں لشکر جمع کر کے چھ ہزار کی جمعیت سے بخارا پر حملہ کیا۔ بخارا کی شہزادی نے والئی سمرقند سے مدد
طلب کی۔ اس زمانہ میں سمرقند کا حاکم ترخان تھا۔ اس نے ایک لاکھ بیس ہزار لشکر سے بخارا کی
مدد کی۔ مگر باوجود لشکر کی کثرت کے مسلمانوں نے ان کو شکست دی۔ اور بخارا کی شہزادی نے

مسلمانوں کی متابعت قبول کرلی اس لڑائی میں سلم کو اس قدر غنیمت کا مال حاصل ہوا کہ ہر مجاہد کے حصّہ میں دو ہزار چار سو درہم آئے۔

عبدالملک مروان نے ۷۵ ہجری میں حجاج ابن یوسف کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا۔ حجاج نے کوفہ کے انتظام سے فراغت پاکر ۷۸ ہجری میں مہلب کو خراسان کی حکومت پر اور عبیداللہ ابن ابی بکرہ کو سجستان کا حاکم مقرر کیا۔

جب عبیداللہ سجستان میں پہنچا وہاں اس کو حجاج کا حکم یہ ملا کہ تم فوراً کابل پر لشکر کشی کرو۔ چنانچہ عبیداللہ نے اپنی فوج کی حکومت شریح بن ہانی کے سپرد کی اور کابل کی طرف روانہ ہوا کابل کے بادشاہ نے میدان جنگ میں مسلمانوں کا مقابلہ کرنا قرین مصلحت نہ سمجھا جس قدر مسلمان آگے بڑھتے جاتے تھے وہ اسی قدر ہندوستان کی طرف ہٹتا جاتا تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ اب مسلمان بہت دور تک آگئے اس نے مختلف راستوں سے فوج بھیجکر مسلمانوں کے پس پشت دروں کو مسدود کر دیا۔ جس سے عبیداللہ واپس نہ لوٹ سکا عبیداللہ نے دیکھا کہ اب سب لشکر بھوک پیاس سے مرجائیگا اس نے ناچار شاہ کابل کو ستر ہزار درہم دیکر اپنی جان بچائی مگر شریح اور بہت سے مسلمانوں نے مصالحت نہ کی اور لڑکر شہید ہوگئے۔ جب اس شکست کی خبر حجاج کو کوفہ میں پہنچی اس نے عبدالرحمٰن بن محمد اشعث کو کابل کی مہم پر بھیجا۔ جب عبدالرحمٰن کابل کے ملک میں پہنچا رہتیل والی کابل نے یہی پہلے ترکیب کی اور ہندوستان کی طرف پس پا ہونا شروع کیا۔ مگر عبدالرحمٰن نے یہ ہوشیاری کی کہ جن مقامات کو والی کابل چھوڑتا جاتا تھا ان پر وہ قبضہ کرکے اپنی فوج محافظت اور انتظام کے لئے مقرر کرتا تھا اور پھر آگے بڑھتا تھا تاکہ مراجعت میں کوئی دقت پیش نہ آئے۔

جب عبدالرحمٰن کے ہاتھ بہت ملک اس طرح آگیا اس نے اپنے لشکر سے کہا کہ اب بہتر ہے کہ ہم اسی قدر فتح پر اکتفا کریں باقی ملک کو سال آئندہ فتح کریں گے۔ لشکر کی صلاح سے وہ سجستان کو واپس آگیا اور اپنی کارروائی کی اطلاع حجاج کے پاس بھیجدی۔ چونکہ حجاج اور عبدالرحمٰن میں پہلے سے عداوت تھی اس لئے حجاج نے عبدالرحمٰن کو بہت سرزنش کی اور کہا کہ میں نے تجھ کو اس لئے نہیں بھیجا تھا کہ دشمنوں سے صلح کرے بلکہ اس لئے بھیجا تھا کہ ان کے ملک کو مسلمانوں کے لئے فتح کرے۔ عبدالرحمٰن نے اس خط کا مضمون لشکر کو سنایا۔ لشکر نے کہا کہ ہم حجاج کے حکم کو نہیں مانتے۔ غرضکہ عبدالرحمٰن نے

لشکر کو اپنے سے متفق کیا اور کوفہ کی طرف لشکر لیکر روانہ ہوا۔ ادہر حجاج نے عبدالرحمن کی مخالفت کی خبر عبدالملک کے پاس بھیجی۔ عبدالملک نے ایک لشکر اس کی مدد کے لئے کوفہ کو روانہ کیا۔ عبدالرحمن اور حجاج میں ایک سخت لڑائی ہوئی۔ اس میں عبدالرحمن فتحیاب ہوا اور حجاج بصرہ سے بھاگ گیا اور موضع جاذیہ میں اپنا لشکر گاہ مقرر کیا (۸۱ھ)۔ ۸۲ھ میں فریقین میں چند مرتبہ لڑائیاں ہوئیں اور جانبین کے بہت آدمی معرض قتل میں آئے آخر کار عبدالملک نے عبداللہ ابن مروان اور محمد ابن مروان کی سرکردگی میں ایک بڑا لشکر بھیجا اور حکم دیا کہ اگر باغی معاملہ کریں تو حجاج کو معزول کر کے ان سے مصالحت کرلی جائے ورنہ اُن کی سرکوبی کی جائے۔

عبدالرحمن اور اس کے ساتھیوں نے صلح سے انکار کیا اور آخر کار دیر الجماجم پر شکست کھائی اور اس کا لشکر ہر چہار طرف پراگندہ ہو گیا اور عبدالرحمن بصرہ کو چلا گیا۔ بصرہ پر عبدالرحمن سے دوسری سخت لڑائی ہوئی اور بہت آدمی طرفین کے ہلاک ہوئے اور عبدالرحمن کو شکست ہوئی اور وہ اہواز کی طرف بھاگا اور لڑتا ہوا بادشاہ کابل کے پاس پہنچ گیا۔ یہاں اس کے پاس پھر کچھ فوج جمع ہو گئی اور اس نے ہرات پر قبضہ کرنا چاہا مگر وہاں اُس کو بہت بڑی شکست ہوئی جس سے پھر اس کو مخالفت کی طاقت نہ رہی۔

جب حجاج نے مہلب کو خراسان کا حاکم مقرر کیا اس نے ۷۹ھ اپنے بیٹے مغیرہ کو خراسان میں اپنا نائب مقرر کر کے ماوراءالنہر کو فتح کرنے کی طرف متوجہ ہوا۔ اس غرض سے اُس نے کش یعنی شہر سبز میں فوج جمع کی اور وہاں سے اپنے بیٹے حبیب کو شاہ بخارا کی سرکوبی کے لئے جو باغی ہو گیا تھا بھیجا حبیب اس مہم میں کامیاب ہوا اور شاہ بخارا کو شکست ہوئی۔

مہلب ماوراءالنہر کی مہم میں مصروف تھا کہ اس کو اپنے بیٹے مغیرہ کے انتقال کی خبر پہنچی۔ اس لئے اُس نے ماوراءالنہر کے حاکم سے صلح کرلی اور خراسان کی طرف مراجعت کی۔ جب وہ مرو الرود میں جسے مرغاب کہتے ہیں پہنچا وہاں اس کا انتقال ہو گیا۔ (۸۲ھ)

مہلب کا بیٹا یزید اس کا جانشین مقرر کیا گیا۔ ۸۵ھ میں حجاج نے یزید کی جگہ اس کے بھائی مفضل کو مقرر کیا۔ مفضل نو مہینے تک اس عہدہ پر رہا۔ اس قلیل عرصہ میں اس نے چند حملے کئے اور بادغیس کو فتح کیا۔ ۸۶ھ میں عبدالملک نے وفات پائی اور اسی سال حجاج نے اس مشہور جرنیل کو مفضل کی جگہ مقرر کیا جس کو وسط ایشیا کی اسلامی سلطنت کا بانی کہنا چاہئے یعنی قتیبہ ابن مسلم الباہلی۔

اگرچہ عربوں کی حکومت خراسان و مرو میں مدت سے مستقل ہوگئی تھی مگر ماوراء النہر پر ان کی حکومت صرف برائے نام تھی جب تک ان کا لشکر اس ملک میں رہتا تھا وہاں کے باشندے اُن کے مطیع رہتے تھے اور جب اسلامی لشکر چلا آتا تھا وہ منحرف ہو جاتے تھے۔ قتیبہ ابن مسلم اول اسلامی جرنیل تھا جس نے ماوراء النہر پر مستقل حکومت قایم کی اور ملت زردشتی کو وہاں سے نیست و نابود کر دیا۔

۸۶ھ میں قتیبہ خراسان میں داخل ہوا۔ یہاں پہنچکر اس نے مجاہدین جمع کئے اور ممالک ماوراء النہر کے فتح کرنے کی تیاری کی۔ ساز و سامان درست کرنے کے بعد اس نے ریگستان کو عبور کیا اور مقام تالیکان میں پہنچا۔ یہ شہر مروالرود یعنی مرغاب اور بلخ کے مابین واقع تھا اور طخارستان کے شہروں سے زیادہ تر آباد تھا۔ یہاں کے دہقانیوں نے اس کی متابعت کی اور جیحوں کے پار تک اُس کے ساتھ گئے۔

جیحوں کے اس پار چغانیوں کے بادشاہ نے اپنے شہر کی کنجیاں اس کے حوالے کیں۔ قتیبہ نے اس کو حکومت پر بحال رکھا۔ یہاں سے وہ آخرون اور شومان کو گیا اور وہاں کے سرداروں سے خراج حاصل کر کے مرو کو لوٹ آیا۔

بعض مورخین کا قول ہے کہ قتیبہ نے جیحوں سے عبور کرنے سے پہلے بلخ پر حملہ کیا تھا اور وہاں کی بغاوت کو فرو کیا تھا اور اس لڑائی میں برمک نامی ایک سردار کو قید کر کے قتیبہ کے بھائی عبداللہ نے اس کی بیوی سے نکاح کر لیا تھا اور اس عورت کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا تھا جو مشہور خاندان برامکہ کا جدّ اعلیٰ بیان کیا جاتا ہے۔ اسی سال میں اس نے بادغیس کے ترخان نیزک نامی سے ایک عہد نامہ کیا۔

۸۷ھ ہجری میں قتیبہ پھر ماوراء النہر کی طرف روانہ ہوا۔ اور مروالرود و عامل و ضامن میں سے گزرتا ہوا بیقند پر پہنچا اور اس شہر کا محاصرہ کر لیا۔ مملکت بخارا میں یہ شہر دریائے جیحوں سے قریب ترین تھا اور ایک دشت کے کنارہ پر واقع تھا۔ تمام وسط ایشیا میں اس شہر کا نام سوداگروں کا شہر مشہور تھا اور اُس کی فصیلیں بھی نہایت مستحکم تھیں۔ جب اہل شہر کو قتیبہ کے آنے کی خبر پہنچی انہوں نے بادشاہ سمرقند سے مدد طلب کی۔ بادشاہ سمرقند نے ان کی استدعا پر ایک بڑا لشکر اہل بیقند کی

مدد کے لئے بھیجا اور دشمنوں نے قتیبہ کی مختصر فوج کو چاروں طرف سے اس طرح گھیرا کہ وہ حجاج کے پاس مدد کے لئے کوئی قاصد بھی نہ بھیج سکا۔

قتیبہ کی فوج میں ایک ایرانی تندار نامی تھا اس کو اہل بیقند نے رشوت دی کہ کسی طرح تو اپنے آقا کو اس بات پر راضی کر کہ وہ اس ملک سے چلا جائے۔ تندار نے قتیبہ سے تخلیہ میں عرض کیا کہ مجھکو یہ تحقیق معلوم ہوا ہے کہ حجاج حکومت سے معزول ہوا اور دوسرا شخص اس کی جگہ مقرر ہو گیا قتیبہ نے یہ سنکر اپنے غلام کو حکم دیا کہ تندار کی گردن مار دے اس وقت ضرار ابن حسن صرف قتیبہ کے پاس موجود تھا۔ قتیبہ نے ضرار سے کہا کہ یہ حال کسی پر افشا ہونے پائے ورنہ مسلمانوں کا دل ہراساں ہو جائے گا۔ یہ کہکر اس نے اپنے ہمراہیوں کو بلایا اور تندار کی نعش کو دکھا کر اُن سے کہا کہ یہ دشمن کا جاسوس تھا۔ اس کے بعد قتیبہ نے مسلمانوں کو صف بستہ کر کے ہر طرح سے اُن کو ترغیب دی۔ دن بھر کی خونریز لڑائی کے بعد دشمن کے قدم اُٹھ گئے اور وہ بیقند کیطرف بھاگے لگر عربوں نے اُن کو اتنی مہلت نہ دی کہ وہ شہر میں پناہ لیتے سوائے چند آدمیوں کے جو شہر میں داخل ہو گئے باقی سب یا قتل ہوئے یا گرفتار ہو گئے۔

اس فتح کے بعد قتیبہ نے بیقند کا محاصرہ کر لیا۔ اگرچہ شہر میں بہت کم فوج رہ گئی تھی لیکن اسکی فصیلیں اس قدر مستحکم تھیں کہ پچاس دن تک مسلمان اس کو فتح کرنے میں ناکام رہے۔ اور اس عرصہ میں انہوں نے بہت مصیبتیں اُٹھائیں۔ آخر کار قتیبہ نے فصیل کے نیچے ایک سرنگ کھدوائی اور اُس کے ذریعہ سے شہر میں داخل ہو کر دوسری سرنگ قلعہ میں لگائی۔ جب یہ سرنگ تیار ہو گئی اُس نے اعلان دیا کہ جو شخص پہلے اس سرنگ کی راہ سے قلعہ میں داخل ہو گا اس کو انعام ملیگا اور اگر وہ شہید ہوا تو اُس کے وارثوں کو دیا جائے گا۔ مسلمان جوش و خروش سے حملہ آور ہوئے اور قلعہ کو فتح کر لیا۔ اہل بیقند نے امان طلب کی۔ قتیبہ نے اُنکو امان دی اور بہت مال غنیمت لیکر وہ بخارا کی طرف روانہ ہوا اور بیقند میں کچھ فوج محافظت کے لئے چھوڑ دی۔ وہ بیقند سے ایک فرسخ گیا ہو گا کہ اُس نے سنا کہ اہل بیقند نے اسکی فوج کے ناک کان کاٹ کر اُن سب کو قتل کر ڈالا۔ قتیبہ واپس آیا اور دوبارہ شہر کا محاصرہ کیا اور ایک مہینے تک وہاں پڑا رہا۔ آخر کار اُس نے دیوار کے نیچے ایک بڑی سرنگ کھدوائی

اور اُس میں لکڑیاں بھر کر آگ لگا دی جس سے فصیل کا ایک بڑا حصہ نیچے آپڑا اور چالیس آدمی اُس کے نیچے دب گئے۔ اہلِ بیقند نے پھر امان طلب کی مگر قتیبہ نے حملہ کر کے شہر کو فتح کر لیا اور جتنے لڑنے والے تھے اُن کو قتل کر ڈالا اور باقی کو گرفتار کر لیا اور شہر کو برباد کر ڈالا۔ اور قیدیوں کو لیکر مرو کو لوٹ آیا۔

بیقند کی بربادی کے زمانہ میں یہاں کے اکثر تاجر تجارت کے لئے چین کو گئے ہوئے تھے جب وہ وہاں سے واپس آئے انہوں نے دیکھا کہ شہر میں نہ کوئی آدمی ہے نہ کوئی مکان باقی ہے نہ شہر کی دیواروں کا پتہ ہے۔ ان لوگوں نے زرِ فدیہ ادا کر کے اپنے بال بچوں کو چھڑایا اور خلیفہ کی اجازت سے شہر کو از سرِ نو تعمیر کیا اور سالانہ خراج ادا کرنے کا وعدہ کیا۔ سوائے بیقند اور خرطوم کے دنیا کی تاریخ میں دوسری مثال نہیں ملتی کہ اس طرح شہر بالکل منہدم کر دیا گیا ہو اور پھر اس قدر جلد از سرِ نو آباد کیا گیا ہو۔

بیقند کو قتیبہ نے ۸۷ھ ہجری میں فتح کیا تھا اس کے بعد وہ مرو کو واپس چلا آیا اور وہاں اپنے لشکر کو آرام دیا۔ جو مالِ غنیمت اس شہر کے فتح ہونے سے ہاتھ آیا اُس میں دو موتی کبوتر کے انڈے کے برابر تھے جو اُس نے حجاج کے پاس بھیجدیئے۔

بیقند وسط ایشیا کا مغربی جنوبی دروازہ تھا اس لئے عربوں کو اُس کی فتح سے بہت فائدہ پہنچا اور یہ مقام آیندہ کے محاربوں کے لئے بہت بڑا جنگی صدر بنگیا۔

۸۸ھ ہجری میں قتیبہ دوبارہ ماوراء النہر پر حملہ آور ہوا۔ جب وہ نمشکات اور رمتنا پر پہنچا وہاں کے باشندوں نے متابعت اختیار کی اور سالانہ خراج قبول کیا۔ اس عرصہ میں اہلِ بخارا اور سمرقند نے متحد ہو کر چالیس ہزار فوج جمع کی اور قتیبہ کو تاراب اور رمتنہ کے مابین گھیر لیا اور یکایک قتیبہ کے لشکر پر حملہ کیا قریب تھا کہ مسلمانوں کے قدم اُٹھ جائیں کہ قتیبہ موقع پر پہنچا اور اپنی فوج کو للکارا اُس کے آنے سے فوج نے جان توڑ کر دشمنوں پر حملہ کیا اور دو پہر کے کشت و خون کے بعد مسلمانوں کو فتح ہوئی اور قتیبہ بلخ کی طرف سے مرو کو روانہ ہوا اور ترمز کے قریب جیحوں سے عبور کیا۔ جب وہ فاریاب کے پاس پہنچا وہاں اس کو حجاج کا یہ حکم ملا کہ وردان خدات شاہ بخارا پر حملہ کرو۔ اس حکم کی تعمیل میں قتیبہ نے پھر آب جیحوں سے عبور کیا۔ جب وہ وخشت میں

پہنچا اہل سمرقند وکیش ونخشاب کی کچھ فوج اس کی سدّراہ ہوئی۔ خفیف لڑائی کے بعد قتیبہ نے اُن پر فتح پائی اور وہ بخارا کی سرحد میں داخل ہوا۔ خارخانہ پر دشمنوں سے ایک سخت لڑائی ہوئی اور دو شبانہ روز کی لڑائی کے بعد عربوں کو فتح حاصل ہوئی۔

اس فتح کے بعد اُس نے وردون خدت پر حملہ کیا مگر ناکام رہا اور اُسے مرو کو لوٹنا پڑا۔ مرو سے اُس نے کل حالات حجاج کو لکھکر بھیجے۔ حجاج نے اس سے بخارا کے ملک کا نقشہ طلب کیا اور نقشہ دیکھکر قتیبہ کو یہ ہدایت کی۔ تم پھر وردان خدت پر حملہ کرو اور اللہ تعالےٰ سے توبہ کرو کہ تم نے اپنے ارادہ کو ترک کیا۔ دشمن کے کمزور مقامات پر حملہ کرو پہلے کیش کو فتح کرو اُس کے بعد نسف کو برباد کرڈالو اس کے بعد وردان خدت پر حملہ کرو انشاء اللہ کامیاب ہوگے۔ اتنا ضرور خیال رکھنا کہ دشمن تمکو گھیر نہ لے باقی راہ کی مشکلات کا میں انتظام کردوں گا۔

یہ حکم پاکر قتیبہ مرو سے راونہ ہوا اور ۹۰ ہجری یعنی ۷۰۸ء میں پھر بخارا کی مملکت پر حملہ کیا جب وردون خدت نے قتیبہ کے آنے کی خبر سُنی اُس نے شاہ سمرقند کو اور گردونواح کے قبایل کو اپنی مدد کے لئے طلب کیا مگر قتیبہ ان لوگوں کے آنے سے پہلے بخارا میں پہنچ گیا اور وردون کا محاصرہ کرلیا۔ اس عرصہ میں مدد بھی آپہنچی اور اہل بخارا کا دل بڑھ گیا۔ اُنہوں نے شہر سے نکلکر عربوں پر حملہ کیا۔ آزد کے قبیلہ نے قتیبہ سے درخواست کی کہ صرف ہمارے قبیلہ کو لڑنے کا حکم دیا جائے اور حکم پاکر اُنہوں نے ترکوں پر سخت حملہ کیا۔ قتیبہ زرہ بکتر پر سبز عبا پہنے ہوئے سامنے بیٹھا تھا اور اُنکے لڑنے کی سیر دیکھ رہا تھا۔ قبیلہ آزد نے بہت دیر تک دشمنوں کے مقابلہ میں جانبازی کی مگر آخرکار اعدا کی کثرت سے پسپا ہوئے۔ جب وہ اپنے خیموں کے قریب پہنچے اُن کی عورتوں نے خیموں کی چوبیں اُن کے گھوڑوں کے مُنہ پر ماریں اور اُن کو دشمن کی طرف روگرداں کردیا۔ قبیلہ آزد نے غیرت اور شرم سے پیچ وتاب کھاکر از سرِنو غنیم کا مقابلہ کیا اور اُن کو پسپا کر کے اصلی مقام پر پہنچادیا جو بلندی پر واقع تھا۔ یہاں سے آزد کی قوم اُن کو نہ ہٹاسکی۔ قتیبہ نے یہ دیکھکر باآواز بلند پکار کر کہا کہ تم میں سے کون قبیلہ دشمن کو اس بلندی پر سے ہٹا سکتا ہے۔ کل قبیلے خاموش کھڑے رہے کسی نے قدم آگے نہ بڑھایا۔ اس پر قتیبہ بنی تمیم کے پاس گیا اور اُن کی مشہور شجاعت کی تعریف کر کے اُن سے اس مہم کے انجام دینے کی درخواست کی۔ یہ سنکر ان کے بڈھے سردار

واقی نے اپنا نشان بلند کیا اور بنی تمیم سے کہا کہ کیا آج تم میرا ساتھ نہ دوگے اور ایسے وقت میں مجھ کو چھوڑ دوگے۔ سارے قبیلہ نے متفق اللسان کہا ہرگز نہیں اور یہ کہکر وہ دشمن کی طرف روانہ ہوئے جب وہ اس چشمہ کے کنارہ پر پہنچے جس کے پار دشمن بلندی پر تھا سواروں کا سردار حسینی گھوڑا کودا کر چشمہ کے پار چلا گیا اور اس کے پیچھے اس کے سوار چشمہ کے پار ہوگئے۔ واقی نے گھوڑے سے اتر کر اپنا جھنڈا حسینی کو دیا اور چشمہ پر ایک مختصر پل تیار کیا بعد ازاں اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ جس کو اپنی جان عزیز نہ ہو وہ پل سے عبور کرے ورنہ لوٹ جائے۔ آٹھ سو آدمی پل سے عبور کر گئے۔ واقی نے حسینی کو حکم دیا کہ تم سواروں سے دشمن کو ادھر ادھر سے مشغول رکھو اور خود اپنے پیدلوں سے ترکوں پر حملہ آور ہوا۔ اس دوسرے حملہ سے ترکوں کو قیام کی جرأت نہ رہی اور وہ بھاگ نکلے۔

جب سمرقند کے بادشاہ ترخان ملک نے جو بخارا کی امداد کو آیا تھا اور سامنے سے اس لڑائی کا تماشہ دیکھ رہا تھا یہ دیکھا کہ مسلمانوں کو فتح ہوگئی اس نے قتیبہ کو دو ہزار درہم دیکر صلح کرلی اور قتیبہ نے وعدہ کرلیا کہ سمرقند کا ملک اس کے حملوں سے محفوظ رہے گا۔ شاہ سمرقند اپنے ملک کو لوٹ گیا اور قتیبہ اپنی چوتھی مہم سے مظفر و منصور مرو کو چار ماہ کے بعد واپس آیا۔

قتیبہ کے لشکر میں نیزک نامی بادغیس کا ایک شہزادہ تھا جو والی طخارستان کا وزیر تھا۔ اس نے قتیبہ سے طخارستان جانے کی رخصت حاصل کی اور وہاں پہنچکر اس نے والی طخارستان کو قید کر لیا اور اسلامی عامل کو طخارستان سے رخصت کر دیا اور والی کابل اور اہل مروالرود اور تلیکان اور فاریاب وغیرہ سے مسلمانوں کے برخلاف مدد طلب کی۔ اور خود خلم کے کوہستان میں اپنی جمعیت کے ساتھ مقیم ہوا۔ جس وقت اس بغاوت کی خبر قتیبہ کو پہنچی موسم سرما کا شروع ہوچکا تھا اور اس کی فوج متفرق ہوچکی تھی صرف مرو کی فوج کا دستہ اس کے پاس تھا۔

قتیبہ نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن کو دو ہزار کی جمعیت سے بلخ کو بھیجا اور ہدایت کی کہ موسم بہار تک بلخ میں قیام کرے اس کے بعد طخارستان کی طرف روانہ ہو۔ ۹۱ھ ہجری کے آخر سرما میں قتیبہ نے بیورد اور سرخس اور ہرات سے فوج جمع کی اور طخارستان کو روانہ ہوا۔

پہلے اس نے مروالرود پر حملہ کیا وہاں کا سردار شہر سے بھاگ گیا اور اس کے دونوں بیٹے بغاوت کے جرم میں قتل کئے گئے۔ یہاں سے وہ تلیکان پر بڑھا راہ میں دشمنوں سے دوچار ہوا اور انکو شکست دیکر

قیدیوں کو پھانسی دیدی۔ تلیکان میں اُس نے ایک عرب حاکم مقرر کیا اور خود آگے روانہ ہوا فاریاب و جوزجان ہوتا ہوا بلخ میں پہنچا وہاں ایک دن قیام کرکے وہ خلم کے کوہستان میں داخل ہوا۔ مگر نزک خلم سے بغلان کو چلا گیا اور خلم اور بغلان کے مابین جو نہایت تنگ درہ تھا وہاں ایک مستحکم قلعہ تیار کرکے اس کی حفاظت کے لئے فوج مقرر کی اور بغلان کے مقام کو نہایت مستحکم کرکے وہاں اپنی فوج کے ساتھ قیام کیا۔

جب قتیبہ خلم سے بغلان کی طرف روانہ ہوا تو اُس نے اس جدید قلعہ کو بہت مستحکم اور دشوار گزار پایا جس پر حملہ کرکے کامیاب ہونا ناممکن تھا۔ اس مشکل کے سرانجام میں قتیبہ بہت حیران تھا کہ اتفاق سے والئ روب وسمنجان نے درخواست کی کہ اگر اس کے ملک کو امان دی جائے تو وہ ایک نئے راستہ سے مسلمانوں کو قلعہ میں پہنچا دیگا۔ قتیبہ نے بہت خوشی سے یہ شرط منظور کی۔ چنانچہ والئ سمنجان نے ایک غیر معروف راہ سے مسلمانوں کو محافظ فوج کے سر پر پہنچا دیا اور عربوں نے اُن کو قتل کر ڈالا۔

جب قتیبہ سمنجان کی راہ بغلان کے قریب پہنچا نزک کرز مقام کو چلا گیا جو ایک نہایت قلب کوہستان میں واقع تھا اور اس کا صرف ایک راستہ تھا۔ دو ماہ تک قتیبہ نے اس کا محاصرہ کیا جس سے نزک اور اس کی فوج فاقہ مرنے لگی آخر کار نزک نے ہتیار ڈالدیے۔ اور وہ اور اُس کی فوج قید ہو گئی۔ اور حجاج کے حکم سے نزک اور اس کے سات سو ہمراہی قتل کیے گئے۔

بعض مورخین لکھتے ہیں کہ قتیبہ کی طرف سے نزک کو امان دی گئی تھی اور امان کی شرط پر اس نے ہتیار ڈالدیئے تھے لیکن حجاج کے حکم سے اس کے ساتھ بدعہدی کی گئی اور قتیبہ نے اُس کو ناچار قتل کر ڈالا۔ لیکن یہ بیان بالکل خلاف عقل ہے۔ یہ ایک مشہور اور معروف بات ہے اور اس زمانہ کی اسلامی تاریخ اس کی شاہد ہے کہ ایک ادنے عرب بھی اس زمانہ میں خلیفہ وقت کے کہنے سے بھی بدعہدی نہیں کرتا تھا۔ اُن کے نزدیک عہد کا پورا کرنا بہت بڑا فرض تھا۔ قتیبہ اور حجاج کا تعلق ایسا نہ تھا کہ قتیبہ اُس کے خوف سے اپنے قول اور اقرار کی پابندی نہ کرتا۔ چنانچہ یہ مورخ خود قبول کرتے ہیں کہ قتیبہ کو اس قدر رنج تھا کہ حجاج کے حکم کے وصول ہونے کے بعد تین روز تک وہ اکیلا پڑا رہا اور اس نے کسی سے بات نہ کی اور چوتھے روز اُس نے فوج کے سرداروں سے مشورہ کیا اور تعجب بالائے تعجب کہ سب سرداروں نے بدعہدی کی اجازت دی۔ اگر بالفرض قتیبہ کو حجاج کا ایسا ہی خوف ہی تھا کہ اُس نے

ناچار اُس کے حکم کی متابعت کی لیکن ان سرداروں کو کیا غرض تھی اور کیا خوف ہو سکتا تھا کہ وہ بد عہدی کی صلاح دیتے اور اپنے دین و ایمان کے مسائل کی رو سے بیوجہ گناہ اپنے ذمّہ لیتے۔ صلاح دینے میں اُن پر کوئی جُرم عائد نہیں ہو سکتا تھا کہ اُس کا اُن کو خوف ہوتا۔ اس لئے ہمارے نزدیک یہ روایت بالکل مہمل ہے اور عقلِ سلیم اُس کو ہرگز باور نہیں کرتی۔

۹۱ھ ہجری میں قتیبہ نے شومان اور کش اور نخشاب کو فتح کر کے عبد الرحمٰن کو سمرقند کی طرف بھیجا اور خود بخارا کو چلا گیا۔ ملک ترخان نے متابعت اختیار کی اور سالانہ خراج ادا کرنے کا وعدہ کیا۔

۹۳ھ میں چغان شاہ خوارزم نے اپنے بھائی خورزاد کے برخلاف قتیبہ سے مدد طلب کی۔ کیونکہ خورزاد نے اپنے بھائی کے بہت سے ملک پر زبردستی قبضہ کر لیا تھا۔ قتیبہ نے شاہ خوارزم کی درخواست قبول کی اور یکایک شہر ہزاراسپ پر قبضہ کر لیا۔ خورزاد نے ہتیار ڈال دیئے اور قتیبہ نے اُس کو اُس کے بھائی کے حوالہ کر دیا۔

اس کے بعد شاہ خوارزم نے قتیبہ سے یہ درخواست کی کہ وہ والیٔ خام جرد کے برخلاف بھی اُس کی مدد کرے۔ جو اکثر اُس کے ملک پر تاخت کیا کرتا تھا۔ چنانچہ قتیبہ نے یہ مہم اپنے بھائی عبد الرحمٰن کے سپرد کی عبد الرحمٰن نے والیٔ خام جرد کو قتل کر ڈالا اور اس کا تمام ملک فتح کر لیا اور چار ہزار قیدی یوں کو لیکر مرو کو واپس آ گیا۔

جب قتیبہ کو خوارزم کی مہم سے فراغت ہو گئی وہ سمرقند کی معاملات کی طرف متوجہ ہوا۔ وہاں ترخان ملک کو اہلِ سمرقند نے قتل کر ڈالا تھا اور اس کی جگہہ دوسرا بادشاہ تخت پر بٹھایا تھا۔ قتیبہ نے سمرقند کا محاصرہ کر لیا اور اہلِ سمرقند نے بہت بہادری سے شہر کی حفاظت کی اور چند مرتبہ شہر سے نکلکر عربوں پر حملے کئے۔ جب شاہ سمرقند کو ناکامی کا یقین ہو گیا اُس نے بادشاہ شاش سے اعانت طلب کی۔ وہ دو ہزار کی جمعیت سے سمرقند کی مدد کے لئے روانہ ہوا۔ مگر قتیبہ کو والیٔ شاش کے آنے کی خبر پہنچ گئی اور اس نے کچھہ فوج اُن کے راستہ میں چُھپا دی۔ جب دشمن موقع پر پہنچے عربوں نے یکایک ان پر حملہ کر کے اُن کو قتل کر ڈالا اور باقی کو گرفتار کر لیا۔

اس حادثہ کی خبر سنکر شاہ سمرقند کا دل ٹوٹ گیا اور دو روز کے بعد اُس نے صلح کی درخواست کی۔ قتیبہ نے اُس کی درخواست منظور کی اور خراج مقرر کیا مگر اس کے ساتھ یہ بھی شرط کی کہ اُس کو اجازت دیجائے

کہ وہ شہر میں داخل ہو کر وہاں ایک مسجد تعمیر کرے اور مسجد میں دو رکعت نماز شکرانہ ادا کرے۔
جب یہ شرط قبول ہوگئی اس نے معماروں کے بدلہ چار ہزار مسلح سپاہی شہر میں بھیجے اور انہوں نے وہاں
نہ صرف ایک مسجد تیار کی بلکہ سمرقند کے کل بتخانوں کو غارت کر دیا۔
۹۴ھ ہجری میں قتیبہ نے والیٔ شاش سے بدلہ لینے کی تیاری کی اور جیحوں سے عبور کرکے اس نے شاش و
فرغانہ پر حملہ کیا اور مقامات شاش و خجند و کاشان نے مسلمانوں کی متابعت اختیار کی اور خراج
دینے کا وعدہ کیا۔
۹۶ھ ہجری میں یعنی ۷۱۴ء میں قتیبہ اپنی آخری مہم پر روانہ ہوا۔ فرغانہ سے اس نے درہ ترک سے
عبور کیا اور مشرقی ترکستان میں پہنچا۔ یہاں اس سے اور الیغور قوم کے سرداروں سے لڑائی ہوئی۔
چونکہ الیغور سردار آپس میں متحد نہ تھے اس سے بہت آسانی سے مغلوب ہو گئے۔
الیغور کے ملک سے قتیبہ بڑھتا ہوا صوبۂ کانسو اور ترفان میں پہنچا۔ وہاں کے لوگوں نے فوراً
دین اسلام اختیار کیا۔
یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ قتیبہ نے کاشغر کو بھی فتح کیا تھا مگر اس لڑائی کے تفصیلی حالات کسی کتاب
میں مندرج نہیں پائے گئے۔
جب قتیبہ کے مربی حجاج نے ۹۵ھ ہجری میں اور ولید نے ۹۶ھ میں وفات پائی اور سلیمان اسکی
جگہہ خلیفہ ہوا تو قتیبہ کو یقین ہوگیا کہ اب وہ عنقریب خراسان کی حکومت سے معزول کیا جائے گا۔
اور اس کی جگہہ یزید ابن مہلب جو قتیبہ سے پہلے خراسان کا حاکم تھا مقرر کیا جائے گا کیونکہ یزید اور
سلیمان میں بہت دوستی تھی اور قتیبہ سے سلیمان کو اس وجہ سے عداوت تھی کہ جب ولید نے یہ کوشش
کی کہ اس کا بیٹا اس کا جانشین ہو اور اس کا بھائی سلیمان تخت سے محروم کیا جائے تو حجاج اور
قتیبہ نے اس کوشش میں ولید کی اعانت کی تھی۔ علاوہ ازیں حجاج نے یزید ابن مہلب پر بہت سختی
کی تھی اور اس کو خراسان کی حکومت سے معزول کرکے اپنے دوست قتیبہ کو وہاں کا حاکم مقرر کیا تھا۔
ان وجوہ سے قتیبہ کو یہ یقین ہوگیا کہ یزید ابن مہلب ضرور سلیمان کو بھکائے گا اور حقیقت میں جب
سلیمان کے دربار میں قتیبہ کی بے مثال جرنیلی اور بہادری کا ذکر آتا تھا تو یزید اس کی تردید کرتا تھا کہ
اس نے ایسا کیا کام کیا اس کی فتوحات کس کام کی ہیں اس نے جرجان اور طبرستان کو اجتک فتح نہیں کیا

معلوم ہوتا ہے کہ یزید کی عداوت سے اور سلیمان کی دشمنی کے وہم سے قتیبہ کے دماغ میں کچھ فتور آگیا تھا کہ اس نے اس بات کا انتظار نہ کیا کہ سلیمان اس کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے بلکہ دیوانوں کی طرح اس نے پہلے ہی تین خط سلیمان کے نام لکھے۔ ایک خط میں اس نے سلیمان کی خیر خواہی اور متابعت کا اظہار کیا۔ دوسرے خط میں اس نے یزید ابن مہلب کو برا بھلا لکھا۔ اور تیسرے خط میں یہ لکھا کہ قتیبہ سلیمان کی خلافت کو تسلیم نہیں کرتا اور وہ سلیمان سے بغاوت کرتا ہے۔

یہ تینوں خط اس نے ایک معتبر قاصد کو دیئے اور اس کو یہ تعلیم کیا کہ وہ اول پہلا خط سلیمان کو دے اگر خلیفہ اس خط کو پڑھ کر یزید ابن مہلب کو دیدے تو قاصد دوسرا خط اس کو دیدے اگر سلیمان دوسرا خط بھی یزید کو دیدے تو قاصد تیسرا خط اس کے حوالہ کردے۔ چنانچہ قاصد نے ایسا ہی کیا۔ جب سلیمان نے پہلا خط پڑھا اور پڑھکر یزید کو دیدیا تو قاصد نے دوسرا خط دیا سلیمان نے دوسرا خط بھی پڑھ کر یزید کے حوالہ کردیا۔ قاصد نے آخر کار تیسرا خط دیدیا اور سلیمان کے چہرہ کو دیکھتا رہا مگر سلیمان نے یہ خط بھی پڑھ کر یزید کو دیدیا اور اس کے چہرہ سے کوئی علامت رنج و غصہ کی ظاہر نہ ہوئی۔ سلیمان نے قتیبہ کے قاصد کے ساتھ ایک درباری کے ہاتھ خلعت فاخرہ اور حکم بحالی کا قتیبہ کے نام بھیجا۔ جب یہ دونوں حلوان مقام پر پہنچے معلوم ہوا کہ قتیبہ نے بغاوت شروع کردی ہے قاصد کے واپس آنے کا بھی انتظار نہیں کیا۔ یہ حال سنکر سلیمان کا قاصد خلعت و حکمنامہ لیکر لوٹ گیا اور قتیبہ کے قاصد نے خراسان میں پہنچکر اپنے آقا سے سب حال بمفصل بیان کیا۔

قتیبہ کو یہ حال سنکر اپنی مجنونانہ حرکت سے بہت پشیمانی ہوئی۔ مگر پھر بھی وہ اپنی بغاوت سے دست بردار نہ ہوا اور اپنے سرداروں اور عزیزوں کو جمع کر کے ان سے مشورت کی کہ اب کیا کیا جائے سب نے متفق الزبان یہ کہا کہ یقیناً سلیمان اس ناشایستہ حرکت کو کبھی معاف نہ کرے گا مگر ہاں جو بیش بہا خدمات قتیبہ نے اسلام کے لئے کئے ہیں شاید ان کے صلہ میں اس کی جان بخشی کردی جائے۔ قتیبہ نے جواب دیا کہ میں مرنے سے نہیں ڈرتا مجھکو صرف یہ رنج ہے کہ سلیمان ضرور خراسان کی حکومت یزید ابن مہلب کو دیدیگا اس سے میں مرنا ہزار درجہ بہتر سمجھتا ہوں۔ عبدالرحمن نے صلاح دی کہ بہتر یہ ہو کہ قتیبہ سمرقند کو چلا جائے اور وہاں پہنچکر اپنے ہمراہیوں سے سارا حال بیان کر کے ان سے کہدے کہ جس کا جی چاہے میرا ساتھ دے اور جس کو منظور ہو وہ سمرقند سے خلیفہ کے پاس چلا جائے۔

جو لوگ ساتھ دینے کا وعدہ کریں اُن کی تعداد کو جدید سمرقندی ملازمین سے قوت دی جائے۔ اسطرح ایک معقول جمعیت بہم پہنچ جائے گی۔ جب ہم یہ سامان کر چکیں اس وقت خلیفہ سے مخالفت کا اظہار اور اعلان کرنا چاہیے تاکہ کچھ کامیابی کی امید ہو۔ مگر قتیبہ کو اُس مجنونانہ حالت میں ایسی مصلحت آمیز صلاح کیونکر پسند آتی۔ وہ جنون کے جوش میں یہ چاہتا تھا کہ جو کچھ ہونا ہو وہ فوراً ہو جائے اس لئے اُس نے اپنے دوسرے بھائی عبداللہ کے مشورہ کو قبول کیا اور تمام سرداران لشکر کو جمع کر کے پہلے اُن سے اُن نمایاں فتوحات کا ذکر کیا جو اُن کو قتیبہ کی سرداری کے زمانہ میں حاصل ہوئے اور یہ بھی جتایا کہ اُس سے پہلے یزید ابن مہلب کی حکومت میں کسقدر ناکامیاں ہوئی تھیں۔ پھر اُن سے بیان کیا کہ سلیمان عداوت کی وجہ سے خراسان کی حکومت پر ایسے نالایق شخص کو مقرر کرنا چاہتا ہے۔

قتیبہ کے لشکریوں نے اس تقریر کو خاموش سنا اور کسی نے کچھ نہ کہا۔ اُن کی خاموشی سے قتیبہ کا جنون جوش میں آگیا اور اُس نے سرداران فوج کے حق میں نہایت ناشایستہ اور سخت الفاظ کہے اور کہا تم احسان فراموش ہو۔ فوج میں اس کی ناشایستہ گفتگو سے شورش پھیل گئی۔ ہر چند عبدالرحمن نے صلح کرانی چاہی مگر سود مند نہ ہوئی آخر کار فوج نے اس کے محل کو گھیر لیا اور دروازہ توڑ کر اُسکو قتل کر ڈالا۔ اس طرح اُس بڑے اسلامی جرنیل کا جس کی جرنیلی کے یورپین مورخ بھی قایل ہیں اور جس کو وسط ایشیا کا فاتح کہنا چاہیے چھیالیس ۴۶ برس کی عمر میں ۹۶ھ ہجری میں خاتمہ ہوا۔

۹۴ھ میں قتیبہ نے ایک بڑے آتشکدہ کو توڑ کر بخارا میں ایک بہت بڑی جامع مسجد تعمیر کرائی تھی اور یہ حکم دیا تھا کہ جو شخص یہاں نماز پڑھے اس کو دو درہم انعام ملے۔ دوسری تدبیر اشاعت اسلام کی قتیبہ نے یہ کی تھی کہ اُس نے بخارا میں اپنی فوج کا ایک ایک سپاہی ہر گھر میں رکھا جو نہ صرف اس گھر کی نگرانی کرتا تھا بلکہ اُس گھر کے لوگوں کو دین کی تلقین کرتا تھا اور چونکہ دین اسلام نہایت قرین عقل اور برحق ہے اس لئے بہت جلد باشندوں نے اُس کو قبول کر لیا۔

قتیبہ کے بعد یزید ابن مہلب خراسان کا حاکم مقرر ہوا۔ اس نے اس خیال سے جرجان و طبرستان کے فتح کرنے کی تیاریاں کیں کہ ان دونوں ممالک کو ابھی تک کسی اسلامی جرنیل نے فتح نہیں کیا تھا۔ علی الخصوص اس لئے کہ قتیبہ سے یہ ملک فتح ہونے سے بچ گئے تھے قتیبہ نے چند مرتبہ حجاج ابن یوسف سے ان ممالک کے فتح کرنے کی درخواست کی تھی مگر حجاج نے اس خیال سے اجازت نہیں دی تھی کہ یہ

حالانکہ نہایت دشوار گزار ہیں مبادا کہیں مسلمانوں کو شکست ہو جائے اور اس کی بدنامی ہو۔
جرجان حقیقت میں مغربی ایشیا کی کنجی تھا۔ اس کی فصیلیں نہایت مستحکم تھیں اور بحر ایزاف کے ساحل تک طویل تھیں جس سے ترکی قزاقوں سے اس ملک کی حفاظت ہوتی تھی۔ جب ترکوں نے اسپر متواتر حملے کئے اور اہل شہر نے کسی طرح ان سے عقب گزاری ممکن نہ دیکھی انہوں نے ترکوں کو سالانہ خراج دینا قبول کیا۔

اسی طرح جب حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں سعید ابن العاص نے جرجان پر حملہ کیا تو اس مملکت نے چالیس ہزار دینار، یا بعض اقوال کے موافق بیس لاکھ درہم دیکر صلح کرلی اور سعید وہاں سے چلا آیا۔ سعید کے بعد کسی اسلامی افسر نے جرجان کی طرف توجہ نہیں کی تھی۔

جب یزید خراسان کا حاکم مقرر ہوا اس نے اپنے بیٹے مخلد کو اپنا نایب مقرر کیا اور اس کو خراسان میں چھوڑکر ایک لاکھ کی جمعیت سے جرجان پر چڑھائی کی۔ پہلا شہر جو ملک جرجان میں اس کو ملا وہ دہستان تھا۔ یہاں کے باشندہ ترک تھے۔ اس کو فتح کرکے وہ جرجان کی طرف روانہ ہوا۔ جرجان کے قریب ایک سخت لڑائی ہوئی جس میں والی جرجان کو جس کا لقب مرزبان تھا شکست ہوئی اور اس نے اپنی عادت کے موافق تین لاکھ درہم دیکر صلح کرلی۔

یزید نے یہاں کچھ فوج چھوڑی اور خود جنوب مغرب کی طرف طبرستان پر حملہ کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ حاکم طبرستان نے اہل دیلم سے امداد طلب کی اور خود ایک دشوار گزار کوہستان میں پناہ گزیں ہوا اور وہاں کے دروں کو مستحکم کرلیا۔ علاوہ ازیں جرجان کے مرزبان کو عہدشکنی پر راضی کرلیا اس نے جرجان کی محافظ فوج پر حملہ کیا اور چند مسلمانوں کو قتل کرڈالا باقی نے موضع حسین میں پناہ لی جب مرزبان کی مخالفت کی خبر یزید کو پہنچی وہ بہت پریشان ہوا اور ناچار طبرستان کے حاکم سے صلح کرلی اور ستر ہزار دینار اور پانسو غلام اس سے بطور نذرانہ وصول کئے۔

اس مہم سے فراغت کرکے وہ بسرعت تمام جرجان پر پڑا اور قسم کھائی کہ اہل جرجان کو اس بغاوت کے جرم میں اس قدر قتل کردوں گا کہ ان کے خون سے پن چکی چلے اور اس کے پسے ہوئے آٹے کی روٹی کھاؤں۔ جرجان کے مرزبان نے یزید کی مراجعت کی خبر سنکر ایک نہایت درجہ مستحکم قلعہ میں پناہ لی جسپر حملہ کرنا نہایت درجہ مشکل تھا سات مہینے تک یزید نے اس کا محاصرہ کیا مگر کچھ مطلب حاصل نہوا

ایک روز اتفاق سے ہیاج نامی یزید کا ایک رفیق اپنا کتا ساتھ لیکر شکار کو گیا کتا شکار کے پیچھے بھاگا اور ہیاج بھی اس کے پیچھے جنگل میں ہو لیا اور تاکہ راہ گم نہ کرے اپنی دستار کو پھاڑ کر درختوں کی شاخوں میں چیتھڑے باندھتا گیا یہاں تک کہ وہ اس قلعہ کے پاس پہنچ گیا یہاں سے وہ خوشی خوشی واپس آیا اور یزید سے کہا کہ چار ہزار دینار دو تو میں قلعہ کی راہ بتا دوں۔ یزید نے بہت خوشی سے اس کی درخواست منظور کی اور کہا کہ میں دس ہزار دینار دیتا ہوں۔ چنانچہ ہیاج تین سو آدمی لیکر رات کو روانہ ہو گیا اور ایک شبانہ روز میں اس موقع پر پہنچا ادہر سے یزید نے قلعہ پر حملہ کیا آخر کار قلعہ فتح ہو گیا اور یزید نے جرجان کے شہر کو حملہ کرکے فتح کر لیا اور یہاں بہت آدمیوں کو بغاوت کے جرم میں قتل کیا اور قسم اُتارنے کے لئے چند قیدیوں کو لب دریا لیگئے جہاں پن چکی چلتی تھی اور ان کا خون اس دریا میں گرا دیا اور اس پن چکی کا پسا ہوا آٹا لاکر یزید کو دیا۔

یہاں سے بہت کچھ مال غنیمت حاصل کرکے یزید مرو میں واپس آیا اور ایک مبالغہ آمیز رپوٹ اپنی فتوح اور حاصل شدہ مال غنیمت کی سلیمان کے پاس بھیجی۔ بعض غمازوں نے سلیمان سے کہا کہ یزید کا خیال بغاوت کا ہے بہتر یہ ہے کہ کسی کو بھیجکر اس سے کل مال غنیمت وصول کر لیا جائے تاکہ اسکو بغاوت کی جرأت نہو۔ مگر سلیمان کو اس کام کی مہلت نہ ملی اور ۹۹ھ ہجری میں سلیمان نے وفات پائی اور اس کی جگہہ عمر ابن عبدالعزیز خلیفہ ہوا۔

اس خلیفہ نے یزید ابن مہلب کو خراسان کی امارت سے معزول کرکے بصرہ میں واپس بلا لیا اور اس جرم میں قید کر دیا کہ جو کچھہ مال اس نے جرجان و طبرستان سے وصول کیا تہا وہ فہرست کے موافق خلیفہ کے پاس نہیں بھیجا لیکن کہتے ہیں کہ یہ صرف بہانہ تھا اصل وجہ یہ تہی کہ خراسان کے نومسلموں نے یزید کی سختی کی شکایت خلیفہ سے کی تہی اور عمر کو یہ منظور نہ تہا کہ اشاعت اسلام میں سختی اور تشدد کیا جائے۔ عمر ابن عبدالعزیز نے ۱۰۱ھ میں انتقال کیا اور یزید ابن عبدالملک اس کا جانشین ہوا۔ اس خلیفہ کے عہد میں یزید ابن مہلب قید سے بھاگ گیا اور بغاوت کا علم بلند کرکے بصرہ پر قابض ہو گیا مگر ۱۰۲ھ ہجری میں مسلمہ نے جو عراقین کا حاکم تھا ایک لڑائی میں یزید کو شکست دی اور وہ مارا گیا۔ باقی آل مہلب جرجان کی طرف بھاگ گئے اور وہاں سب کے سب قتل ہوئے۔ مسلمہ کی طرف سے سعد ابن عبدالعزیز خراسان کا حاکم مقرر کیا گیا۔ اس کی ابتدائے حکومت میں

اہل خجند اور فرغانہ نے بغاوت کی اور شاہِ سمرقند کے مشرقی سرحد پر فساد برپا کیا۔ شاہ سمرقند نے مرو سے اُن کے برخلاف اعانت طلب کی مگر سعد نے مدد کے بھیجنے میں اس قدر دیر لگائی کہ اس نے ناچار ترکوں سے کسی نہ کسی طرح صلح کر لی لیکن جب عربی فوج سمرقند میں پہنچی شاہ سمرقند عربوں کے ساتھ ہو گیا۔ اسپر ترکوں نے شاہ سمرقند پر حملہ کر کے اُس کے تین ہزار آدمی قتل کر ڈالے۔ چونکہ اُس زمانہ میں عراقی لشکر کو مہمات آرمن و خزر سے فراغت نہ تھی اور اقوام خزر اور قبچاق کی لڑائی میں عربوں کو اکثر ناکامی حاصل رہی اس سبب سے سلطنت کے مشرقی حصّہ کی طرف زیادہ توجہ نہیں کی گئی اور یہاں کے معاملات توقف میں رہے۔

سنہ ۱۰۳ ہجری میں سلمہ کی جگہہ عمرو ابن ہبیرہ عراقین کا حاکم ہوا اور اس نے خراسان کی امارت پر سعد ابن عمرو الحرشی کو مقرر کیا۔ عمرو الحرشی بخارا کی طرف سے فرغانہ پر حملہ آور ہوا۔ اور شاہِ فرغانہ کو قلعہ میں گھیر لیا۔ جب بادشاہ فرغانہ بتنگ ہوا اس نے ایک لاکھ درہم تاوانِ جنگ ادا کر کے متابعت اختیار کی لیکن دوسرے روز اس نے دس ہزار کی جمعیت سے یکایک مسلمانوں پر شب خون مارا مسلمانوں نے سنبھلکر اہل فرغانہ پر حملہ کیا اور شاہ فرغانہ کو معہ دو ہزار آدمیوں کے قتل کر ڈالا۔

سنہ ۱۰۴ ہجری میں ابن الحرشی کی جگہہ مسلم ابن سعید بھیجا گیا۔ مسلم ابن سعید کو ترکوں نے چند شکستیں دیں اور وہ شکست کھا کر ناچار دریائے بلخ سے پار ہوا۔ اس سے ترک بہت قوی اور چیرہ دست ہو گئے۔

سنہ ۱۰۵ ہجری میں ہشام امور خلافت پر متمکن ہوا اُسنے خالد ابن عبد اللہ القیشری کو عراقین کا حاکم مقرر کیا اور خالد کے بھائی اسد کو ایک زبردست لشکر کے ساتھ ترکوں کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ اس لڑائی میں خالد اور اسد دونوں ناکام رہے۔ تین برس تک انہوں نے دریائے بلخ سے پار ہو کے سعدان پر متواتر حملے کئے مگر تینوں مرتبہ اُن کو ناکام لوٹنا پڑا۔ اسد اس ناکامی سے بہت ہی رنجیدہ ہوا اور اس نے اپنے لشکر کے جرنیلوں اور سرداروں کی ریش و بروت کاٹ کے اور لکڑیاں مار کر قید کر لیا اور اپنے بھائی خالد کے پاس بھیج دیا۔ ان سرداروں میں نصر ابن سیار بھی تھا۔ خلیفہ اسد کی اس مجنونانہ حرکت سے بہت ناراض ہوا اور اس نے اسد کو فوراً معزول

کر دیا اور اُس کی جگہہ اشرس ابن عبد اللہ کو شرقی فوج کا افسر مقرر کیا لیکن اشرس بھی اسد و خالد کی طرح ترکوں کے مقابلہ میں ناکام رہا اور بہت بڑی شکست کھائی۔ خلیفہ نے اس کی جگہہ جنید ابن عبد الرحمن کو مقرر کیا جو ایک بہت بڑا لائق سردار تھا۔

اسی زمانہ میں خلیفہ نے جراح بن عبد اللہ الحکمی کو ولایت خزر کی طرف روانہ کیا کیونکہ وہاں ترکوں نے بہت سرتابی کر رکھی تھی۔ جراح نے خزر کے باغیوں کو بہت قتل و غارت کر کے آذربائجان کو مراجعت کی اور اپنی فوج کو متفرق کر دیا۔

اس عرصہ میں شاہ خزر نے ترکوں کے خاقان سے اور جوانب و اطراف کے ترکی سرداروں سے اعانت طلب کی اور اُن کی مدد سے تین لاکھ لشکر جمع کیا اور دربند سے گزر کر اسلامی ملک میں قتل و غارت شروع کر دیا۔ یہ خبر سنکر جراح تھوڑی سی جمعیت سے اردبیل سے خزر کے لشکر کی طرف روانہ ہوا اور جبل سولان کے دامن میں خیام لشکر برپا کئے۔ جراح کے ایک سردار مروان شاہ نے یہ صلاح دی کہ بہتر ہے کہ ہم اس کوہ پر اپنے مقام کو مستحکم کریں اور خلیفہ سے اعانت طلب کریں کیونکہ دشمنوں کی تعداد بہت زیادہ ہے مگر جراح نے یہ صلاح نہ مانی اور خلاف مصلحت ترکوں کی طرف بڑھ کر اُن سے لڑائی شروع کر دی۔ سب میں پہلے مروان شاہ میدان جنگ میں گیا اور بہت سے کافروں کو قتل کر کے شہید ہوا اس کے بعد جنگ مغلوبہ شروع ہوگئی اور دشمنوں کی کثرت سے مجاہدین میدان کارزار میں قایم نہ رہ سکے جراح کے ایک غلام نے باواز بلند مسلمانوں سے کہا کہ بہشت چھوڑ کر دوزخ کی طرف کیوں جاتے ہو۔ یہ سنتے ہی مسلمان پھر لوٹ پڑے اور یہاں تک لڑے کہ جراح شہید ہوا اور بکثرت مسلمان ہلاک ہوئے اور جراح کے زن و فرزند گرفتار ہوگئے۔

اس شکست کے بعد ترک آذربائجان کے گرد و نواح میں پھیل گئے اور مسلمانوں کو قتل کرنا شروع کیا۔ جب اس شکست کی خبر ہشام کو پہنچی اس نے سعید بن عمرو الحرشی کو ترکوں کے مقابلہ کے لئے بہت لشکر کے ساتھ بہت جلد روانہ کیا۔ سعید شام سے آذربائجان کی طرف روانہ ہوا۔ ارض روم میں اُس کے پاس جراح کی فوج کے باقی ماندہ سپاہی پہنچے اور جراح کا حال بیان کیا یہ سنکر سعید اور سب مسلمان بہت روئے سعید ان سب کو ساتھ لیکر ارض روم سے شہر اخلاط میں پہنچا اور اس کو فتح کر کے بہت سے کافروں کو قتل کیا۔ جب قلعہ برزند پہنچکر اس نے سنا کہ ترکی خاقان کا بیٹا ایک اسلامی قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے ہے

سعید نے ایک ایرانی ملک زادہ کو جس کو خداوند اسپ ابلق کہتے تھے قلعہ کی طرف اس عرض سے بھیجا کہ تم اہل قلعہ کو ہشیار کردو کہ مدد بہت قریب ہے دل نہ ہارنا۔ شہزادہ فوراً قلعہ کی طرف روانہ ہوا راہ میں چند ترک ملے انہوں نے اس سے پوچھا تو کون ہے اور کہاں جاتا ہے۔ شہزادہ نے کل حال اُن سے سچا سچا بیان کردیا۔ ترکوں نے کہا اگر تجھ کو جان عزیز ہے تو بہتر یہ ہے کہ قلعہ کے پاس جاکر اہل قلعہ سے یہ کہہ کہ تمہاری مدد بہت دور ہے تم ناحق مشقت اُٹھاتے ہو بہتر یہ ہے کہ کچھ شرط کرکے ہتیار ڈالدو۔ شہزادہ نے کہا کہ اچھا میں ایسا ہی کروں گا۔

جب ترک اس کو قلعہ کی فصیل کے نیچے لے گئے شہزادہ نے دلیرانہ اہل قلعہ کو سعید کے بیلقان تک پہنچنے کا مژدہ سنایا جس سے اہل قلعہ نے خوشی کے نعرے مارے اور بآواز بلند تکبیریں کہیں۔ ترکوں نے جلکر شہزادہ کے ٹکڑے ٹکڑے کرڈالے۔ اللہ اکبر اس زمانہ کے مسلمانوں میں کس قدر حمیت اسلام تھی۔ ترکوں نے سعید کے آنے کی خبر سنکر محاصرہ چھوڑ دیا اور آردبیل کی طرف چلے گئے اور اہل قلعہ سے ہزار جوان سعید کے لشکر میں داخل ہوئے اور سعید ترکوں کی طرف روانہ ہوا۔ راہ میں ایک شخص نے اطلاع دی کہ فلاں موضع میں دس ہزار اہل خزر پانچ ہزار مسلمانوں کو قید کئے ہوئے ہیں۔ سعید نے یہ خبر سنکر فوراً اون پر تاخت کیا اور یکایک اُن تک پہنچکر اُن کو قتل کرڈالا اور مسلمانوں کو رہا کیا۔

چند ترک بھاگ کر خاقان کے بیٹے کے پاس پہنچے اور اُس کو اطلاع دی۔ سعید مظفر و منصور بہت مال غنیمت حاصل کرکے اپنے قیامگاہ کی طرف لوٹا۔ ابھی وہ قیام گاہ تک نہ پہنچا تھا کہ وہی شخص جس نے پہلے خبر دی تھی پھر سعید کے پاس آیا سعید نے اُس کو دیکھکر یہ کہا کہ اے شخص تو کہاں تھا میں تو تجکو تلاش کر رہا تھا کہ میں نے تیرے لئے انعام رکھ چھوڑا ہے اس مرد مسلمان نے عالی ہمتی سے یہ جواب دیا کہ اے سعید وہ انعام تیرے پاس زیادہ محفوظ رہے گا میں تو اس لئے آیا ہوں کہ تجھکو ایک دوسرے شکار کی طرف رہنمائی کروں۔ حال یہ ہے کہ یہاں سے قریب ایک جمعیت اہل خزر کی جراح کے زن و فرزند کو قید کئے ہوئے پڑی ہے اُن کے پاس بہت مال ہے اور وہ اپنے وطن کی طرف جارہے ہیں یہ موقع ہے اگر تو چاہے تو وہ ہاتھ لگ سکتے ہیں۔

یہ خبر سنتے ہی سعید نے فوراً اپنے لشکر کو اس طرف روانہ ہونے کا حکم دیا اور اُس مرد خدا کی رہبری سے ترکوں کے سر پر بے خبر پہنچگیا اور اُن کو قتل کرکے جراح کے زن و فرزند کو چھڑا لیا اور فرودگاہ کو واپس آیا

چند روز کے بعد پھر وہی شخص سفید گھوڑے پر سوار سعید کے پاس آیا اور کہا کہ خبردار ہو جاؤ کہ خاقان کا بیٹا چالیس ہزار کی جمعیت سے تمہاری طرف لڑنے کو آرہا ہے۔ سعید نے پھر اس شخص کو خدمات کا صلہ دینا چاہا اور اس نے جواب دیا کہ جلدی کیا ہے دیکھا جائے گا تم پہلے جہاد سے فارغ ہو جاؤ۔ سعید نے لڑائی کی تیاری کی تھی کہ خاقان کے بیٹے کا لشکر نمودار ہوا اور آپس میں لڑائی شروع ہو گئی شام تک لڑائی برپا رہی اور مغلوں کو شکست ہوئی۔

سعید مال غنیمت جمع کرکے اپنے خیمہ گاہ کو لوٹ آیا۔ علی الصباح وہی شخص پھر سعید کے پاس آیا اور کہا کہ تم کس خواب و خرگوش میں مبتلا ہو ہوشیار ہو جاؤ کہ خاقان کے بیٹے نے اپنے مفرورین کو از سر نو جمع کر لیا ہے اور وہ تمہاری طرف بڑھ رہا ہے۔ یہ سنتے ہی سعید لڑائی کے لئے تیار ہو گیا اتنے میں ترک بھی آپہنچے اور لڑائی شروع ہو گئی۔ اس لڑائی میں سعید کے ہاتھ سے خاقان کا بیٹا زخمی ہوا اور دوبارہ مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی اور اس قدر مال غنیمت ہاتھ لگا کہ خمس خلیفہ کے لئے نکال کر سعید نے چالیس ہزار آدمیوں پر جو مال تقسیم کیا تو ہر آدمی کو ایک ہزار سات سو دینار ملے۔

اس فتح کے بعد ترک خزر کو چلے گئے اور خلیفہ نے عمرو ابن الحرشی کو اپنے پاس بلا لیا اور آذربائیجان اور شیروان کی حکومت پر اپنے بھائی مسلمہ کو مقرر کیا اور مسلمہ نے خزر اور قبچاق پر اکثر حملے کئے اور فتوحات حاصل کیں۔

جب جنید ابن عبدالرحمٰن مرو میں پہنچا اس نے ترکوں کی لڑائی کا سامان فراہم کیا۔ پہلی لڑائی میں جنید کے مقابلہ میں خاقان ایک لاکھ ستر ہزار کا لشکر میدان میں لایا۔ جنید نے اس کو کامل شکست دی اور خاقان کے تین ہزار آدمی مارے گئے (۱۱۲ھ) اس لڑائی میں خاقان کا بھتیجا گرفتار ہو گیا۔ جنید دریائے بلخ سے عبور کرکے مرو کو واپس آیا اور وہاں موسم سرما بسر کیا۔

دوسرے سال اس نے آب جیحوں سے عبور کرکے اپنے کل لشکر کو تین حصوں پر تقسیم کیا۔ ایک دستہ دس ہزار کا سورا ابن الحر کے سپرد کیا گیا اور اس کو حکم دیا کہ سمرقند پر قبضہ کرے۔ دوسرا دستہ بسر کردگی عمر ابن حریم طخارستان کو بھیجا گیا۔ اور تیسرا دستہ اس نے اپنے ساتھ رکھا۔ جنید طخارستان کی طرف جا رہا تھا کہ راہ میں اس کو یہ خبر پہنچی کہ سمرقند میں ترکوں کے خاقان نے سورا کو گھیر رکھا ہے یہ خبر پاکر جنید فوراً سمرقند کی طرف روانہ ہوا۔ مگر اس کی فوج اس قدر پھیلی ہوئی تھی کہ اس کے ہمراہ صرف

قلیل فوج ہو گئی تھی - وہ سمرقند سے آدھی دور پہنچا ہوگا کہ ترکوں نے اس کو آکر گھیر لیا - چونکہ جنید کی فوج بہت کم تھی اس لئے اُس کے بہت آدمی شہید ہوئے اور جنید کو مجبوراً ایک درہ کوہ میں پناہ لینی پڑی - اس درہ کوہ کو مستحکم کرکے اس نے اپنے جرنیلوں سے مشورہ کیا - افسروں نے کہا کہ اب کوئی چارہ نہیں ہے بجز اس کے کہ یا تو سورا کو پیام بھیجا جائے کہ وہ سمرقند سے ہماری مدد کرے یا ہم جس طرح بن سکے اُن تک پہنچیں - آخر کار یہ قرار پایا کہ سورا کو حکم دیا جائے کہ وہ سمرقند سے یہاں آئے

سورا حکم کے موافق بارہ ہزار کی جمعیت سے روانہ ہوا گو وہ یہ خوب جانتا تھا کہ جنید تک زندہ پہنچنا محال ہے جب سورا جنید سے تھوڑے فاصلہ پر پہنچا - ترکوں نے اس کے لشکر کو گھیر لیا اور معہ سورا کے کل لشکر کو قتل کر ڈالا صرف تین آدمی بچے -

اس عرصہ میں جنید نے موقع پاکر سمرقند کی طرف کوچ کیا مگر ترکوں نے پھر اس کو راہ میں گھیر لیا - جنید نے لشکر کے غلاموں کو جمع کرکے کہا کہ اگر تم لڑائی میں ہماری مدد کروگے تو ہم سب کو آزاد کر دیں گے - غلاموں نے یہ مژدہ سنکر آزادی کی خوشی میں اس قدر بلیغ کوشش کی اور ایسے جان توڑ کر لڑے کہ جنید دشمن کی صفوں کو چیرتا ہوا سمرقند میں پہنچ گیا - سمرقند سے جنید نے خلیفہ کے پاس قاصد بھیجا اور مدد طلب کی - خلیفہ نے اس کے پاس پچیس ہزار فوج روانہ کی - اس فوج کی مدد سے جنید نے دو سال کے عرصہ میں ماوراءالنہر سے دشمنوں کو نکال دیا اور تمام ملک میں اسلامی حکومت از سر نو قایم کی -

۱۱۶ھ ہجری میں خلیفہ نے جنید کو باوجود ان بے بہا خدمات کے صرف اس جرم پر معزول کیا کہ اُس نے یزید ابن مہلب کی بیٹی سے نکاح کر لیا تھا - اس کی جگہہ پر عاصم ابن عبداللہ مقرر کیا گیا - قبل اس کے کہ عاصم مرو میں پہنچے جنید نے استسقائے مرض میں وفات پائی -

۱۱۷ھ میں عاصم بھی معزول ہوا اور اسد ابن عبداللہ قشیری اس کی جگہہ پر نامزد ہوا - عاصم کے وقت میں حارث نامی ایک شخص نے بغاوت کی تھی اس کو اسد نے آکر فرو کیا اور حارث ترکوں کے خاقان کے پاس بھاگ گیا - خاقان نے اس کو فاراب میں جگہہ دی -

۱۱۸ھ ہجری میں اسد نے ترکوں پر حملہ کیا مگر بہت بڑی شکست کھا کے واپس آنا پڑا - دوسرے سال اسد نے زیادہ تیاری کرکے ترکوں پر چڑہائی کی اور خاقان کو کامل شکست دیکر ماوراءالنہر سے نکال دیا - خاقان کو اس کے ایک سردار نے مار ڈالا -

سنہ۱۲۰ ہجری میں اسد کا انتقال ہو گیا اور امارت خراسان پر نصر ابن سیار بھیجا گیا۔ اسلامی سلطنت میں جو اعلیٰ ترین جرنیل گزرے ہیں ان میں سے ایک عمدہ جرنیل نصر ابن سیار بھی تھا۔ جس قدر میدان میں اس کی بہادری اور جرنیلی نمایاں تھی اسی قدر یہ شخص ہر دل عزیز بھی تھا۔ اس کی نیکیوں کی وجہ سے اس کا لشکر اس پر جان فدا کرتا تھا۔ جس قدر یہ ہر دل عزیز تھا ویسا ہی سخی و کریم بھی تھا۔ مگر افسوس ہے کہ اس کے زمانہ میں خلفائے بنی امیہ نہایت درجہ کمزور اور نالائق تھے اور وہ اس کا پورا پورا ساتھ نہ دے سکے۔ اس کے وقت میں ترکوں کے خاقان کا نام کرسول تھا۔ نصر نے اس کے مغلوب کرنے کے لئے تین دفعہ اس پر فوج کشی کی۔ دو دفعہ کی فوج کشی کا تو کوئی نتیجہ نہ نکلا تیسری بار اس نے مقام تاش پر حملہ کیا اور خاقان کو گرفتار کر کے اُس کو قتل کر ڈالا۔

اس فتح کے بعد اس نے فرغانہ پر ایک مسلمان گورنر مقرر کیا۔ مقامات اشرسانہ اور شاش نے مسلمانوں کی متابعت اختیار کر لی۔

اس کے بعد نصر کو اُن مشکلات سے روبکار ہونا جو اس کے بس کی نہ تھیں یعنی ۱۲۶ھ میں نصر نے لشکریوں کے کل رسومات یعنی تنخواہ وغیرہ نہ دی اسکی شکایت اہل لشکر نے حذیفہ کرمانی سے کی۔ حذیفہ کرمانی نے لشکریوں کی سفارش نصر سے کی مگر نصر نے اس کا کہنا نہ مانا اور آپس میں تیز کلامی واقع ہوئی اور نصر نے حذیفہ کو قید کر لیا حذیفہ کے ساتھیوں نے اس کو قید سے چھوڑا لیا اور بہت لوگ اس کے ہمراہ نصر کے خلاف ہو گئے۔ جب نصر نے دیکھا کہ حذیفہ کی قوت بہت بڑھ گئی ہے اُس نے اُس کی خوشامد کرنی شروع کی اور آخر کار اپنی جماعت کی تقویت کے لئے اس نے حارث بن شریح کو ماوراء النہر کی حکومت سے بدلکر مرو میں بلا لیا۔ یہ حارث بن شریح وہ شخص تھا جس نے عاصم کے زمانہ میں بغاوت کی تھی اور آخر کار خاقان کے پاس بھاگ گیا تھا۔ اس کا قصور معاف کر کے نصر نے اس کو ماوراء النہر کی حکومت پر مقرر کیا تھا۔ حارث نے مرو میں پہنچکر خلیفہ مروان کے خلاف سازش شروع کی تاکہ اُسکو معزول کر کے شوری کو خلیفہ کیا جائے۔ نصر اس کے خلاف تھا اس لئے ان دونوں میں لڑائی ہوئی۔

جب حارث مغلوب ہوا وہ حذیفہ کرمانی سے جا ملا۔ چار روز تک ان دونوں سے نصر لڑتا رہا آخر کار نصر مغلوب ہو کر مرو سے نکل گیا۔ جب مرو حذیفہ اور حارث کے ہاتھ آ گیا اُن دونوں میں لڑائی ہو گئی۔ اس لڑائی میں حارث اور اس کا بیٹا اور بنی تمیم کے بہت سے آدمی معرض قتل میں آئے۔

نصر نے ۱۲۹ھ ہجری میں سلم بن احوز کو ایک جماعت کے ہمراہ حذیفہ کے برخلاف روانہ کیا مگر اسکو شکست ہوئی۔ اس کے بعد نصر خود کرمانی کی طرف روانہ ہوا دونوں لشکر مقابل میں بہت دن تک پڑے رہے دونوں نے اپنے خیمہ گاہ کو خندق اور دمدموں سے مضبوط کر رکھا تھا۔ اس اثنا میں ابو مسلم نے خروج کیا اور وہ ایک بڑی جمعیت سے نصر اور کرمانی کے لشکر کے مابین خیمہ زن ہوا اور کرمانی کو پیام بھیجا کہ ہم تم ملکر نصر کا مقابلہ کریں۔

جب نصر کو یہ حال معلوم ہوا تو اس نے حذیفہ کے پاس پیام بھیجا کہ مسلم کے اتحاد پر مغرور نہو اس سے تجھکو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا بلکہ بہتر یہ ہے کہ تو مرو کو لوٹ جائیں بھی وہاں آتا ہوں ہم تم آپس میں عہد نامہ لکھ لیں گے۔ کرمانی نصر کے کہنے کے موافق مرو کو لوٹ آیا اور نصر بھی وہاں پہنچا۔ یہ قرار پایا کہ تلو سنو آدمیوں کی جمعیت کے ساتھ دونوں ایک مقام پر ملیں اور مصالحت کی شرائط کا فیصلہ کرلیں حسب قرارداد دونوں ایک مقام پر پہنچے مگر طرفین کا یہ خیال تہا کہ کسی طرح مقابل کو مارڈالیں۔ نصر کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے حذیفہ کرمانی کو قتل کرڈالا اور اس کا بیٹا علی اپنے ہمراہیوں کے ساتھ ابو مسلم سے جاملا۔

تھوڑے دن کے بعد وہ حضر ابو مسلم کے پاس سے بھی ناراض ہوکر چلا آیا اور نصر سے آملا مگر تھوڑے ہی دن میں نصر کے پاس چلا گیا اور ابو مسلم کے پاس قاصد بھیجا کہ اس سے موافقت پیدا کرے ادہر نصر نے بھی ابو مسلم سے متحد ہونے کی درخواست کی ابو مسلم کے ساتھیوں نے کرمانی کے بیٹے کی استدعا قبول کی اور نصر کا ایلچی ناکام واپس آیا۔

کرمانی کا بیٹا آدہے مرو پر قابض ہوگیا اور آدھا مرو نصر کے پاس رہا اور ایک عرصہ تک دونوں میں لڑائی ہوتی رہی۔ اس عرصہ میں ابو مسلم بھی مرو میں آپہنچا اور ربیعہ اور یمانیہ نصر کو چھوڑ کر ابو مسلم سے جاملے اس سبب سے نصر کی قوت بہت کم ہوگئی اور مخالفین کی تعداد بڑھ گئی۔

نصر مرو سے سرخس کو بھاگ گیا اور حاکم عراق سے امداد طلب کی مگر وہاں سے کچھ مدد نہ آئی۔ سرخس سے وہ نشاپور کو گیا۔ وہاں اس کے پاس کچھ فوج جمع ہوگئی مگر قحطبہ بن شبیت جسکو ابو مسلم نے نصر کے تعقب میں بھیجا تھا وہاں پہنچا اور نصر کو شکست ہوئی۔ یہاں سے نصر بھاگ کر جرجان میں پہنچا وہاں اس کے پاس کچھ فوج عراق سے پہنچ گئی مگر اسوقت اس فوج سے کیا کام نکل سکتا تہا۔ قحطبہ نے

دم لینے کی مہلت نہ دی وہاں پہنچ کر نصر کو دوبارہ شکست دی نصر جرجان سے ہمدان کو گیا۔ اور ہمدان سے وہ رے میں پہنچا۔ وہاں پہنچکر وہ بہت بیمار ہوگیا اور آخر کا بمقام ساوہ پچاسی سال کی عمر میں انتقال کیا۔ اور اس کے انتقال کے ساتھ بنی امیہ کا ستارہ ڈوب گیا ۱۳۱ھ (۷۴۸ء)

جب سے ابو مسلم نے اپنے لشکر کی امارت قحطبہ بن شبیب کو دی عباسیوں کو متواتر فتوح حاصل ہوتے رہے کیونکہ قحطبہ ایک نہایت بہادر اور عقلمند جرنیل تہا۔ سنہ ۱۲۹ ہجری میں قحطبہ امام کے پاس سے عباسی نشان ابو مسلم کے پاس لایا تہا کہ اس کے فوج کے ساتھ وہ علم رہے۔ اس علم کے لانے کے صلہ میں ابو مسلم نے قحطبہ کو امیر لشکر مقرر کیا۔ جب نصر سے فراغت حاصل ہوگئی قحطبہ نے طوس کو فتح کیا بعد ازاں جرجان پر چڑہائی کی۔

جرجان پر ایک بہت بڑی خونریز لڑائی لڑنی پڑی۔ جرجان کو فتح کرکے قحطبہ نے اپنے بیٹے کو رے کی طرف روانہ کیا۔ حاکم رے نے بے لڑے اطاعت قبول کی۔ جب جرجان کے فتح ہونے کی خبر یزید ابن ہبیرہ کو پہنچی جو عراق کا حاکم تہا اس نے عامر ابن صبارہ اور اپنے بیٹے داؤد کو جو کرمان میں تہے حکم بہیجا کہ تم عراق کی طرف روانہ ہو جاؤ کیونکہ قحطبہ اسی طرف آتا ہے۔ یہ دونوں ایک لاکھ کی جمعیت سے نہاوند کی طرف بڑہے کیونکہ انہوں نے یہ خبر پائی تہی کہ حسن بن قحطبہ ہمدان سے نہاوند کو گیا ہے۔ قحطبہ ان دونوں کے مقابلہ کی غرض سے رے سے قم میں پہنچا اور وہاں سے اصفہان کی طرف روانہ ہوا۔ اصفہان کے قریب دونوں لشکر ملاقی ہوئے اور دونوں لشکروں میں بڑی لڑائی واقع ہوئی اور جانبین سے بہت آدمی معرض قتل میں آئے مگر قحطبہ کی جرنیلی کے آگے کچہہ نہ چل سکی عامر مارا گیا اور داؤد بہاگ گیا۔

اس فتح کے بعد قحطبہ نے نہاوند کا محاصرہ کرلیا اور شامی باشندوں کی دغابازی سے شہر پر قبضہ کرلیا اور اہل شہر سے بہت لوگ مارے گئے۔ یہاں سے قحطبہ کوفہ کی طرف روانہ ہوا اور یہ سنکر داؤد ابن ہبیرہ بہی کوفہ میں پہنچا۔ دریائے فرات کے کنارہ پر داؤد سے اور قحطبہ سے لڑائی ہوئی۔ قحطبہ دریائے فرات سے پار ہونے میں اتفاقاً غرق ہوگیا۔ اور حسن بن قحطبہ نے داؤد کو شکست دیکر واسط پر چڑہادیا اور اہل کوفہ کی اعانت سے شہر پر قابض ہوگیا۔

جب حسن شہر پر قابض ہوگیا۔ ابو سلمہ جعفر بن سلیمان الخلال جسکو ابو مسلم نے وزیر آل محمدؐ کا عہدہ دیا تہا

حسن کے پاس آیا اور اہل کوفہ کو جمع کرکے ان پر اپنا عہدہ ظاہر کیا۔

اس کے بعد اس نے ایک قاصد مدینہ منورہ کو اس غرض سے بھیجا کہ اول جعفر بن محمود سے امر خلافت کے قبول کرنے کی استدعا کی جائے اور اگر وہ نامنظور کرے تو عبداللہ بن حسین سے استدعا کی جائے اور اگر وہ بھی نامنظور کرے تو عمر بن علی کو خلافت قبول کرنے کے لئے کہا جائے۔ مگر ابھی وہاں سے قاصد نہ پھرا تھا کہ ابوالعباس سفاح کو جو پہلے سے ابوجعفر منصور کے ہمراہ کوفہ میں پہنچ گیا تھا بغیر ابوسلمہ کی شورہ کے اہل کوفہ نے خلیفہ تسلیم کرلیا اور اس کے ہاتھ پر ۱۳۲ھ ہجری میں بیعت کرلی۔

باب ششم

زمانہ خلافت بنی عباس

جب ابوالعباس سفاح کوفہ میں خلیفہ ہوگیا اور اہل کوفہ نے اس کے ہاتھ پر بیعت کرلی مروان آخری خلیفہ بنو امیہ کا ایک لاکھ کی جمعیت سے موضع زاب پر خیمہ زن تھا۔ ابوالعباس نے عبداللہ بن علی کو ایک کثیر التعداد لشکر کے ساتھ مروان کے مقابلہ کے لئے بھیجا۔ عبداللہ نے پانچہزار سواروں کو حکم دیا کہ آب فرات سے پار ہوکر مروان پر حملہ کریں۔ چنانچہ عتبہ ابن موسیٰ نے پانچہزار سوار اپنے ہمراہ لئے اور دن بھر مروان کی فوج سے لڑکر واپس چلا آیا۔ مروان نے دوسرے روز اپنے بڑے بڑے جرنیلوں کی رائے کے برخلاف فرات پر ایک پل تیار کیا اور اس سے عبور کرکے دریا کے اس پار قیام کیا اور اپنے بیٹے کو تھوڑی سی فوج کے ہمراہ آگے روانہ کیا۔ عبداللہ نے مروان کے بیٹے کے مقابلہ کے لئے مخارق کو چار ہزار فوج دیکر آگے بڑھایا۔ اس لڑائی میں مخارق گرفتار ہوگیا اور عبداللہ کی فوج شکست کھاکر پسپا ہوگئی۔ عبداللہ نے اس کے بعد لشکر کو جنگ مغلوبہ کا حکم دیدیا۔ مروان کا شامی لشکر عبداللہ کے خراسانیوں کا مقابلہ نکرسکا اور خفیف لڑائی کے بعد بھاگ نکلا۔ بہت لوگ فرات سے عبور کرنے میں غرق ہوگئے۔ مروان بھاگ کے شام کو گیا۔ عبداللہ نے ابوعون کو تعقب میں بھیجا۔ شام میں ایک اور لڑائی ہوئی جس میں مروان کو پھر شکست ہوئی اور وہ مصر کی طرف بھاگا۔ اس تنہائی کے سفر میں اس کو کسی شخص نے راہ میں قتل کرڈالا (۱۳۲ھ ہجری)

حب مروان مارا جا چکا ابو العباس کے حکم سے بنی امیہ کے خاندان کے لوگ جہاں ملے قتل کئے گئے۔ اور خلفائے بنی امیہ کی قبریں کھدوا کر ان کی ہڈیاں تک نکلوا کر پھینکدی گئیں۔ ابو الجعفر المنصور نے اپنے بھائی ابو العباس سفاح کو ترغیب دی کہ ابو مسلم کو بھی قتل کرنا چاہئے مگر سفاح کو اس کی جرات نہوئی کیونکہ ابو مسلم کو تمام خراسان اور ایران میں لوگ بہت مانتے تھے یہاں تک کہ زمانہ حال میں بھی اوزبک اور دیگر قبایل ترکمان اس کا مرتبہ حضرت علیؓ کے بعد سمجھتے ہیں اور اس کی کرامتیں ان میں بہت مشہور ہیں۔

۱۳۶ھ میں ابو الجعفر المنصور اور ابو مسلم دونوں ساتھ حج بیت اللہ کو گئے اور راستہ میں ان دونوں کا باہمی عناد نہایت درجہ بڑھ گیا۔ راہ میں ان کو خبر پہنچی کہ ابو العباس سفاح نے موضع انبار میں انتقال کیا۔ سفاح کے عہد میں بہت مسلمانوں کا خون ہوا اس لئے اس کا لقب سفاح یعنی خونریز مشہور ہو گیا۔ سفاح کی جگہہ ابو جعفر منصور امر خلافت پر متمکن ہوا۔ سفاح کے چچا عبد اللہ نے جو شام کا حاکم تھا خلافت کا دعویٰ کیا گیا منصور نے اس کے مقابلہ کے لئے ابو مسلم کو مقرر کیا۔ گو دل میں وہ ابو مسلم کا جانی دشمن تھا مگر بالفعل اس سے بہتر کوئی اور شخص اس مہم کو انجام دینے کے قابل نہ تھا۔

جب عبد اللہ کو یہ خبر پہنچی کہ اس کے مقابلہ کے لئے ابو مسلم نامزد ہوا ہے اس نے اس خوف سے کہ کہیں ابو مسلم سے اس کے لشکر کے خراسانی ملازم مل نہ جائیں سب کو قتل کر ڈالا اور صرف شامی لشکر سے ابو مسلم کا مقابلہ کیا۔ پانچ ماہ تک دونوں لشکروں میں متفرق لڑائیاں ہوتی رہیں اور کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ ابو مسلم نے آخر کار یہ ترکیب کی کہ اپنے لشکر کے میمنہ کے سردار حسن بن قحطبہ کو حکم دیا کہ تم لڑکر یکایک دشمن کے روبرو سے بھاگ جاؤ چنانچہ حسن نے ایسا ہی کیا

عبد اللہ کے لشکر کے ایک بڑے حصہ نے نادانی سے حسن کے لشکر کا تعقب کیا اور بہت دور تک نکل گیا۔ ابو مسلم اس کا منتظر تھا اس نے اپنے کل لشکر سے عبد اللہ کے باقی ماندہ فوج پر حملہ کر دیا۔ عبد اللہ کی فوج تعداد میں بہت تھوڑی رہگئی تھی وہ ابو مسلم کے کثیر التعداد لشکر کا مقابلہ نکر سکی اور بھاگ نکلی۔

عبد اللہ بھاگ کر اپنے بھائی سلیمان والئی بصرہ کے پاس جا چھپا اور بہت دن تک پوشیدہ رہا۔ جب منصور کو اس کا پتہ لگا اس نے گرفتار کر کے اسے قیدخانہ میں ڈالدیا۔ اور غالباً اس کو وہاں قتل کر ڈالا اب منصور کو ابو مسلم کے قتل کرنے کی فکر ہوئی۔ ابو مسلم پہلے ہی منصور سے مشکوک تھا اس لئے منصور کی

اجازت کے بغیر خراسان کی طرف روانہ ہوگیا۔ جب منصور کو اس کے روانہ ہونے کی خبر پہنچی اس نے ایک فرمان اس مضمون کا جاری کیا کہ شام اور مصر کی امارت پر ابوسلم کو مقرر کیا گیا اور اس فرمان کے ساتھ منصور نے ابوسلم کو یہ خط لکھا کہ تم مجھ سے ملتے ہوئے اپنی جدید حکومت پر جانا۔ ابوسلم نے اس کا جواب خلیفہ کو یہ لکھ بھیجا کہ میں مصر و شام سے خراسان کی حکومت کو زیادہ پسند کرتا ہوں کیونکہ میں نے خراسان کو بزور شمشیر فتح کیا ہے۔ منصور نے پھر اور بھی زیادہ خوشامدانہ خطوط لکھکر ابوسلم کو اپنے پاس بلانا چاہا مگر ابوسلم نے اس کا یہ جواب لکھا کہ اب ملک میں کوئی دشمن حضور کا باقی نہیں رہا سارا ملک دشمنوں سے پاک و صاف ہوگیا حضور کو میری کوئی ضرورت باقی نہیں رہی میں دور سے حضور کی خدمتگزاری کے لئے ہمیشہ کمربستہ اور فرمانبردار رہوں گا مگر حضور کے مزاج سے مجھکو اپنی جان کا خوف ہے اس لئے میں حضور کے پاس نہیں آتا خراسان کو جاتا ہوں۔

اس اثنا میں منصور نے یہ ترکیب کی کہ اس نے ابوداؤد کے نام جو خراسان میں ابوسلم کا نائب تھا یہ فرمان بھیجا کہ ہم نے تم کو خراسان کی امارت پر مقرر کیا تم کو چاہئے کہ ابوسلم کو خراسان میں داخل نہ ہونے دو۔ ابوداؤد نے ابوسلم کو یہ پیام بھیجا کہ اہل خراسان کو منصور کے حکم سے انحراف کرنا منظور نہیں ہے تم بغیر منصور کی اجازت کے خراسان میں داخل ہونے کا قصد نہ کرنا۔

آخرکار ابوسلم ناچار خلیفہ کے پاس لوگوں کے سمجھانے سے چلا گیا اور اثنار ملاقات میں خلیفہ نے اس کو قتل کرڈالا اور چھ لاکھ مسلمانوں کے خون کا بدلہ جو ابوسلم کے سبب سے قتل ہوئے تھے اس طرح لیا گیا (۱۳۷ھ ۷۵۴ء) ابوسلم کی عمر ۳۵ سال کی تھی۔

اس کو قتل کرکے منصور نے ابوسلم کے رفقا کو جو اس کے ساتھ کوفہ میں آئے تھے بہت کچھ انعام و اکرام دیکر راضی کرلیا۔

نیشاپور میں ابوسلم کے رفقا میں سے ایک شخص سنباد مجوسی تھا اس نے ابوسلم کے قتل کی خبر سنکر بغاوت اختیار کی اور ابوسلم کے بہت سے رفیقوں کو جمع کرلیا یہاں تک کہ اس کے پاس ایک لاکھ کا لشکر جمع ہوگیا اور نیشاپور سے لیکر رے تک تمام ملک اس کے ہاتھ آگیا۔ رے میں ابوسلم کا بیشمار خزانہ مدفون تھا وہ اس کے ہاتھ لگ گیا۔ اس سے اسکی قوت اور بھی بڑھ گئی منصور نے اس کی بغاوت کے فرو کرنے کے لئے جہور بن مرار عجلی کو مقرر کیا۔ جہور نے شہر ساوہ پر مجوسی کو شکست دیکر متفرق کردیا اور سنباد

طبرستان کو بھاگ گیا اور وہاں کے حاکم کے ہاتھ سے قتل ہوا۔
سنہ ۱۴۱ ہجری میں فرقہ روندیہ کا ظہور ہوا جو مسئلہ تناسخ کا قایل تھا اور یقین کرتا تہا کہ خدا خلیفہ کے جسم سے تعلق رکھتا ہے اور آدم کی روح نے اُن کے سردار عثمان بن نہیک میں ظہور کیا ہے۔ کوفہ میں اس فرقہ نے بغاوت کرکے منصور کو قتل کرنا چاہا تہا مگر بہ مشکل تمام وہ فرقہ قتل کیا گیا۔
اسی زمانہ میں (سنہ ۱۴۱ھ) سیبور نے صوبہ خراسان میں بغاوت کی۔ ابو داؤد و خالد ابن ابراہیم امیر خراسان نے اس کے فرو کرنے میں ہر چند کوشش کی مگر ناکام رہا۔ اسکی وفات کے بعد عبد الجبار خراسان کا حاکم مقرر ہوا اور وہ شیعوں سے ملکر باغی ہوگیا۔ آخر کار منصور نے اپنے بیٹے مہدی اور خازم ابن الخذیمہ کو عبد الجبار کے مقابلہ کے لئے بہیجا (سنہ ۱۴۲ھ) مگر قبل اس کے کہ یہ لوگ موقع پر پہنچیں عبد الجبار کے ہمراہیوں نے اُسکو قید کرکے اولٹا گدہے پر سوار کیا اور خلیفہ کے پاس بہیجدیا۔ خلیفہ نے اسکو قتل کرڈالا اس کے بعد خلیفہ نے اپنے بیٹے مہدی کو خراسان کا حاکم مقرر کیا اور چونکہ وہ صرف ۲۲ بیس سال کا تھا اس لئے ایک تجربہ کار شخص اس کی ماتحتی میں مقرر کیا گیا۔
سنہ ۱۴۵ھ میں منصور نے شہر بغداد کی تعمیر شروع کی اور سنہ ۱۴۹ھ میں شہر تیار ہوگیا۔
سنہ ۱۵۰ھ میں استادسی نامی ایک ایرانی نے بغاوت کی اور اہل ہرات و بادغیس سے تین لاکھ لشکر جمع کرکے خراسانی لشکر کو شکست فاش دی۔ یہ خبر سنکر منصور نے اپنے بیٹے مہدی کی اعانت کیلئے خازم ابن خذیمہ کو روانہ کیا۔ وہ خراسان سے ۲۰ بیس ہزار کا لشکر لیکر باغیوں کی طرف روانہ ہوا اور ایک خونریز لڑائی میں باغیوں کے ستر ہزار آدمی قتل کئے اور چودہ ہزار قید کئے۔
سنہ ۱۵۱ھ میں مہدی بغداد کو چلا گیا
سنہ ۱۵۲ھ میں حمید ابن قحطبہ خراسان کا حاکم مقرر ہوکر آیا اور اس نے مملکت کابل پر بکامیابی جہاد کیا
سنہ ۱۵۸ھ یعنی سنہ ۷۷۵ء میں منصور کا انتقال ہوگیا اور اس کا بیٹا مہدی امر خلافت پر متمکن ہوا اور سنہ ۱۵۹ھ میں حمید کی جگہہ ابو عون خراسان کی امارت پر مامور ہوا۔
سنہ ۱۶۰ھ میں یوسف ابن ابراہیم نے خراسان میں بغاوت کی مگر بہت جلد فرو ہوگئی۔ اسی سال میں ابو عون کی جگہہ معاذ ابن مسلم خراسان کا امیر ہوا۔
سنہ ۱۶۱ ہجری میں مرو کے قریب ایک موضع میں مقنع نے پیغمبری کا دعویٰ کیا۔ اسکی یہ تعلیم تہی کہ پہلے

ابو مسلم میں خدا نے ظہور کیا تھا اور اس کے بعد اب اس میں خدا ظاہر ہوا ہے۔ خراسان اور ماوراالنہر میں اس کے معتقد بکثرت جمع ہو گئے اور سفید جامگان یعنی سفید پوش کے لقب سے مشہور ہوئے۔

سنہ ۱۶۳ھ میں مقنّع نے کش کے قلعہ میں محصور ہو کر خودکشی کی اور اس کا سر مہدی کے پاس بھیجا گیا۔ سنہ ۱۶۹ھ میں مہدی کا انتقال ہوا اور اس کی جگہہ موسیٰ ابن مہدی معروف بہ ہادی اس کا جانشین ہوا۔ اسکی خلافت تین سال رہی۔

سنہ ۱۷۰ ہجری میں ہارون الرشید خلیفہ ہوا۔ ہارون الرشید کے زمانہ میں حسب ذیل خراسان کے گورنر ہوئے۔ جعفر سنہ ۱۷۱ھ عباس بن جعفر سنہ ۱۷۲ ہجری حمزہ سنہ ۱۷۶ ہجری۔ فضل ابن یحییٰ سنہ ۱۷۸ھ اس نے ماوراالنہر پر جہاد کیا اور خراسان میں ڈاکخانے اور مساجد کثرت سے تعمیر کئے۔ منصور الحمیاری سنہ ۱۷۹ ہجری جعفر ابن یحییٰ سنہ ۱۸۰ ہجری۔

جس طرح ہارون الرشید کا زمانہ علم وفضل و شان و شوکت کے لئے مشہور ہے اسی طرح خاندان برامکہ کے زوال کے لئے بھی تاریخ میں مشہور ہے۔ خاندان برامکہ میں وزارت ابتدائی زمانہ خلفائے بنو عباسیہ سے رہی۔ ہارون الرشید کے زمانہ میں خاندان برامکہ میں سے جعفر وزیر علم وفضل و داد و دہش میں اپنے آقا سے کم مشہور نہ تہا۔ ہارون الرشید یکایک جعفر سے ناراض ہو گیا اور اسکو مروا ڈالا اور اس کے بھائی فضل اور اس کے بڈھے باپ یحییٰ کو قید کر دیا۔

سنہ ۱۸۰ ہجری میں علی ابن عیسیٰ خراسان کا حاکم مقرر ہوا۔ جب اس کے جور و ظلم کی شکایتیں پے در پے خلیفہ کو پہنچیں ہارون الرشید نے سنہ ۱۸۹ ہجری میں خراسان کا دورہ کرنے کا ارادہ کیا۔ اور پچاس ہزار کی جمعیت سے اُدہر روانہ ہوا۔ جب وہ رَے میں پہنچا خراسان کے حاکم نے اس قدر بیبہا تحائف پیشکش کئے کہ ہارون الرشید نے بغیر تحقیقات کے اُس کو خراسان کی امارت پر بحال رکھا اور خود بغداد کو سنہ ۱۹۰ ہجری میں لوٹ آیا۔

سنہ ۱۹۱ ہجری میں رافع ابن لیث بن نصر بن سیار نے سمرقند میں بغاوت کی اور محمد بن سلیمان والیٔ سمرقند کو قتل کر کے شہر پر قبضہ کر لیا۔ خراسان کے حاکم علی ابن عیسےٰ نے اپنے بیٹے کو رافع کے مقابلہ کے لئے بھیجا مگر رافع نے اوسکو شکست دیکر قتل کر ڈالا۔ (سنہ ۱۹۱ھ)

جب ہارون الرشید کو یہ خبر پہنچی اس نے ہرثمہ بن اعین کو خراسان کی امارت پر بھیجا اور حکم دیا کہ رافع پر وہ فوراً لشکر کشی کرے اور ہرثمہ کے پیچھے خود بھی تھوڑے دن بعد اسی طرف روانہ ہوا۔ کرمانشاہ میں پہنچکر اس نے اپنے بیٹے مامون کو اپنے وزیر فضل کے ساتھ آگے روانہ کیا کہ مرو میں پہنچکر ہرثمہ کو رافع کے مقابلہ کے لئے ماوراء النہر میں بھیجے جو اس عرصہ میں تمام ملک کا مالک ہو گیا تھا اور اپنا صدر مقام بخارا میں مقرر کیا تھا۔

ہارون الرشید جرجان میں پہنچکر زیادہ علیل ہو گیا اور ناموافقت آب و ہوا کی وجہ سے طوس کو چلا گیا اور وہاں ۳ جمادی الثانی ۱۹۳ ہجری یعنی ۲۴ مارچ ۸۰۹ء میں پینتالیس برس کی عمر میں انتقال کیا اور طوس میں مدفون ہوا۔

ہارون الرشید نے اپنی زندگی میں اپنے بڑے بیٹے امین کو اپنا جانشین مقرر کر دیا تھا اور اپنے دوسرے بیٹے مامون کو اپنی مشرقی سلطنت کی حکومت عطا کی تھی۔ جس وقت ہارون الرشید کے انتقال کی خبر امین کو پہنچی اس نے فوراً تخت خلافت پر قبضہ کیا اور لوگوں سے بیعت لی۔ اسی طرح مامون نے مرو میں اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ مگر امین نے ہارون الرشید کی وصیت پر عمل نکیا اور اپنے بھائی کی مملکت پر قبضہ کرنے کی کوشش کی۔

پہلے تو امین نے یہ کوشش کی کہ کسی طرح مامون اس کے پاس بغداد میں چلا آئے لیکن جب مامون اسکے دھوکے میں نہ آیا تو اس نے علی ابن عیسیٰ کو پچاس ہزار لشکر دیکر مامون کی گرفتاری کے لئے روانہ کیا۔ مامون نے طاہر ابن الحسین ذوالیمینین کو رے پر علی کے مقابلہ کے لئے پہلے ہی سے مقرر کر رکھا تھا۔ دونوں لشکروں کا مقابلہ رے کے قریب موضع فلوس پر ہوا۔ طاہر کی جرنیلی علی ابن عیسیٰ کی بہادری پر کامیاب ہوئی اور علی معرض قتل میں آیا۔

مامون کے حکم سے طاہر بغداد کی طرف بڑھا۔ امین نے عبد الرحمن الحرشی اور حسن ابن علی کو حکم دیا کہ وہ طاہر کا مقابلہ کریں اور بغداد تک نہ آنے دیں۔ یہ دونوں جرنیل بغداد سے نکلکر قرماسین پر خیمہ زن ہوئے۔ مگر جب طاہر اون کے قریب پہنچا شامی لوگ بھاگ کر حلوان کو چلے گئے اور طاہر نے اون کا تعقب کر کے حلوان کو فتح کر لیا اور وہاں اس قدر عرصہ تک قیام کیا کہ مامون کے پاس سے ہرثمہ ابن اعین تیس ہزار لشکر سے اوسکی مدد کے لئے حلوان پر پہنچ گیا۔ یہاں سے

یہ دونوں جرنیل اہواز اور بصرہ پر بڑھے اور دونوں شہروں کو فتح کر لیا۔
امین نے بغداد سے چند لشکر ان کے مقابلہ کے لئے بھیجے مگر طاہر کی جرنیلی کے مقابلہ میں اون کو کچھ کامیابی حاصل نہ ہوئی سب نے فاش شکست کہائی اور طاہر بغداد پر بڑھا اور شہر کا محاصرہ کر لیا۔ ۱۹۸ھ ہجری میں شہر فتح ہوگیا اور امین لڑائی میں مارا گیا۔
چونکہ فضل ابن سہیل وزیر کی صلاح سے مامون مرو میں رہا اور بغداد کو نہ گیا اس لئے یہ بات ملک میں مشہور ہوگئی کہ فضل ابن سہیل نے ملک کی حکومت اپنے ہاتھ میں لے رکھی ہے اور مامون کو بالکل بے اختیار کر دیا ہے۔ فضل کے عجمی الاصل ہونے سے رؤسائے شام و عرب مامون سے ناراض ہوگئے اور انہوں نے وقتاً فوقتاً ملک میں بغاوت اور فساد برپا کیا جس کے فرو کرنے میں مامون کو بہت مشکل پڑی ہرثمہ نے چاہا کہ مامون کو اصل حالات سے آگاہ کرے اور اطلاع دے کہ فضل کی حکومت سے روسائے عرب و شام ناراض ہیں مگر فضل نے ہرثمہ کو کہنے کا موقع نہ دیا اور کسی تدبیر سے اسکو قتل کروا ڈالا اس کے بعد پھر کسیکو خلیفہ سے فضل کے برخلاف کہنے کی جرات نہ ہوئی۔ مگر آخر کار امام رضا نے خلیفہ سے کل حالات بیان کئے اور مامون نے اونکی صلاح قبول کی اور مرو سے بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ جب مامون سرخس میں پہنچا بعض لوگوں نے فضل کو حمام میں مار ڈالا۔ کہتے ہیں کہ یہ کام خلیفہ کے اشارہ سے ہوا۔ ۲۰۴ھ ہجری میں مامون بغداد میں داخل ہوا۔
طاہر پہلے تو بغداد کا حاکم رہا بعد ازاں ۲۰۵ھ ہجری میں اپنی درخواست سے مشرقی سلطنت کی امارت پر مقرر کیا گیا۔ لیکن بیان کیا جاتا ہے کہ مامون نے اوس کے ساتھ ایک خواجہ سرا کو کر دیا تھا اور اس کو یہ ہدایت کی تھی کہ اگر طاہر سے کوئی فعل بغاوت کا سرزد ہو تو اوسکو زہر دیدیا جائے۔ دو برس تک طاہر نے نہایت کامیابی کے ساتھ حکومت کی مگر اسکے بعد اس نے یکا یک خطبہ سے خلیفہ کا نام خارج کر دیا اور دوسرے روز وہ بستر پر مردہ ملا (۲۰۷ھ ہجری)۔ مورخین کا یہ خیال ہے کہ خلیفہ کے حکم سے طاہر کو زہر دیا گیا بالکل غلط معلوم ہوتا ہے کیونکہ خلیفہ نے طاہر کے بعد اسکے دونوں بیٹوں کو بہت اچھی طرح رکھا۔ ۲۰۹ھ سے ۲۱۳ھ تک طلحہ ابن طاہر مشرقی صوبوں کی حکومت پر مامور رہا اور عبداللہ ابن طاہر کے سپرد عراق و مصر کی اکثر مہمات ہوتی رہیں۔ طلحہ نے اپنا دارالحکومت نیشاپور کو مقرر کیا ۲۱۳ھ ہجری میں طلحہ ابن طاہر نے انتقال کیا اور

اُس کا بیٹا علی اُس کا جانشین ہوا مگر تھوڑے ہی عرصہ کے بعد وہ خارجیوں کی لڑائی میں نیشاپور کے قریب مارا گیا۔ اس لڑائی میں خارجیوں کا سردار بابک نامی تھا۔ مامون نے علی کی جگہہ اوس کے چچا عبداللہ ابن طاہر کو خراسان کی امارت پر مقرر کیا۔ عبداللہ نے خراسان کے خارجیوں کی بغاوت کو فرو کیا اور کامیابی کے ساتھ حکومت کرکے سنہ ۲۳۰ ہجری مرگیا۔

عبداللہ کی وفات کے بعد خلیفہ واثق باللہ نے اس کے بیٹے طاہر کو خراسان کا گورنر مقرر کیا اور وہ خلیفہ مستعین باللہ کے عہد خلافت تک وہاں حکومت کرتا رہا۔ طاہر کے بعد مستعین باللہ نے اُسکے بیٹے محمد کو خراسان کا امیر کیا۔

اس کے زمانہ امارت میں حسین ابن زید العلوی نے سنہ ۲۵۱ ھ میں بغاوت کرکے دیلم وگیلان وغیرہ ممالک فتح کر لئے۔ اسی زمانہ میں یعقوب ابن لیث نے سیستان اور ہرات پر قبضہ کر لیا اور رفتہ رفتہ خاندان طاہریہ کی جگہہ یعقوب کی اولاد وسط ایشیا کے اکثر حصّہ پر قابض ہوگئی۔ اس خاندان کو اہل تواریخ صفاریہ کا خاندان لکھتے ہیں۔

بابِ ہفتم

خاندان طاہریہ وصفاریہ وسامانیہ

خلیفہ مستعین باللہ کے زمانہ سے وسط ایشیا کا تعلق خلفائے بغداد سے حرف برائے نام رہگیا تھا۔ پہلے طاہر کی اولاد خراسان میں حاکم رہی حرف برائے نام خلفائے بغداد سے اجازت منگائی جاتی تھی آخر کار صفاریہ کے خاندان نے آل طاہر کو مغلوب کیا اور وسط ایشیا کے اکثر حصہ پر قابض ہوگئے۔

متوکل باللہ کے عہد خلافت میں صالح ابن نصر نے خارجیوں کو دفع کرنے کے بہانہ سے بہت لشکر جمع کیا اور سیستان پر قبضہ کر لیا۔ طاہر ابن عبداللہ والئی خراسان نے سیستان کی بغاوت کے فرو کرنیکے لئے بذات خود لشکر کشی کی۔

جب طاہر سیستان میں پہنچا صالح نے اُسکی متابعت اختیار کی اور طاہر خراسان کو واپس چلا گیا۔ صالح نے دوبارہ بغاوت کرکے سیستان پر قبضہ کر لیا۔ صالح کے سرداروں میں سے ایک شخص یعقوب ابن لیث تھا جسکو درہم ابن نصر نے صالح کی وفات کے بعد اپنے لشکر کی افسری دی۔

جب درہم خراسانیوں کی لڑائی میں قید ہوگیا یعقوب سیستان کا حاکم بنگیا - کہتے ہیں کہ یعقوب اصل میں ٹھٹھار تھا مگر بچپنے سے اپنی فیاضی اور دلیری کے لئے اپنے ساتھیوں میں ممتاز تھا - جوانی میں یعقوب نے رہزنی کا پیشہ اختیار کیا اور بہت لوگ اس کے ساتھ ہوگئے - اس کی رہزنیوں کی گرد و نواح میں بہت شہرت ہوگئی اور دور دور کے لوگ اس سے خوف کرنے لگے - صالح کو ایسے آدمیوں کی تلاش تھی اُس نے اوسکو اپنے رفیقوں میں داخل کرلیا اور وہ رفتہ رفتہ سیستان کا حاکم ہوگیا (۸۶۳ء)

۲۵۳ ہجری یعنی ۸۶۷ء میں یعقوب نے ہرات و کرمان و شیراز پر قبضہ کرلیا اور بغداد کو بہت سے تحایف بھیجکر خلیفہ کی متابعت کا اظہار کیا اور خلیفہ نے اُن تحائف کے صلہ میں اوسکو بلخ و طخارستان وغیرہ ممالک کی حکومت کا فرمان بھیجدیا -

یعقوب نے کوہ ہندوکش سے پار ہوکر کابل نے ترکوں کو کامل شکست دی اور شاہ کابل کو قید کرکے وہاں کے بتوں کو منہدم کیا اور دین اسلام جاری کیا - کابل کی مہم سے فارغ ہوکر یعقوب نے ہرات کو فتح کیا اور نیشاپور پر چڑھ گیا -

۲۵۹ ہجری میں اُس نے محمد ابن طاہر کو شکست دیکر اُسے قید کرلیا اور اس طرح تمام خراسان کا مالک ہوگیا -

نیشاپور سے اُس نے طبرستان پر فوج کشی کی - طبرستان میں حسن بن زید بغاوت کرکے خود مختار ہوگیا تھا - حسن کو یعقوب سے شکست کھاکر بھاگنا پڑا -

طبرستان کو فتح کرکے یعقوب فارس پر حملہ آور ہوا اور محمد بن واصل حاکم فارس کو ایک خونریز لڑائی کے بعد شکست دی - جب یعقوب ان مہمات سے فارغ ہوگیا اس نے بغداد پر فوج کشی کا ارادہ کیا - خلیفہ نے یہ سنکر اُس کے پاس طبرستان و خراسان و فارس کی حکومت کا فرمان بھیجدیا کہ وہ اپنے ارادہ سے باز رہے اور خلافت کی عزت دنیا کی نظروں میں قایم رہے - لیکن جب یعقوب اپنے ارادہ سے باز نہ آیا تو خلیفہ نے ناچار اپنے بھائی موفق کو اُس کے مقابلہ کے لئے بھیجا - موفق نے مکر و حیلہ سے یعقوب کو شکست دی - یعقوب نے پھر لشکر تیار کیا اور بغداد کی طرف روانہ ہوا - اب کی دفعہ وہ راہ میں بیمار ہوگیا اور درد قولنج سے ۲۶۵ ہجری میں مرگیا اور اس طرح خلافت کی عزت اُس کے ہاتھ سے بچ گئی -

اُس کا بھائی عمرو ابن لیث اُس کا جانشین ہوا۔ عمرو نے خلیفہ کی خدمت میں ایک عریضہ اظہار اطاعت و فرمانبرداری کا بھیجا اور خلیفہ کی طرف سے اُس کو عراق عجم اور فارس و خراسان کی حکومت عطا کی گئی۔

عمرو نے ۲۸۱ھ تک نہایت کامیابی کے ساتھ حکومت کی۔ سنہ مذکور میں خراسان کے باشندوں نے خلیفہ کے پاس ایک عرضداشت عمرو کی شکایت میں روانہ کی۔ موفق نے عمرو کی معزولی کا فرمان جاری کیا اور ساعد ابن مخلد کو واسطہ سے عمرو کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ اس لڑائی میں عمرو کو شکست ہوئی اور وہ بھاگ کر سیستان کو چلا آیا۔

وہاں پہنچکر اُس نے ازسرِنو لشکر درست کیا اور خراسان پر پڑھا۔ خراسان میں رافع بن ہرثمہ نے علم بغاوت بلند کر رکھا تھا اور خطبہ میں محمد ابن زید کا نام داخل کیا تھا۔ عمرو نے رافع کو کامل شکست دی اور اسکا سر خلیفہ کے پاس بھیج دیا۔

عمرو کے اس کارنمایاں سے خلیفہ بہت خوش ہوا اور خراسان و ماوراءالنہر و فارس و کرمان و سیستان کی حکومت کا فرمان اُس کو بھیجدیا اور اس ترکیب سے اُس کو اسمٰعیل سامانی سے جو ماوراالنہر میں بہت قوت پکڑ گیا تھا لڑادیا۔

اس موقع پر مشہور سامانیہ خاندان کی اصلیت کا مختصر حال لکھنا ضرور ہوا۔ اسد بن عبداللہ القشیری کے زمانہ امارت خراسان میں ایک شخص سامان نامی بلخ کے رئیسوں میں سے تھا۔ کہتے ہیں کہ یہہ شخص بہرام چوبین کی نسل میں سے تھا۔ اسکو بعض دشمنوں نے بلخ سے نکالدیا تھا اور اسکی ریاست چھین لی تھی۔ اسد نے اسکی معاونت کی اور وہ شخص اپنے مقصد پر کامیاب ہوا۔ اسد کے احسان کا وہ اس قدر مشکور ہوا کہ اس نے ملت زردشتی ترک کی اور دین اسلام اختیار کیا اور اپنے بیٹے کا نام اپنے محسن کے نام پر اسد رکھا۔

اسد سامانی کے چار بیٹے تھے۔ ان چاروں نے خلیفہ ہارون الرشید کو رافع ابن لیث کی بغاوت کے فرو کرنے میں بہت کچھہ مدد دی اور ہارون الرشید کے بیٹے ماموں نے اس خدمت کے انعام میں غسان ابن عباد امیر خراسان کو حکم دیا کہ اسد سامانی کے چاروں بیٹوں کو چار شہروں کی حکومت دیجائے۔ چنانچہ سنہ ۲۰۲ ہجری یعنی ۸۱۸ء میں والی خراسان نے احمد سامانی کو فرغانہ اور یحیٰی بن اسد کو شاش

یعنی تاشقند اور الیاس کو ہرات اور نوح کو سمرقند کی حکومتوں پر مقرر کیا۔

جب ۲۰۵ھ ہجری میں غسان کی جگہہ طاہر ذوالیمینین خراسان کا حاکم ہوا اُس نے آل سامان کو ان حکومتوں پر بحال رکھا۔

طاہر کے بعد اُس کے بیٹے طلحہ کے زمانہ میں خلیفہ نے احمد کو خراسان اور ماوراءالنہر کی عمارات اور زراعت کی نگرانی کی خدمت اس غرض سے دی کہ وہ طلحہ کی نگرانی کرتا رہے اور اس کے حال سے خلیفہ کو اطلاع دیتا رہے۔

طلحہ نے نوح سامانی کے انتقال کے بعد سمرقند کی حکومت بھی احمد کو دی مگر احمد اپنی اصلی خدمت پر رہا اور طلحہ کی رضامندی سے سمرقند کی حکومت پر اپنے بیٹے نصر کو بھیجدیا۔ غرضکہ ایک زمانہ تک سمرقند کی حکومت آل سامان کے پاس رہی اور جب یعقوب ابن لیث نے خاندان طاہریہ کا چراغ گل کردیا خلیفہ نے ۲۶۱ھ میں کل ماوراءالنہر کی حکومت نصر ابن احمد سامانی کو عطا فرمادی۔

نصر نے اپنے بھائی اسمٰعیل کو بخارا میں اپنا نائب مقرر کیا اور خود سمرقند میں رہا۔ جب اسمٰعیل بخارا کی حکومت پر مامور ہوا اُس کی عمر صرف ستائیس۲۷ سال کی تھی مگر باوجود اس کم سنی کے اُس نے اسقدر لیاقت اور دانشمندی سے بخارا کا انتظام کیا کہ اہل بخارا اس پر جان دینے لگے۔ بخارا کے گرد و نواح میں کئی ہزار رہزنوں نے لوٹ مار مچا رکھی تھی۔ اسمٰعیل نے بہت جلد ملک کو اُن سے پاک و صاف کردیا۔ اس زمانہ میں رافع ابن ہرثمہ خراسان کا حاکم تھا۔ رافع میں اور اسمٰعیل میں بہت دوستی پیدا ہوگئی۔ اسمٰعیل نے رافع سے درخواست کی کہ خوارزم کی حکومت اُس کو دیدی جائے۔ اور رافع نے بہت خوشی سے اسمٰعیل کو خوارزم کی حکومت بھی دیدی۔

دشمنوں نے اسمٰعیل کے بھائی نصر کو یہ بھڑکایا کہ اسمٰعیل رافع کی دوستی سے قوت پکڑتا جاتا ہے اور آخرکار وہ رافع سے سمرقند کی حکومت اسی طرح مانگ لیگا جس طرح اُس نے خوارزم کی حکومت مانگ لی۔ دشمنوں کے بھڑکانے سے نصر نے اسمٰعیل سے بخارا کی حکومت چھین لینے کی تیاریاں شروع کیں۔ اسمٰعیل نے اپنے دوست رافع کو نصر کے ارادہ کی اطلاع کی اور نصر کے برخلاف اُس سے مدد چاہی۔ رافع نے بیچ میں پڑکر دونوں بھائیوں میں تھوڑے دن کے لئے صُلح کرادی۔ مگر نصر کا دل اپنے بھائی کی طرف سے صاف نہ ہوا۔ چنانچہ ۲۷۲ھ ہجری میں اُس نے بخارا پر لشکرکشی کی ابتدا میں اسمٰعیل کو چند تدبیر ناکامی حاصل ہوئی مگر آخرکار ۲۷۵ھ

میں اسمٰعیل نے نصر کو کامل شکست دیکر گرفتار کرلیا اور اس عالی ہمتی سے جو اسکی خلقت میں تھی اس نے اپنے بھائی کو نہایت اعزاز و اکرام سے تخت پر بٹھایا اور خود اُس کے سامنے کھڑا رہا اور نہایت سودبانہ بھائی سے کہا کہ میں صرف آپ کی نیابتاً بخارا پر حکومت کرتا ہوں در اصل آپ حاکم ہیں۔ کہتے ہیں کہ نصر اس خلاف توقع تعظیم سے اس قدر حیران اور متعجب ہوا کہ اس کو گمان گزرا کہ اسمٰعیل میرا مضحکہ کر رہا ہے۔

اسمٰعیل نے نہایت احتشام کے ساتھ نصر کو سمرقند کی طرف روانہ کیا اور ایک حرف بھی زبان پر ایسا نہ لایا جس سے یہ ظاہر ہوسکے کہ نصر مفتوح اور مغلوب ہوچکا ہے

نصر اپنی وفات تک (۲۷۹ھ ہجری) سمرقند میں حکومت کرتا رہا اور اُس نے پھر اسمٰعیل سے مخالفت نہیں کی نصر کی وفات کے بعد سمرقند بھی اسمٰعیل کے قبضہ میں آگیا اور وہ کل ماوراءالنہر کا مالک ہوگیا اور خلیفہ معتضد باللہ نے بھی ماوراءالنہر کی حکومت کا فرمان اُسکو بھیج دیا۔

ماوراءالنہر کی حکومت حاصل کرکے سب میں پہلے اسمٰعیل نے ترکستان پر فوج کشی کی۔ ترکستان میں طراز کی ایک نصرانی ریاست تھی کچھ عرصہ تک وہاں کا حاکم اسمٰعیل سے لڑتا رہا۔ مگر آخر کار گرفتار ہوگیا اور اس نے معہ اپنی رعایا کے دین اسلام قبول کیا۔

اسمٰعیل کا دوسرا معارضہ عمرو ابن لیث سے ہوا جس کے نام پر خلیفہ نے ماوراءالنہر کی حکومت اس لئے نامزد کی تھی کہ اُس سے اور اسمٰعیل سے لڑائی ہو جیسا کہ اوپر بیان ہوچکا ہے۔ عمرو نے اپنے ایک سردار محمد ابن بشیر کو ایک بڑے لشکر کے ساتھ اسمٰعیل سے ماوراءالنہر کی حکومت چھیننے کے لئے بھیجا۔ اسمٰعیل نے جیحوں سے عبور کرکے محمد کے لشکر پر حملہ کیا اور اس کو کامل شکست دی۔ اس لڑائی میں محمد بن بشیر مارا گیا۔

جب محمد کا شکست خوردہ لشکر عمرو کے پاس پہنچا اُس نے اپنے جرنیلوں کے مشورہ کے خلاف بذات خود اسمٰعیل پر فوج کشی کی۔ جب عمرو بلخ میں پہنچا اسمٰعیل نے اُس کو یہ پیام بھیجا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھکو ایک وسیع ملک پر حکمراں کیا ہے مجھکو بھی تو اس کونہ میں پڑا رہنے دے اور لڑائی سے باز رہ۔ جب اس پیام کا کوئی نتیجہ نہ نکلا اسمٰعیل نے اُس کے مقابلہ میں اپنے لشکر کو اس طرح تقسیم کیا کہ عمرو بلخ میں چاروں طرف سے گھر گیا نہ وہ آگے بڑھ سکتا تھا نہ پیچھے ہٹ سکتا تھا۔ آخر کار عمرو کے لشکر نے سہل لڑائی کی

بعد شکست کہائی اور اکثر آدمی معہ عمرو کے گرفتار ہوگئے (سنہ ۲۸۷ ہجری)۔ اسمٰعیل اپنی جبلی عادت کے موافق عمرو سے نہایت خاطر و مدارات کے ساتہہ پیش آیا۔ اسمٰعیل کی خواہش یہ تہی کہ عمرو کو اپنے پاس اعزاز و احترام سے رکہے مگر خلیفہ کے اصرار سے اُسنے ناچار عمرو کو بغداد کو بہیجدیا۔ کہتے ہین کہ وہ معتضد کے زمانہ خلافت مین یا مکتفی کے عہد مین قتل کیا گیا۔ (سنہ ۲۸۹ ہجری)

عمرو کی گرفتاری کے بعد اُس کا پوتا طاہر سیستان کے تخت پر بیٹہا اور اُس نے یکایک حملہ کرکے فارس کے صوبہ پر قبضہ کرلیا اور اسمٰعیل کی سفارش سے خلیفہ نے فارس کی حکومت کا فرمان طاہر کے نام جاری کیا۔ مگر تہوڑے عرصہ میں اُس کے ایک غلام سنکری نام نے اُس کو اور اُس کے بھائی یعقوب کو گرفتار کرکے بغداد کو بہیجدیا اور طاہر اور یعقوب قید خانہ میں مرگئے یا قتل کیے گئے جب اسمٰعیل سامانی نے عمرو ابن لیث کو شکست دیکر گرفتار کرلیا اور خلیفہ کے پاس بہیجدیا خلیفہ نے سیستان و خراسان و مازندران و رَے اور فارس کی حکومت کا فرمان اُس کے نام پر جاری کیا۔

محمد ابن زید علوی حاکم طبرستان نے اسمٰعیل کے ملک پر فوج کشی کی اور اسمٰعیل نے محمد بن ہارون کو اُس کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ محمد نے حاکم طبرستان کو کامل شکست دی اور اسمٰعیل کی طرف سے طبرستان و جرجان کی حکومت پر مامور کیا گیا۔ تہوڑے ہی عرصہ میں وہ اسمٰعیل سے باغی ہوگیا اور اس نے رَے کے صوبہ کو بہی فتح کرلیا۔ اس بغاوت کے فرو کرنے کے لئے اسمٰعیل نے بذات خود لشکرکشی کی اور ابن ہارون کو شکست دیکر اُن ممالک پر اپنے بھتیجے ابو صالح منصور ابن اسحٰق کو مقرر کیا۔ اسی منصور کے نام پر داؤد محمد ابن زکریا نے کتاب منصوری لکہی تہی عراق کی مہم سے واپس آکر اسمٰعیل نے سنہ ۲۹۱ ہجری میں ترکستان پر فوج کشی کی اور ترکوں کو جو بعض حصہ ہائے ماوراء النہر پر قابض ہوگئے تہے شکست دیکر نکالدیا۔

اس مہم کے بعد اسمٰعیل کے تمام ملک میں امن ہوگیا اور اُس کی زندگی کے آخری تین چار سال بخارا کی زینت و آراستگی میں گزرے۔ بخارا کی اکثر بڑی عمارتوں کے آثار اسمٰعیل کے زمانہ میں۔ اس نے اشاعت علم میں بہی بہت کوشش کی۔ اسلام کے مشہور علما میں سے بہت اسی کے زمانہ کے ہیں اس کے زمانہ میں بخارا کی سلطنت کی وسعت اس قدر تہی کہ مرو و نیشاپور اور رَے اور ہرات

و بلخ جیسے بعید المسافت مقامات اس کی حدود میں داخل تھے۔
اسمٰعیل نے ۲۹۵ ہجری یعنی ۹۰۷ء میں وفات پائی اس کی رحمدلی اور حلم اور عالی ہمتی اور سخاوت
علاوہ بے مثال جرنیلی کے دنیا کی تاریخ میں فرد ہیں۔
احمد سامانی اپنے باپ کی جگہہ تخت نشین ہوا۔ اس نے اپنے چچا اسحاق سامانی کو جو سمرقند کا حاکم تہا
قید کرلیا۔ اس کے بعد اس نے خراسان پر لشکرکشی کی اور وہان کی بغاوت کو فرو کیا۔
احمد نے طبرستان کی حکومت پر ابو العباس عبد اللہ ابن محمد بن نوح کو مقرر کیا۔ مگر تہوڑے دنوں
بعد اُس کی جگہہ سلام کو بہیجدیا۔ سلام کے زمانہ میں حسن ابن علی الاطروش دیار دیلم پر قابض ہوگیا
اور طبرستان پر چڑہائی کی مگر سلام نے اُس کو شکست دی۔ اس کے بعد سلام نے طبرستان کی امارت
سے استعفا دیدیا اور پہر عبد اللہ اُس کی جگہہ مقرر ہوا۔
۲۹۸ ہجری میں اہل سیستان نے سامانی حاکم سے بغاوت کی اور عمرو بن یعقوب کو اپنا حاکم بنایا۔
احمد نے حسین ابن علی کو سیستان کی طرف بہیجا اور اُس نے اس بغاوت کو فرو کرکے عمرو کو قید
کرلیا اور بخارا کو بہیجدیا۔
۳۰۰ ہجری میں احمد نے اپنے چچا اسحق کو قید سے رہا کرکے سمرقند اور اندجان کی حکومت پر
مقرر کیا اور منصور ابن اسحق کو نیشاپور بہیجا۔
۳۰۱ ہجری میں اطروش نے پہر طبرستان پر حملہ کرکے احمد کے نائب کو نکالدیا۔ احمد اس مہم کے
سر انجام میں مصروف تہا کہ اُس کے غلاموں نے ایک رات کو اُسے قتل کرڈالا۔ غلاموں کی اس
نمکحرامی کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ احمد عالم دوست تہا اور اکثر علما کی صحبت میں اپنا وقت
گزارتا تہا اور اس کے غلاموں کو اس کی یہ عادت بہت ناپسند تہی وہ بہت دن سے اس تاک میں
لگے ہوئے تہے مگر قابو نہ پاتے تہے کیونکہ شب کو اُس کی خوابگاہ پر دو شیروں کا پہرا رہتا تہا۔
اس رات کو اتفاق سے یا سازش سے اُن شیروں کو خوابگاہ کے دروازہ پر باندہنا بہول گئے
اور غلامونکو موقع مل گیا۔
احمد بن محمد بن لیث نے جو بخارا کا شحنہ تہا احمد کے صغیر سن بیٹے نصر کو اہل بخارا کے روبرو بیعت
کے لئے پیش کیا اور سب نے اس سے بیعت کی لیکن سوائے اہل بخارا کے باقی مملکت کے اکثر

لوگ اس بچہ کی تخت نشینی سے راضی نہ تھے کیونکہ ان کو یہ خیال تھا کہ اس بچہ سے سلطنت کے کاروبار انجام نہ پاسکیں گے۔ وہ چاہتے تھے کہ اسحٰق حاکم سمرقند کو تخت پر بٹھائیں مگر ابو عبداللہ اس کے وزیر نے اس جانفشانی اور محنت سے نصر کی صغر سنی میں امور سلطنت کو انجام دیا کہ کسی سرتابی میں کامیابی نصیب نہ ہوئی۔

سب میں پہلے اسحٰق سامانی حاکم سمرقند نے ملک میں بغاوت کی اوس نے اپنے بیٹے کو سمرقند میں چھوڑا اور خود لشکر لیکر بخارا پر چڑھائی کی۔ نصر کی فوج کا سپہ سالار حمویہ ایک بے نظیر جرنیل تھا۔ حمویہ نے ایک خونریز لڑائی کے بعد اسحٰق کو شکست دی اور اسحٰق سمرقند کو لوٹ گیا۔ اسحٰق نے دوسری دفعہ پھر بخارا پر حملہ کیا اور حمویہ نے اس کو پھر شکست دی اور اب کی دفعہ اس کا تعقب کرکے سمرقند پر قبضہ کرلیا۔ اسحٰق گرفتار ہوگیا اور اس کا بیٹا الیاس فرغانہ کو بھاگ گیا۔

اس کے بعد نیشاپور میں حسین ابن علی اور محمد ابن جنید نے بغاوت کی اور احمد بن اسہل نے اس بغاوت کو فرو کیا۔ احمد بن اسہل نے قراتگین حاکم جرجان کو شکست دیکر جرجان اور مرو پر قبضہ کرلیا اور باغی ہوگیا۔ حمویہ نے احمد کو شکست دیکر قید کرلیا۔ اور بخارا کو بھیجدیا۔ حمویہ نے نیشاپور میں لیلی کی بغاوت کو بھی سخت لڑائی کے بعد فرو کیا اور لیلی قتل ہوا۔

سنہ ۳۱۳ ہجری نصر نے رے کے صوبہ کو فتح کرکے محمد بن صعلوک کو وہاں کا حاکم مقرر کیا چند در چند انقلابات کے بعد سفارین شیرویہ نے رے وطبرستان وقزوین وقم اور کاشان ولرکوچک پر قبضہ کرلیا اور امیر نصر کے نام کا خطبہ جاری کیا مگر تھوڑے دن کے بعد باغی ہوگیا۔ امیر نصر نے اس پر لشکرکشی کی اور اس مہم کا نتیجہ یہ ہوا کہ سنہ ۳۱۷ ہجری میں امیر نصر کو سفارین سے ناچار صلح کرنی پڑی اور صرف کچھ سالانہ خراج پر اکتفا کیا۔

ابھی نصر کو اس سے فراغت حاصل نہ ہوئی تھی کہ اس کے بھائیوں نے ملک میں فساد برپا کیا۔ غرضکہ امیر نصر کی تمام عمر بغاوتوں کو جابجا فرو کرنے میں اور سامانی سلطنت کو برائے نام قایم رکھنے میں گزری۔ سنہ ۳۳۱ ہجری میں اٹھائیس سال حکومت کرکے اس نے وفات پائی۔ یہ بادشاہ بہت رحمدل تھا اور اس کی طبیعت کی نرمی سے بغاوتیں ہوتی رہیں۔ نصر کے بعد اس کا بیٹا امیر حمید نوح تخت نشین ہوا۔

اس نے ابوالفضل بن احمد کو سمرقند کا حاکم مقرر کیا اور ابو علی بن محمد کو رکن الدولہ دیلمی کے مقابلہ کے لئے بھیجا جس نے رے پر قبضہ کر لیا تھا - رے کے قریب رکن الدولہ نے ابو علی کو شکست دی جس سے ابو علی کو ناچار نیشا پور کو لوٹ جانا پڑا - وشمگیر حاکم طبرستان نے ابو علی کی اعانت کی اور ان دونوں نے ملک جرجان فتح کر لیا -

سنہ ۳۳۳ ہجری میں ابو علی نے دوبارہ رے پر حملہ کیا اور رکن الدولہ کو وہاں سے نکال دیا - اس مہم میں امیر نوح بذات خود شریک تھا - رے کو فتح کرکے اُس نے ابراہیم بن سیمجور کو خراسان کا حاکم مقرر کیا - اس کے تقرر سے ابو علی ناراض ہو گیا اور اس نے رے میں بغاوت شروع کی اور ابراہیم ابن احمد سامانی کو موصل سے بلا کر نوح کے مقابلہ میں سلطنت کا دعویدار بنایا اور خراسان کی مملکت پر کامل تسلط کر لیا - امیر نوح نے ابو علی پر لشکر کشی کی مگر اپنے لشکریوں کی بغاوت سے ناچار لوٹنا پڑا - نوح کی مراجعت کے بعد ابراہیم اور ابو علی نے بخارا پر چڑھائی کی - امیر نوح بخارا کو چھوڑ کر سمرقند میں چلا آیا اور بخارا پر ابراہیم اور ابو علی کا قبضہ ہو گیا مگر بخارا میں پہنچکر ابو علی اور ابراہیم میں جھگڑا ہو گیا اور ابو علی ابراہیم کو چھوڑ کر بخارا سے چلا گیا اور ابراہیم نے ناچار نوح سے صلح کر لی اور یہ بات قرار پائی کہ نوح کی ماتحتی میں ابراہیم لشکر کشی کے عہدہ پر یعنی لشکر کا سپہ سالار مقرر کیا جائے ابراہیم اور نوح نے ابو علی پر فوج کشی کی اور اس کے ہاتھ سے شکست کھائی اور دوبارہ ابو علی کا بخارا پر قبضہ ہو گیا - اس نے ابو جعفر محمد امیر نوح کے بھائی کو بخارا کے تخت پر بٹھایا مگر وہ لشکر کی مخالفت سے ابو جعفر کو چھوڑ کر بخارا سے چلا گیا - امیر نوح نے موقع پاکر بخارا پر قبضہ کر لیا -

نوح نے منصور قراتگین کو خراسان کی حکومت پر مقرر کیا اور ہدایت کی کہ وشمگیر سے ملا رہے وشمگیر اور منصور نے حسن فیروزاں کو جرجان سے نکال دیا اور جرجان پر وشمگیر کا قبضہ ہو گیا مگر رکن الدولہ دیلمی نے وشمگیر سے جرجان چھین لیا - منصور نے وشمگیر کی اعانت کی اور دیلمیوں کو جرجان اور رے سے نکال دیا -

سنہ ۳۴۰ ہجری میں منصور رے میں مر گیا اور نوح نے اُس کی جگہ ابو علی کو جس کا قصور معاف ہو گیا تھا مقرر کیا -

۳۵۱ھ ہجری میں ابو علی اور وشمگیر نے ملکر رکن الدولہ دیلمی پر حملہ کیا اور اُس کو قلعہ طبرک میں محصور کردیا اور آخر کار ابو علی کی سازش سے وہ قلعہ فتح نہ ہوا اور رکن الدولہ سے صلح ہوگئی۔ رکن الدولہ نے قلعہ سے نجات پاتے ہی وشمگیر کو جرجان ورے سے نکال دیا۔ جب ابو علی کی وفابازی نوح پر کھُل گئی اُس نے ابو سعید کو اس کی جگہہ خراسان کی امارت پر بھیجدیا اور ابو علی رکن الدولہ دیلمی سے جا ملا اور خلیفہ کے ہاں سے فرمان حاصل کرکے مملکت خراسان پر قبضہ کرلیا۔ (۳۴۳ھ ہجری)
اسی سال میں نوح نے انتقال کیا اور عبد الملک ابو الفوارس اُس کا جانشین ہوا۔ اس کے عہد میں رکن الدولہ دیلمی سے کچھ بے نتیجہ لڑائیاں ہوئیں اور ۳۵۰ھ ہجری وفات پائی اور اُس کا بھائی منصور اس کا جانشین ہوا اس بادشاہ کے عہد میں غزنوی خاندان کی بنیاد پڑی۔
الپتگین ترک، ادنی ملازمت سے عروج کرکے خراسان کی امارت پر پہنچا تھا۔ امیر نوح کے انتقال کے بعد امرائے سلطنت نے الپتگین سے صلاح پوچھی کہ کس کو جانشین کرنا چاہئے۔ الپتگین نے یہ رائے دی کہ منصور کے چچا کو تخت پر بٹھانا چاہئے۔ اس سبب سے منصور الپتگین سے ناراض تھا اور الپتگین منصور سے خائف تھا اور وہ تین ہزار کی جمعیت سے غزنین کی طرف چلا گیا۔ منصور نے ایک فوج پندرہ ہزار کی اس کی گرفتاری کے لئے بھیجی اور نواح بلخ میں اس نے منصور کی فوج کو کامل شکست دی اور غزنین میں پہنچکر منصور کے عامل کو نکالدیا اور اپنا قبضہ کرلیا۔ منصور نے دوبارہ ایک لشکر الپتگین کے مقابلہ کے لئے بھیجا اور الپتگین نے اس کو بھی شکست دی۔
۳۵۶ھ ہجری میں رکن الدولہ جرجان ورے وغیرہ ممالک پر آزاد حاکم قبول کرلیا گیا اور ایک لاکھ پچاس ہزار دینار سالانہ خراج منصور کو دینے کا اس نے وعدہ کرلیا اور اس نے اپنے بیٹے عضد الدولہ کی بیٹی منصور سے منعقد کردی۔
۳۶۵ھ ہجری میں منصور مرگیا اور اُس کا بیٹا نوح تخت نشین ہوا اس کا ہمعصر غزنین میں سبکتگین تھا اور خاندان دیلمی میں سے عضد الدولہ حکمران تھا۔
عضد الدولہ کے ہاتھ سے اس کا بھائی فخر الدولہ بھاگ کر نوح کے پاس آیا اور نوح نے اس کی مدد کی مگر اس کے لشکر کو شکست ہوئی اور فخر الدولہ کو ناچار نیشاپور کو لوٹنا پڑا۔
نوح درحقیقت صرف برائے نام بادشاہ تھا مختلف صوبوں کے افسر بغیر اس کی اجازت کے جو

چاہتے تھے وہ کرتے تھے اور آپس میں جنگ و صلح کر لیتے تھے۔ چنانچہ ابو علی حاکم خراسان اور فایق حاکم ہرات میں ایک عرصہ تک لڑائیاں ہوتی رہیں اور آخر کار دونوں نے ملکر نوح سے لڑنا شروع کیا اور دونوں نے اپنی مدد کے لئے بغرا خان کو جو ترکستان پر قابض ہوگیا تھا ماوراء النہرین بلایا۔ بغرا خان نے حملہ کرکے سمرقند و بخارا کو فتح کرلیا۔ اور نوح وہاں سے بھاگ گیا۔ بارے اتفاقاً بغرا خان بخارا میں پہنچکر علیل ہوگیا اور ترکستان کو لوٹ گیا اور راہ میں مرگیا۔ نوح موقع پاکر پھر بخارا کو چلا آیا۔ جب ابو علی اور فایق کی سرکشی کا انتظام نوح سے کسی طرح نہو سکا اس نے سبکتگین حاکم غزنین سے مدد طلب کی سبکتگین نے ایک خونریز لڑائی لڑکر ان دونوں کو کامل شکست دی اور یہ دونوں نیشاپور کو چلے گئے مگر سبکتگین نے ان کو وہاں سے بھی نکال دیا اور اپنے بیٹے محمود کو وہاں کا حاکم مقرر کیا۔ جب سبکتگین غزنین کو لوٹ گیا اور سلطان محمود کے پاس تھوڑی سی فوج رہگئی ابو علی اور فایق نے موقع پاکر اس سے نیشاپور چھین لیا سبکتگین اور نوح نے دوبارہ نیشاپور پر لشکرکشی کی اور طوس کے قریب ایک سخت لڑائی کے بعد ان دونوں نمکحرام سرداروں کو شکست دی۔ فایق ترکوں کے خاقان ایلک خان کے پاس چلا گیا اور ابو علی ایک عرصہ تک سرگردان پھرتا رہا اور آخر کار سبکتگین کے قیدخانہ میں قتل ہوا یا مرگیا۔ ۳۸۷ھ میں نوح نے وفات پائی۔

نوح کے بعد اس کا بیٹا منصور دو سال پھر بعد اس کا بھائی عبدالملک بخارا میں تخت پر بیٹھے۔ عبدالملک کے زمانہ میں ایلک خان شاہ ترکستان نے بخارا کو فتح کرلیا اور عبدالملک قید ہوگیا (۳۸۹ ہجری) اس کا بھائی منتصر قید سے بھاگ کر خوارزم کو چلا گیا اور یہاں اس کے پاس سامانیہ خاندان کے بہت معاون اور مددگار جمع ہوگئے۔ منتصر نے ارسلان بالو نامی ایک ترک کو اپنی فوج کا افسر مقرر کیا۔ ارسلان نے ایلک خان کے سرداران فوج جعفر تگین اور رشید تگین کو یکے بعد دیگرے شکست دی اور ایلک خان کی عدم موجودگی میں موقع پاکر بخارا میں داخل ہوگیا۔ ایلک خان یہ خبر سنکر فوراً بخارا پر بڑھا اور ارسلان اور منتصر کو فوج کی کمی کی وجہ سے ناچار بخارا سے بھاگنا پڑا۔ انھوں نے بخارا سے نکلکر نیشاپور کو فتح کرلیا۔ مگر وہاں سے محمود غزنوی نے انکو نکالدیا۔ نیشاپور سے وہ رے کو پہنچے مگر وہاں کے حاکم نے انکا ساتھ نہ دیا۔ منتصر اور ارسلان ملک میں پھرتے پھرتے ۳۹۱ ہجری میں دوبارہ نیشاپور پر قابض ہوگئے مگر جب محمود کا لشکر وہاں پہنچا وہ نیشاپور سے بھاگ گئے۔ بدنصیبی سے منتصر اپنے

جرنیل ارسلان سے ناراض ہوگیا اور اس کو قتل کر ڈالا۔ اس سپہ سالار کا جس نے سامانیہ خاندان
کا اس مصیبت میں ساتھ دیا صرف یہ جرم تھا کہ وہ مہمات میں اپنی رائے پر کاربند ہوتا تھا منتصر کا کہنا
نہ مانتا تھا۔ اب منتصر کو اپنی رائے پر کاربند ہونے کا موقع ملا۔ اس نے سرخس پر حملہ کیا اور وہاں نصر والی
خراسان سے ایسی شکست کھائی کہ اس کے بڑے بڑے سردار مارے گئے یا گرفتار ہوگئے اور سارا لشکر
پراگندہ ہوگیا۔ منتصر تنہا دشت و بیابان میں پڑا پھرا یہاں تک کہ غز میں پہنچا۔ غز کے ترکمانوں نے منتصر
کا ساتھ دیا اور وہ ان ترکمانوں کی فوج لیکر ماوراء النہر میں داخل ہوا۔ ایلک خان نے اسکا مقابلہ
کیا۔ غز ترکمانوں نے ایلک خان پر شبخون مار کے اس کو بہت بڑی شکست دی مگر بعد میں ترکمانوں
نے ایلک خان سے بجائے خود معاملہ کر لیا اور منتصر کا ساتھ چھوڑ دیا۔ منتصر غز سے مرو کی طرف گیا۔
حاکم مرو نے اس سے مخالفت کی اور وہ اہواز کو چلا گیا۔ اہواز کا حاکم منتصر کے ساتھ ہوگیا مگر اہل شہر
نے اپنے حاکم کے برخلاف خوارزم شاہ سے مدد طلب کی اور خوارزم شاہ نے اہل اہواز کی مدد میں
ایک لشکر بھیجا۔ حاکم اہواز اور منتصر نے مقابلہ کیا۔ لڑائی میں منتصر کو شکست ہوئی اور حاکم اہواز
مارا گیا اور اکثر اس کے رفقا چار طرف پراگندہ ہوگئے۔ یہاں سے منتصر سرخس کو گیا اور وہاں بخارا
کے شحنہ سے مقابلہ ہوا۔ منتصر لڑتا ہوا درفید پر پہنچا اور وہاں سے لوٹ کر اس نے یکایک بخارا کے شحنہ پر
شبخون مارا اور بہت بڑی فتح پائی۔ اس فتح سے منتصر کے پاس پھر جمعیت بہت بڑھ گئی۔ سمرقند کے
امیر الجیوش کا بیٹا تین ہزار فوج لیکر منتصر سے آملا اور رؤسائے سمرقند نے تین ہزار مسلح غلاموں سے اسکی
مدد کی اور بہت تحفہ تحائف اس کو دیئے۔ جب ایلک خان کو یہ خبر پہنچی وہ منتصر کے مقابلہ کے لئے
فوراً روانہ ہوا۔ سنہ ۳۹۴ ہجری میں سمرقند کے قریب منتصر اور ایلک خان میں ایک خونریز لڑائی واقع ہوئی
اس لڑائی میں منتصر فتحیاب ہوا اور ایلک خان مغلوب ہو کر پسپا ہوا اور منتصر کے ہاتھ بہت مال غنیمت
آیا۔ مگر جس طرح شمع بجھتے وقت بھڑکتی ہے یہ منتصر کی آخری کامیابی تھی۔ ایلک خان نے بہت جلد از سر نو
لشکر درست کیا اور منتصر کے مقابلہ کے لئے بڑھا۔ گو منتصر جان توڑ کر لڑا مگر اس کے ساتھیوں نے عین وقت
پر اس کا ساتھ نہ دیا اور اس کا حکم نہ مانا اور ایلک خان کو پوری فتح حاصل ہوئی اس کے کل رفقا یا قتل
و اسیر ہوئے یا متفرق ہوگئے اور منتصر میدان جنگ سے اکیلا جان بچا کر بھاگا اور قہستان کے
بیابان میں بعض بدویوں نے خاندان سامانیہ کے آخری بادشاہ کو قتل کر ڈالا اور اس نامور

خاندان میں سے سوائے نام کے کوئی باقی نہ رہا۔

باب ہشتم

خاندان ایلک خانی - خاندان بویہ و خاندان غزنوی

ایلک خاں جس نے سامانیہ خاندان سے ماوراء النہر کو چھین لیا ترکوں کی اس قوم میں سے تھا جن کا نام الغور تھا اور جو اپنے وطن کو چھوڑ کر کوہ تین شان کے دامن میں آباد ہوئے تھے۔ قوم الغور کا وطن دریا آرکی کے کنارہ پر تھا ان کا پہلا بڑا سردار جس کا نام تاریخ میں ملتا ہے بیغو خاں تھا۔ اس نے اقوام منغولیا اور کرغز و ختائی سے چند مرتبہ لڑائیاں لڑیں اور فتح پائی۔ اس نے شہر اردو بالیغ اور پلاساغون آباد کئے۔ چینی ذرائع سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ساتویں صدی عیسوی میں یہ قوم منغولیا کے شمال مغرب میں آباد تھی اور آٹھویں صدی عیسوی میں قوم کرغز نے انکے ملک کو فتح کرلیا اور وہاں سے نکال دیا۔ ان کی ایک شاخ ترکستان میں آباد ہوئی اور رفتہ رفتہ قوت پکڑ گئی اور نوح سویم کے زمانہ میں ابوعلی اور فایق کے رغبت دلانے سے اُنہوں نے اپنے سردار بغراخان کی سرکردگی میں بخارا فتح کرلیا جیسا خاندان سامانیہ کے ذکر میں بیان ہوا۔ ایلک خاں جس نے عبدالملک کے زمانہ میں ماوراء النہر کو فتح کرلیا بغراخاں کا بیٹا تھا۔ ایلک خاں نے ماوراء النہر کے فتح کرنے کے بعد بہت کوشش کی کہ وہ اپنی حکومت جنوب کی طرف ماوراء النہر کے پار بڑھائے مگر سلطان محمود کے سبب سے وہ ناکام رہا اور اسکی تحت میں صرف ماوراء النہر، کاشغر اور مشرقی ترکستان رہے۔

اسی زمانہ میں خوانین کاشغر میں سے بغراخان نامی ایک خان مسلمان ہوگیا اور اس نے اپنی کل ریاست میں دین اسلام پھیلا دیا۔

۴۰۳ھ ہجری میں ایلک خاں مرگیا اور اُس کا بھائی طغان خان اس کا جانشین ہوا۔ اس کی علالت کے زمانہ میں ختن اور ختا کے خانوں نے اس کے ملک پر حملہ کیا مگر طغان خاں نے یکایک مرض سے شفا پا کر ان کو بہت بڑی شکست دی۔ ۴۰۸ھ ہجری میں طغان خاں مرگیا اور ارسلان خاں اُس کا جانشین ہوا۔ ۴۱۶ھ ہجری میں اس سے اور سلطان محمود سے لڑائی ہوئی اس میں ارسلان کو شکست ہوئی اور وہ مارا گیا۔ اس کے بعد قدر خاں تخت نشین ہوا اس نے کاشغر اور ختن کا پورا ملک فتح کرلیا

اور اس طرح اپنی حکومت مشرق کی طرف بہت زیادہ بڑھالی۔ قدرخاں ۴۲۳ھ ہجری میں مرگیا اور ارسلان خاں اس کا بیٹا جانشین ہوا۔ ۴۲۵ھ ہجری میں ارسلان خاں کو اس کے بھائی بغراخاں نے شکست دیکر ملک چھین لیا اور ۴۳۹ھ ہجری میں اُس کو کسی نے زہر دیکر مارڈالا۔ اُس کے بعد اُسکا بیٹا ابراہیم تخت پر بیٹھا۔ ایلک خانی خاندان کا یہ آخری بادشاہ تھا۔ اسی زمانہ کے بعد الیغور قوم کا کوئی دوسرا خاندان جسکو تفغاچ کہتے ہیں کاشغر پر قابض ہوگیا اور اس کے خوانین نے کاشغر میں جداگانہ ریاست قائم کی۔ اس خاندان کا پہلا خان ابراہیم ۴۶۲ھ ہجری میں الپ ارسلان سلجوقی کی لڑائی میں مارا گیا۔ اُس کے بعد اُس کا بھائی خضر خاں اس کا جانشین ہوا۔ بعض مورخین کا قول ہے کہ ابراہیم خان ۴۶۰ھ ہجری میں مرا اور اُس کے بعد اُس کا بیٹا نصر جانشین ہوا اور جب ۴۷۲ھ میں نصر مرگیا تو خضر خاں تخت نشین ہوا۔ خضر خاں کے بعد احمد خاں سال بھر بعد تخت پر بیٹھا اور ۴۸۲ھ ہجری میں اُس کو ملک شاہ سلجوقی نے گرفتار کرکے اصفہان بھیجدیا اور کچھ دنوں بعد ملک شاہ نے اس کو ماوراء النہر کا صوبہ دار مقرر کیا۔

اس کے بعد کچھ دنوں کے لئے مسعود خاں سلجوقیوں کی طرف سے سمرقند میں گورنر رہا اور اس کے بعد قدر خاں ۴۹۵ھ ہجری میں بغاوت کرکے مارا گیا اُس کے بعد محمد خاں ابن سلیمان سلجوقیوں کا فرمانبردار حاکم رہا اُس کا بیٹا نصر خاں ۵۲۳ھ ہجری میں بغاوت میں مارا گیا اور اس کا بیٹا محمد خاں بھی ۵۲۴ھ میں باغی ہوکر قید ہوگیا اور ۵۲۶ھ ہجری میں اُسکا بیٹا محمود خاں سمرقند کا گورنر کیا گیا۔

خاندان بویہ یعنی دیلمی

کہتے ہیں کہ ابو شجاع بویہ بہرام گور کی نسل سے تھا اور بعضوں کے نزدیک یہ دیلم بن ضبہ کی اولاد میں سے تھا۔ ابو علی مسکویہ مورخ لکھتا ہے کہ یہ شخص یزدجرد ساسانی کی نسل میں سے تھا۔ ابو شجاع ایک متوسط الحال شخص تھا اس کے تین بیٹے تھے علی حسن اور احمد۔ ابو شجاع بویہ ماکان بن کاکی طبرستان کے گورنر کے ہاں ملازم تھا اور اس کے تینوں بیٹے سفار ابن شیرویہ اور مرداویج ابن زیاد اور وشمگیر کے ہاں ملازم تھے۔ سامانیوں کے عہد میں جو ملکی انقلابات دیار دیلم میں ہوتے رہے اُن میں ابو شجاع کو اقتدار و عروج ہوتا گیا۔ آخری ۳۲۱ھ میں جب مظفر ابن یاقوت نے مرداویج کو شکست دیکر لرستان پر حملہ کیا تو ابو شجاع لرستان کا حاکم تھا۔ آل بویہ کی کوشش سے مظفر کو شکست فاحش ہوئی اور اُس کا مال

لشکر بکثرت اُن کے ہاتھ آیا جس سے اُن کی سلطنت کی بنیاد پڑ گئی۔ اس کے بعد آل بویہ نے شیراز کو فتح کر کے اس کو اپنا دار الامارت بنایا اور علی ابن بویہ جو بعد میں عماد الدولہ کے لقب سے مشہور رہا شیراز کا اول امیر ہوا۔ شیراز میں سے مظفر کا مدفون خزانہ برآمد ہوا اور اس کی بدولت آل بویہ کی قوت اور بھی زیادہ ہو گئی۔

علی نے اپنے ایک بھائی کو لشکر دیکر عراق کی طرف روانہ کیا اور دوسرے بھائی احمد کو کرمان کی طرف بھیجا۔ ان تینوں بھائیوں کی جدوکوشش سے آل بویہ عراق وعجم و عرب فارس و کرمان و خوزستان و لرستان پر قابض ہو گئے۔ عماد الدولہ نے ۳۳۸ھ ہجری میں وفات پائی۔ رکن الدولہ یعنی حسن کو اکثر وشمگیر اور سلاطین سامانیہ سے لڑائیاں لڑنی پڑیں جن کا حال سامانیوں کے حکومت کے بیان میں آچکا ہے۔

رکن الدولہ نے مرنے سے پہلے اپنے بیٹوں کو مختلف مقامات کی حکومت سپرد کر دی۔ فارس و کرمان اور اہواز کی حکومت عضد الدولہ کو دی۔ ہمدان و رے و طبرستان پر فخر الدولہ حاکم ہوا اور اصفہان کی حکومت موید الدولہ کو ملی۔ رکن الدولہ نے عماد الدولہ کے بعد ساڑھے سترہ سال حکومت کر کے انتقال کیا یہ بادشاہ عادل نیک سیرت اور علم دوست تھا اس کے عہد میں ملک میں اشاعت علم و تجارت و زراعت کی بہت ہوئی۔

عماد الدولہ نے اپنے بھائی احمد بویہ کو جسکا لقب معز الدولہ تھا کرمان کی فتح پر مامور کیا تھا۔ چنانچہ معز الدولہ نے علی ابن کلویہ اور محمد ابن الیاس سے متعدد لڑائیاں لڑ کر کرمان کو فتح کر لیا۔ کرمان سے وہ اہواز پر حملہ آور ہوا اور خلیفہ کے عاملوں کو وہاں سے نکالدیا۔ خلیفہ نے اُس کے مقابلہ کے لئے توزون کو ایک لشکر جرار کے ساتھ بھیجا۔ بارہ روز تک معز الدولہ اور توزون میں سخت لڑائی برپا رہی آخرکار توزون کو شکست ہوئی اور اہواز معز الدولہ کے قبضہ میں رہا۔ ۳۳۳ھ ہجری میں واسط پر دوبارہ معز الدولہ اور توزون سے مقابلہ ہوا۔ معز الدولہ بے لڑے اہواز کو لوٹ آیا۔ جب سال بھر بعد توزون مر گیا معز الدولہ نے واسط پر حملہ کر کے قبضہ کر لیا اور بغداد پر بڑھنے کی تیاریاں کیں۔ بغداد کے قریب معز الدولہ اور جدید امیر الامراء ابن شیراز سے مقابلہ ہوا اور توزون کے جانشین کو کامل شکست ہوئی۔ معز الدولہ نے فوراً بغداد پر قبضہ کر لیا۔ اور خلیفہ سے بیعت کر کے آپ بغداد کا امیر الامراء بنا۔ خلیفہ نے اس کو معز الدولہ کا خطاب عطا کیا اور اس کے بھائی علی کو عماد الدولہ اور حسن کو رکن الدولہ کا خطاب ملا۔ معز الدولہ نے خلیفہ مکتفی کے خرچ کے لئے پانچہزار درہم روزانہ مقرر کر دیئے۔ اُسی سال میں اُس نے

ملتقی کی جگہہ مطیع کو خلیفہ کیا۔ ناصر الدولہ والی موصل اور ابن شیرزاد نے ۳۳۵؁ ہجری میں بغداد
پر حملہ کر کے نصف شہر پر قبضہ کر لیا۔ آخر کار دونوں میں صلح ہوگئی اور معز الدولہ بغداد پر قابض رہا
ناصر الدولہ والی موصل اور معز الدولہ میں مختلف کامیابی کے ساتھ آخر تک لڑائیاں رہیں۔ ۳۵۶ھ
میں اُس نے وفات پائی اور اس کا بیٹا عز الدولہ بختیار بغداد کا امیر الامرا ہوا۔ یہ ایک عرصہ تک
اس عہدہ پر رہا آخر کار عضد الدولہ پسر رکن الدولہ والی کرمان و فارس نے تکریت پر اُسکو شکست
دیکر گرفتار کر لیا اور قتل کر ڈالا اور خود بغداد کا امیر الامرا بنگیا اور عراق عرب کو فتح کر لیا۔ اسکے عہد
میں بغداد سے مکہ معظمہ تک راستہ درست کیا گیا اور کوئیں کھُدواے گئے اور نہروں کی مرمت
کی گئی اور بغداد میں ایک بہت بڑا شفاخانہ بنایا گیا۔ ۳۷۲ھ میں اُسنے وفات پائی۔

رکن الدولہ کا دوسرا بیٹا مؤید الدولہ اپنے بہائی عضد الدولہ کی ماتحتی میں فارس پر حکمران رہا اور اپنی
زندگی میں رکن الدولہ کے تیسرے بیٹے فخر الدولہ سے لڑتا رہا۔ جب ۳۷۳؁ ہجری میں مویدالدولہ مرگیا
فخر الدولہ اس کے ملک پر قابض ہوگیا۔ اس کے وقت میں عضد الدولہ کے بیٹے شرف الدولہ نے بغاوت
کی اور فخر الدولہ نے اُس کو گرفتار کر لیا۔ کہتے ہیں کہ اسکے وقت میں جرجان میں ایک سکہ ہزار مثقال
سونے کا تیار کیا گیا تہا۔ ۳۸۷؁ ہجری میں وہ مرگیا۔ اس کے بعد عضد الدولہ کا بیٹا شرف الدولہ
ابو الفوارس شیرزیل فارس کے تخت پر بیٹھا اُس نے اپنے بہائی صمصام الدولہ بغداد کے امیر الامرا
کو قید کر کے بغداد پر قبضہ کر لیا۔ اور ۳۷۹؁ ہجری میں وفات پائی۔

اس کے بعد اس کے بیٹے بہاء الدولہ اور صمصام الدولہ میں بہت لڑائیاں ہوکر فارس اور جرجان
صمصام الدولہ کو ملا اور خوزستان و عراق عرب بہاء الدولہ کے قبضہ میں آیا۔ تہوڑے عرصہ کے
بعد ان دونوں میں پہر لڑائی ہوئی اور آخر کار بہاء الدولہ نے صمصام الدولہ سے ایران و جرجان
چھین لیا اور آل بختیار سے کرمان لے لیا۔ بہاء الدولہ ۴۰۳؁ ہجری میں مرگیا۔

رَے کے صوبہ پر فخر الدولہ کا بیٹا مجد الدولہ حاکم ہوا۔ مجد الدولہ فخر الدولہ کے انتقال کے وقت بہت
کم سن تہا۔ اس کی صغر سنی میں اسکی والدہ سیدہ خاتون سلطنت کا انتظام نہایت عقلمندی کے
ساتہہ کرتی رہی۔ سن بلوغ کو پہنچکر مجد الدولہ نے اپنی ماں سے مخالفت کی اور ماں بیٹوں میں لڑائی ہوگئی
سیدہ خاتون نے بدر ابن حسنویہ حاکم خوزستان کی مدد سے مجد الدولہ پر فتح پائی اور اپنے بیٹے کے

ملک پر قابض ہوگئی۔ کہتے ہیں کہ سلطان محمود نے سیدہ سے یہ کہلا بھیجا کہ یا تو اپنے ملک میں میرے نام کا خطبہ جاری کرو ورنہ لڑائی کے لئے تیار ہو جا۔ سیدہ نے اس کے جواب میں یہ تحریر کیا کہ مجھ کو اپنے شوہر کی زندگی میں اس کا اندیشہ تھا کہ اگر سلطان نے ایسا مطالبہ کیا تو مشکل ہو جائے گی مگر اُنکی وفات کے بعد یہ اندیشہ جاتا رہا کیونکہ اگر سلطان مجھ پر لشکر کشی کرے گا اور غالب آئیگا تو سلطان کیلئے وہ کچھ ناموری کی بات نہیں کہ ایک بیوہ پر فتح پائی اور اگر اتفاق سے سلطان کو شکست ہوگئی تو یہ دھبہ کبھی نہ مٹے گا کہ ایک عورت سے سلطان ہار گیا۔ اس جواب کو سنکر سلطان محمود نے اس کی زندگی میں سیدہ کے ملک کی طرف کبھی خیال بھی نہ کیا۔ جب تک سیدہ زندہ رہی رَے میں بہت رونق اور آسودگی رہی۔ اس کے بعد سلطان محمود نے قبضہ کرلیا اور مجد الدولہ اور اس کے بیٹے کو قید کر کے غزنین کو بھیجدیا۔

فارس میں بہاء الدولہ کے بعد سلطان الدولہ تخت پر بیٹھا اس نے ایک بھائی جلال الدولہ کو بصرہ کی حکومت دی اور دوسرے بھائی ابو الفوارس کو کرمان کا حاکم کیا۔ ابو الفوارس کچھ دنوں بعد باغی ہوگیا اور بہاء الدولہ اور ابو الفوارس میں ایک مدت تک خانہ جنگی رہی۔ سلطان الدولہ ۴۱۳ھ ہجری میں مرگیا اور اس کا بیٹا ابو کالنجار اس کا جانشین ہوا۔

ابو الفوارس اور ابو کالنجار میں بھی لڑائیاں ہوتی رہیں جن میں ابو کالنجار کامیاب ہوا۔ ابو الفوارس جلال الدولہ کی وفات کے بعد بغداد میں امیر الامرا ہوگیا۔

ابو الفوارس کا ایک بیٹا ملک رحیم خسرو کچھ دنوں تک بغداد کا امیر الامرا رہا اور آخر کار ترکوں کے ہاتھ گرفتار ہوگیا۔ اس کا دوسرا بیٹا ابو منصور فولادستون کچھ دن تک فارس کا حاکم رہا اس کے بعد اس کے سپہ سالار فضل بن حسن نے جس کو فضلویہ کہتے ہیں اس کو قید کرلیا اور آپ حکومت پر قابض ہوگیا۔ فضلویہ کو الپ ارسلان نے گرفتار کرلیا اور وہ قید میں مرگیا۔ ابو کالنجار کا ایک بیٹا ابو علی کیخسرو الپ ارسلان کے دربار میں ملازم رہا اور ۴۸۷ھ ہجری میں اس نے وفات پائی

خاندان غزنوی

خاندان غزنوی کا بانی الپتگین تھا جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ الپتگین قوم کا ترک تھا۔ اپنی دانشمندی اور

بہادری سے اس نے فوجی ملازمت میں اس قدر ترقی کی کہ آخرکار خراسان کا حاکم ہو گیا۔ جب احمد سامانی کی وفات پر اراکین سلطنت میں اختلاف پیدا ہوا کہ اس کے بیٹے نصر کو تخت پر بٹھایا جائے یا اس کے چچا اسحق کو تو الپتگین نے اُن امراء سے اتفاق کیا جو اسحق کے طرفدار تھے۔ جب نصر تخت پر بیٹھ گیا اس نے الپتگین کو گرفتار کرنا چاہا۔ الپتگین باغی ہو کر غزنین کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس نے بلخ اور غزنین پر سامانی لشکر کو چند مرتبہ شکستیں دیکر غزنین پر قبضہ کر لیا اور خود مختار حاکم ہو گیا سنہ ۳۶۵ھ یعنی ۹۷۵ء میں الپتگین کا انتقال ہو گیا۔ چونکہ وہ لاولد تھا اس کا غلام سبکتگین غزنین کی حکومت پر اُس کا جانشین ہوا۔ اُس کو سامانیوں کے ہاں سے ناصر الدین کا لقب عنایت ہوا۔

سبکتگین نے ریاست بست اور قلعہ قصدار کو فتح کر کے اپنے ملک کو وسیع اور مستحکم کیا۔ علاوہ ان لڑائیوں کے جو اس نے ابو علی اور فایق سے سامانیوں کی امداد میں لڑیں اس نے ہندوستان پر چند مرتبہ جہاد کیا اور جیپال ہندی پر سخت لڑائی لڑ کر فتح پائی۔ سنہ ۳۸۷ ہجری میں اس کا انتقال ہو گیا امیر سبکتگین کے بعد اس کا بیٹا اسمٰعیل جانشین ہوا۔ سبکتگین کی وفات کے وقت محمود نیشاپور میں اپنی صوبہ کی حکومت پر تھا۔ پہلے تو محمود نے چاہا کہ بغیر لڑائی کے اسمٰعیل سے معاملہ ہو جائے مگر جب اس میں ناکامی ہوئی وہ نیشاپور سے غزنین پر بڑھا اور غزنین کے قریب اسمٰعیل سے ایک خونریز لڑائی ہوئی۔ اسمٰعیل کو شکست ہوئی اور وہ گرفتار ہو گیا اور محمود کے پاس تمام عمر قید رہا۔

جب منصور دوم سامانی نے ایلک خاں کے دباؤ سے اس کے طرفدار فایق کو اپنے ملک کی حکومت دیدی اور فایق و بکتوزن وزیر دونوں ملگئے انہوں نے محمود سے خراسان کی حکومت چھیننی چاہی اور ایک جدید گورنر خراسان پر مقرر کیا۔ مگر محمود نے اسکو قبضہ نہ دیا اور عبد الملک کے وقت میں خلیفہ سے امارت خراسان کا فرمان اپنے نام لکھوا لیا۔ خلیفہ نے اس موقع پر محمود کو امین الملت یمین الدولہ کا خطاب دیا۔ ادہر ایلک خان نے عبد الملک کو قید کر کے ماوراء النہر پر قبضہ کر لیا۔ سلطان محمود اور ایلک خاں میں ایک مدت تک اتحاد اور دوستی رہی اور دریائے جیحوں اُن کے ملکوں کی سرحد مقرر ہوا۔ اس انتظام سے فراغت ہو کر محمود نے ہندوستان پر جہاد کی تیاری کی۔

سنہ ۳۹۱ ہجری یعنی سنہ ۱۰۰۰ء میں سلطان محمود غزنین سے دس ہزار کی جمعیت سے ہندوستان کیطرف روانہ ہوا۔ پشاور کے قریب جیپال کے لشکر سے مقابلہ ہوا۔ اس لڑائی میں جیپال والئی لاہور

گرفتار ہوگیا۔ آب ستلج سے عبور کرکے اس نے بہٹنڈا کو فتح کیا اور بہت مال غنیمت حاصل کرکے غزنین کو
لوٹ گیا۔ جیپال نے کچھ عرصہ بعد خودکشی کی اور اس کا بیٹا اننگ پال اُس کا جانشین ہوا۔
اس کے ماتحت راجہ بہاٹیہ نے سلطان محمود کی متابعت سے انحراف کیا اور سلطان نے اُسپر فوج
کشی کی راجہ اور اس کے اکثر متابعین ہلاک ہوئے۔ (۳۹۵ھ ہجری)

۳۹۶ھ ہجری میں محمود نے عبدالفتح لودہی والئی ملتان کی بغاوت فرو کرنے کے لئے لشکر کشی کی۔ راہ میں
اننگ پال سے پشاور کے قریب سخت لڑائی ہوئی جس میں اننگ پال کو شکست ہوئی اور وہ کشمیر کو
بہاگ گیا۔ سات دن کے محاصرہ کے بعد والئی ملتان نے متابعت اختیار کی اور محمود نے اُس سے
تاوان جنگ وصول کرکے غزنین کو مراجعت کی کیونکہ اُسکی عدم موجودگی میں ایلک خان نے سیاسی
تگین اور جعفر تگین کو خراسان و بلخ کی طرف روانہ کیا تہا۔ سلطان محمود نے غزنین میں پہنچکر اپنے سپہ سالار
ارسلان حاذب کو سیاسی کے مقابلہ کے لئے بلخ کی طرف بہیجا۔ سیاسی پس پا ہوکر نیشاپور کی طرف چلا گیا
ارسلان نے اُس کا تعاقب کرکے اُس کو گیلان کی طرف ہٹا دیا اور اہل گیلان نے اُس کے لشکر کے بہت
آدمی قتل کرڈالے اور اوس کا بہت سامان لوٹ لیا۔ سیاسی سیستان میں سے ہوتا ہوا بیابان کی
راہ سے مرو کی طرف آیا۔ یہاں ابوعبداللہ طائی سلطان کا عربی لشکر لئے ہوئے موجود تہا۔ سیاسی
اور ابوعبداللہ سے ایک خونریز لڑائی واقع ہوئی۔ اس میں سیاسی کو شکست ہوئی اور وہ صرف چند
آدمیوں کی جمعیت سے جیحوں سے عبور کرکے ایلک خاں کے پاس پہنچا۔

ایلک خان نے قدرخان شاہ ختن سے محمود کے برخلاف مدد طلب کی۔ وہ پچاس ہزار آدمیوں کی
جمعیت سے ایلک خاں کی مدد کو آیا۔ ایلک خاں اور قدرخاں نے ملک بلخ پر حملہ کیا۔ ادہر سلطان محمود
نے اُن کے مقابلہ کے لئے اپنا لشکر آراستہ کیا اور میدان جنگ میں پانسو ہاتہی بہی لایا۔ بلخ کے قریب
دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا۔ ہاتہیوں نے ترکوں کی صفوں کو برباد کردیا اور ترک بہاگ نکلے۔
اُن کے آدمی بہت کثرت سے قتل ہوئے اور ایلک خاں بمشکل تمام چند آدمیوں کے ہمراہ جیحوں سے
عبور کرکے بہاگ گیا (۳۹۷ھ ہجری)

اس اثنا میں اننگ پال باغی ہوگیا تہا۔ محمود نے ۳۹۹ھ ہجری یعنی ۱۰۰۸ع میں ہندوستان پر
چوتھا حملہ کیا۔ اننگ پال کی مدد کے لئے راجگان اجین۔ گوالیار۔ کالنجر۔ قنوج۔ دہلی اور اجمیر

اپنی اپنی فوج سے پنجاب میں پہنچ گئے اور پشاور کے نزدیک ان سے کئی روز تک لڑائی رہی جس میں
کثرت لشکر کے سبب سے ہندوؤں کو غلبہ رہا مگر آخر کار یکایک ان کے لشکر کے افسر کا ہاتھی تیروں کے
صدمہ سے میدان جنگ سے بھاگا اور ان لشکر کے پاؤں اکھڑ گئے۔ بیس ہزار آدمی معرض قتل میں آئے
اور محمود نے ان کا تعاقب کر کے ان کو بالکل منتشر کر دیا۔ اس کے بعد وہ ناگرکوٹ کے مندر پہ پہنچا وہاں سے
سات لاکھ دینار سرخ سات سو من سونے چاندی کے برتن دو سو من خالص سونا دو ہزار من چاندی بیس من
جواہرات جن میں موتی مونگا ہیرا اور یاقوت تھے ہاتھ لگے۔ سنہ ۴۰۱ھ میں اس نے غور کی بغاوت کو فرو
کیا اور وہاں کے حاکم محمد بن سوری نے خودکشی کی۔

سنہ ۴۰۳ھ میں محمود کے جرنیلوں نے غرجستان کو جو غور سے ملحق تھا فتح کیا۔ غرجستان کے حاکموں کا لقب
شار تھا۔ محمود کے زمانہ میں غرجستان کا حاکم پہلے ابونصر تھا۔ جب اس کا بیٹا ابو محمد سن بلوغ کو پہنچا
ابونصر نے گوشہ نشینی اختیار کی اور اپنے بیٹے کے سپرد حکومت کر دی۔ پہلے یہ باپ بیٹے سامانی سلطنت
کے مطیع تھے اور اس کے زوال کے بعد غزنوی خاندان کی متابعت اختیار کی۔ سلطان محمود کے زمانہ میں
ابو محمد نے بغاوت کی۔ محمود نے ارسلان حاجب کو غرجستان پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ ابونصر نے بغیر لڑے متابعت
کر لی اور وہ ہرات کو بھیج دیا گیا۔ ابو محمد قلعہ بند ہو گیا مگر تھوڑے سے مقابلہ کے بعد قلعہ فتح ہو گیا اور ابو محمد
غزنین کو بھیج دیا گیا۔ محمود نے غرجستان کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔

اس سال میں خراسان علی الخصوص نیشاپور میں بہت بڑا قحط پڑا یہاں تک کہ لوگوں کو ایک دانہ اناج
کا میسر نہ آیا۔ اسی سال میں (۴۰۱ھ) محمود نے ملتان پر حملہ کر کے ابوالفتح لودھی کو قید کر لیا اور اس کو
غزنین میں لے آیا۔ سنہ ۴۰۲ ہجری میں محمود نے تھانیسر کے مشہور مندر پر دھاوا کر کے قبل اس کے کہ ہندوستان
کے راجہ اس کی محافظت کے لئے فوج جمع کر سکیں اس کو لوٹ لیا اور بہت مال غنیمت اور قیدیوں کو
لیکر غزنین کو لوٹ آیا۔

اس کے بعد اس نے تین سال میں دو مرتبہ کشمیر پر تاخت کیا اور وہاں سے بہت مال غنیمت حاصل کیا۔
سنہ ۴۰۸ ہجری میں محمود نے خوارزم کے ملک کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ سبب یہ ہوا کہ جب ابوعلی مامون
خوارزم شاہ جسکو محمود کی بہن بیاہی ہوئی تھی مر گیا تو اس کا بھائی مامون ابن مامون تخت نشین ہوا اور
سلطان محمود سے اس نے ربط و اتحاد بڑھایا۔

اسکی حکومت کے آخر زمانہ میں سلطان محمود نے اس کو یہ پیغام بھیجا کہ خوارزم میں خطبہ اُس کے نام کا جاری کیا جائے۔ مامون نے اپنی سلطنت کے امرا اور رؤسا سے اس بارہ میں مشورت کی سب نے متفق اللفظ مامون کو سلطان کی متابعت قبول کرنے سے منع کیا۔ فوج کے سپہ سالار نیا لتگین نے اس خوف سے کہ کہیں مامون سلطان محمود کی متابعت اختیار نہ کرلے اُس کو بعض امرا کی سازش سے چپکے سے قتل کرڈالا اور سلطان سے لڑنے کی تیاری کی۔ سلطان نے یہ خبر پاکر اُن پر فوج کشی کی اور ایک شدید لڑائی کے بعد نیا لتگین اور دیگر باغیوں کو گرفتار کرلیا اور خوارزم پر التونتاش کو اپنی طرف سے حاکم مقرر کیا۔

۴۰۹ھ ہجری میں محمود نے بہت بڑے جہاد کی تیاری کی اُس نے اپنے ملک کے مختلف حصّوں سے ایک لاکھ سوار اور بیس ہزار پیدل جمع کئے اور کشمیر کی طرف پہاڑوں کے نیچے نیچے سب دریاؤں کو عبور کرکے وہ جمنا کے کنارہ کنارہ یکایک قنوج پر پہنچ گیا اور قنوج کے راجہ نے سلطان سے لڑنا قرین مصلحت نہ سمجھا کیونکہ وہ لڑائی کے لئے تیار نہ تہا۔ تین روز تک محمود اُس کے ہاں مہمان رہا بعدازاں متھرا پر حملہ کیا اور اس شہر کو بیس روز تک لوٹا مگر وہاں کے بُت خانوں کو خراب و برباد نہیں کیا کیونکہ وہ بہت ہی خوبصورت عمارتیں تھیں۔ متھرا سے وہ مہابن کی طرف گیا۔ مہابن کے راجہ نے متابعت اختیار کی مگر اتفاق سے سلطان کے اور راجہ کے سپاہیوں میں لڑائی ہوگئی اور راجہ نے خوف کے مارے معہ اپنی رانیوں کے خودکشی کی۔

سونج شہر میں بھی راجپوتوں نے جب دیکھا کہ محمود کے ہاتھ سے بچنا ناممکن ہے اپنی عورتوں کو مار ڈالا اور بعض نے خودکشی کی اور بعض لڑ کر مر گئے۔

محمود بہت مال غنیمت لیکر غزنین کو لوٹ گیا۔ ۴۱۳ھ ہجری میں محمود نے سنا کہ کالنجر کے راجہ نے اس کے دوست قنوج کے راجہ پر فتح پائی ہے وہ فوراً قنوج کی طرف روانہ ہوا۔ راہ میں جیپال دوئم والئے لاہور نے سلطان کو روکنا چاہا۔ محمود نے اُس کو قید کرکے اُس کا ملک اپنی سلطنت میں ملالیا اور وہاں ایک حاکم مقرر کیا۔ جب محمود قنوج میں پہنچا کالنجر کا راجہ والئے قنوج کو قتل کرچکا تھا۔

۴۱۴ھ ہجری میں محمود نے راجہ کالنجر پر چڑہائی کی۔ ۴۱۵ھ ہجری میں محمود نے جہاد کی بہت بڑی تیاری کی اور غزنین سے ایک مہینے میں ملتان پہنچا۔ چونکہ ملتان سے آگے ریگستان طے کرنا تہا اس نے سامان رسد کے لئے اپنے ہمراہ بیس ہزار اونٹ لئے۔ ملتان سے وہ اجمیر میں پہنچا۔ اجمیر کا راجہ مقابلہ کے لئے تیار نہ تہا

وہ اپنے ملک سے بھاگ گیا۔ اجمیر کو لوٹ کر محمود گجرات کی طرف روانہ ہوا اور انہل واڑہ میں پہنچا جو گجرات کا تختگاہ تہا۔ یہاں کا راجہ بہی مقابلہ کے لئے تیار نہ تہا وہ بہی بہاگ گیا۔ اور محمود یہاں سے سیدہا سومناتہ کے مندر پر پہنچا۔ یہ مندر ایسی جگہہ واقع تہا کہ اس کے چاروں طرف سمندر تہا صرف ایک تنگ راستہ خشکی کا تہا۔ اس راستہ کو وہاں کے راجپوت پجاریوں نے بدرجہ غایت دمدموں اور برجوں سے مستحکم کر رکہا تہا۔ محمود نے ان فصیلوں پر دو روز تک حملے کئے اور راجپوتوں نے اون کو بہت خونریزی کے ساتھ روکا۔ تیسرے روز گرد و نواح کے راجہ اپنی اپنی فوج لیکر مندر کی مدد کے لئے آپہنچے اور محمود ان نئے دشمنوں کی طرف متوجہ ہوا چونکہ ہندو اپنے مقدس بتخانہ کے لئے لڑ رہے تہے وہ اس بہادری سے جان توڑ کر لڑے کہ مسلمانوں کو ان کا فتح کرنا مشکل ہوگیا۔ اتنے میں انہل واڑہ کا راجہ بہت بڑی فوج لیکر ہندوؤں کی مدد کے لئے آگیا۔ اس جدید دشمن کے وقت پر پہنچنے سے مسلمانوں کے دل ہراساں ہوگئے اور ان کے قدم متزلزل ہونے لگے۔ ادہر محمود خدائے تعالی کے روبرو سربسجود تہا اور فتح کی دعا مانگ رہا تہا۔ دعا سے فراغت پاکر وہ اپنے گہوڑے پر سوار ہوا اور اپنے لشکر کے آگے اپنا گہوڑا بڑہا کر دشمن پر حملہ کیا۔ بادشاہ کو جاتے ہوئے دیکہکر سارے لشکر نے ایک نعرہ اللہ اکبر کا مارا اور دشمن پر ایسا زبردست حملہ کیا کہ ان کے قدم اکہڑ گئے۔

اس نمایاں فتح سے مندر کے محافظین کے دل ہار گئے اور وہ کشتیوں پر سوار ہوکر سمندر کی راہ بہاگ گئے اور سومناتہ کا مشہور مندر محمود کے قبضہ میں آگیا۔ محمود نے دیکہا کہ مندر کی عمارت نہایت عظیم الشان ہے جس کے چہپن ۵۶ ستون تہے اس مندر کے اندر بہت تاریکی تہی اور ایک جہاڑ کی روشنی ہو رہی تہی جو سونے کی زنجیر سے چہت میں لٹکا ہوا تہا۔ دروازہ کے سامنے سومناتہ کا بت پانچ گز کا تہا۔ جب یہ بت توڑا گیا تو اس کے جوف میں سے اس قدر بیش بہا جواہر نکلے کہ ان کی قیمت کا اندازہ مشکل تہا۔ اس بت کے چار ٹکڑے کئے گئے۔ کہتے ہیں کہ ایک مکہ معظمہ کو بہیجا گیا اور ایک مدینہ منورہ کو اور دو غزنین میں رکہے گئے جن میں سے ایک شاہی محل میں اور ایک جامع مسجد میں رکہا گیا۔ کہتے ہیں کہ جو مال غنیمت یہاں سے حاصل ہوا وہ محمود کو کبہی حاصل نہ ہوا تہا۔ یہاں سے محمود انہل واڑہ میں آیا اور وہاں ایک سال تک رہکر ملتان کی طرف روانہ ہوا۔ ریگستان میں نہایت درجہ مصیبت اٹہاکر وہ ملتان میں پہنچا اور وہاں سے غزنین کو چلا گیا۔ اسی سال کے اندر محمود پہر ملتان کی طرف اس غرض سے آیا کہ راہ میں جن جاٹوں کی

قوم نے اُس کا مقابلہ کیا تہا ان کی سرکوبی کرے چنانچہ اس نے بہت جلد ان کو قتل و غارت کرکے اُن کی عورتوں اور بچوں کو قید کرلیا اور غزنین کو لیگیا۔

اس زمانہ میں مجدالدولہ دیلمی والئی رَے کی والدہ سیدہ خاتون مرگئی اور مجدالدولہ اپنے ملک کا کامل انتظام نہ کرسکا۔ آخر کار سلطان محمود نے اُس کو گرفتار کرلیا اور ملک رَے کو اپنی سلطنت میں شامل کرلیا جیسا کہ خاندان دیلمی کے حالات میں اوپر بیان ہوچکا ہے۔ سنہ ۴۲۰ھ میں یعنی سنہ ۱۰۲۱ھ میں محمود کا انتقال ہوگیا اور غزنین میں مدفون ہوا

سلطان محمود نہ صرف بڑا فاتح اور بہادر جرنیل تہا بلکہ اُس کی بہت بڑی خوبی یہ ہتی کہ وہ علم دوست اور عالموں کا بڑا مربی تہا۔ اُس نے غزنین میں ایک دارالعلوم قایم کیا جس کے معلموں کی تنخواہ ایک لاکھ روپیہ ماہوار مقرر تہی۔ اس دارالعلوم کے متعلق بہت بڑا کتب خانہ اور عجائب گھر تھا۔ چونکہ وہ علما کو بہت کچھہ انعامات دیتا تہا اس لیئے غزنین میں ہر فن و علم کے اُستاد اس قدر کثرت سے جمع ہوگئے تہے کہ ایشیا کے کسی بادشاہ کو کبہی میسر نہ ہوئے علی الخصوص شعرا جن کا سردار فردوسی کو سمجہنا چاہئے۔ اس نے محمود ہی کی فرمایش سے ایران کی بے نظیر منظوم تاریخ لکہی جو آجتک شاہنامہ کے نام سے سارے ایشیا میں مشہور و معروف ہے۔ جب فردوسی اس کے اشعار محمود کے روبرو پڑہتا تہا وہ وجد کرتا تہا اور اس قدر انعام دیتا تہا کہ اگر فردوسی کی جگہہ کوئی اور شخص ہوتا تو اسکی پشت در پشت کے تمول کے لئے کافی ہوجاتا مگر فردوسی نے احسان فراموشی کی اور آخر میں محمود کی ہجو لکھکر دنیا میں یہ مشہور کیا کہ محمود کنجوس تہا مگر محمود کی عالی ہمتی کی شہادت اس بات سے اور بہی زیادہ مضبوط ہوگئی کہ اس نے اس ہجو پر بہی فردوسی کو بہت بڑا انعام بہیجا گو وہ اُسکی زندگی میں اس تک نہ پہنچا اور اس کی بیٹی کو ملا۔

محمود کو عمارات کا بہی شوق تہا اس نے غزنین میں سنگ مرمر کی ایسی عالیشان اور خوبصورت مسجد تعمیر کرائی کہ جس کا نظیر دنیا میں نہ تہا اور دیکہنے والا اُس کو دیکہکر حیران رہجاتا تہا۔ اُس کے امرا نے بہی اُس کی تقلید کی اور اس طرح غزنین میں بہت عالیشان عمارتیں بن گئیں۔

محمود کو اپنی رعایا کی حفاظت کا بہت خیال رہتا تہا اور یہی سبب تہا کہ گو وہ دور دور کی مہمات پرجاتا تہا مگر اس کی غیرحاضری میں سلطنت میں ظلم و فساد نہ ہوتا تہا۔ ایک دفعہ ایک شخص نے محمود سے

شکایت کی کہ کوئی فوجی افسر اس کی جورو سے زبردستی روز بدکاری کرتا ہے۔ محمود نے اس کے ساتھ جا کر اور چراغ گل کر کے اس ظالم کو قتل کر ڈالا۔ اور پھر حکم دیا کہ روشنی میں مقتول کو دیکھا جائے کہ کون شخص ہے۔ صرف اس لئے چراغ گل کیا گیا تھا کہ اُس کو گمان تھا کہ یہ ظالم اس کا بھتیجا یا بیٹا ہوگا ورنہ اور کسی کو اس قدر جرأت ہونا مشکل تھا۔ بس اس لئے اندھیرے میں اس کو قتل کیا تاکہ انصاف میں رحم سے خلل نہ پڑسکے۔

ایکدفعہ عراق کے راہ میں ایک قافلہ لٹ گیا اور بہت آدمی قتل ہوئے۔ ایک مقتول سوداگر کی عورت نے غزنین میں پہنچکر محمود سے فریاد کی۔ محمود نے کہا کہ اس قدر دور کے ملک میں انتظام کرنا بہت دشوار ہے۔ عورت نے کہا کہ پھر تم اس قدر بعید ممالک کو جن کا انتظام نہیں کر سکتے کیوں فتح کرتے ہو اور خدا کے آگے کیا جواب دو گے۔ محمود بہت شرمندہ ہوا اور عراق کا پورا پورا انتظام کیا۔

سلطان محمود کی وفات کے بعد اس کا بیٹا محمد تخت نشین ہوا۔ اُس کا بھائی مسعود عراق و عجم کا گورنر تھا۔ محمود کا لشکر مسعود کا زیادہ طرفدار تھا کیونکہ وہ اپنے بھائی کی بہ نسبت بہتر سپاہی تھا۔ جب مسعود غزنین کی طرف بڑھا اور سلطان محمد بھی بھائی سے لڑنے کو غزنین سے نکلا فوج نے مسعود کی طرفداری کی اور محمد کو قید کر لیا۔ مسعود نے غزنین میں پہنچکر عراق کا گورنر ابوسہل کو مقرر کیا اور اصفہان کی حکومت پر علاؤالدولہ ابن کاکویہ کو بھیجا۔ اس سے فراغت پا کر اُس نے ماوراءالنہر کے فتح کرنے کی کوشش کی اور اپنے سپہ سالار التونتاش کو جسے محمود خوارزم کا گورنر مقرر کر گیا تھا بہت فوج لیکر ماوراءالنہر میں بھیجا۔ التونتاش نے بہت آسانی سے بخارا پر قبضہ کر لیا اور وہاں سے سمرقند پر بڑھا۔ راستہ میں علی تگین نے ایک قلب و مستحکم مقام پر اُس کا مقابلہ کیا اور دونوں لشکروں میں ایک خونریز لڑائی واقع ہوئی۔ گو میدان جنگ التونتاش کے ہاتھ رہا مگر وہ زخمی ہو گیا اور دوسرے روز مر گیا اور مسعود کا لشکر ہرات کو لوٹ آیا۔

اس کے بعد اس نے صوبہ ہیران کو فتح کیا اور دوبارہ ایک بڑا لشکر ماوراءالنہر میں بھیجا جس نے راستہ میں برف ریزی کے سبب سے اس قدر نقصان اُٹھایا کہ اُس کو ناکام غزنین کو لوٹنا پڑا۔ اب مسعود کو اپنا ملک سلجوقیوں سے بچانا پڑا جنہوں نے طغرل بیگ اور جغر بیگ کی سرکردگی میں وسط ایشیا کو فتح کرنا شروع کر دیا تھا اور آخرکار انہوں نے تمام وسط ایشیا کو فتح کر لیا۔ چونکہ اُس زمانہ سے وسط

ایشیا کے معاملات اور خاندان غزنوی کے حالات خاندان سلجوقیہ کے ساتھ وابستہ ہو گئے اس لئے مسعود کے عہد حکومت کے حالات اور اُس کے جانشینوں کا ذکر خاندان سلجوقیہ کے تحت میں کیا جائیگا

باب ۹ نہم

خاندان سلجوقی۔ خاندان خوارزم شاہی۔ حکومت قراختائی

کہتے ہیں کہ دراصل سلجوقی ترک کا بک قوم کی ایک شاخ ہیں جو دشت خزرقان میں رہتے تھے۔ ان ترکوں کا سردار بیغو بیگ یا بیغو خان تھا۔ اسکی ہاں دقاق نامی ایک سردار فوج میں ملازم تھا۔ دقاق کے بعد اُس کا بیٹا سلجوق بیغو کے پاس نوکر رہا۔ ایک عرصہ کے بعد سلجوق اور بیغو میں ناراضگی ہو گئی اور سلجوق اپنے ہمراہ سو آدمی لیکر سمرقند کی طرف چلا گیا اور جند کے گرد و نواح میں آباد ہوا اور یہاں پہنچکر اس نے دین اسلام اختیار کیا۔ رفتہ رفتہ غز ترکمانوں نے اُس کی متابعت اختیار کر لی اور اُس نے ایلک خاں کے برخلاف ابراہیم سامانی کی مدد کی اور ایلک خاں کو شکست دی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ سلجوق کے تین بیٹے تھے میکائیل۔ موسیٰ اور ارسلان بیغو۔ جب اس کا بیٹا میکائیل ایک لڑائی میں مارا گیا سلجوق نے اُس کے تینوں بیٹوں طغرل بیگ اور جغر بیگ اور داؤد کو فرزندوں کی طرح پرورش کیا اور اپنی وفات کے وقت ان کو قوم کا افسر مقرر کر گیا۔ طغرل بیگ اور جغر بیگ بغراخاں والئی ختا سے لڑتے رہے۔ اس لڑائی میں ان دونوں بھائیوں کو فتح نصیب ہوئی۔ کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں آل سلجوق نے اسرائیل نامی ایک سردار قوم کو سلطان محمود کے پاس بطور ایلچی کے بھیجا تھا کہ سلطان سے رشتہ محبت اور اتحاد بڑھ جائے۔ اثنائے گفتگو میں محمود نے اسرائیل سے دریافت کیا کہ اگر مجھکو تمہاری قوم سے امداد کی ضرورت ہو تو تم لوگ کس قدر فوج سے مجھکو مدد دیسکتے ہو سلجوقی نے ایک تیر دیا کہ اگر اس تیر کو آپ کسی کے ہاتھ میری قوم کے پاس بھیجدیں گے تو چالیس ہزار سوار مدد کے لئے موجود ہوں گے۔ محمود نے کہا کہ اگر اور زیادہ مدد کی ضرورت ہو تو اس نے دوسرا تیر دیا اور کہا کہ اگر یہ دوسرا تیر بھیجدیا جائیگا تو پچاس ہزار مدد کو پہنچ جائیں گے۔ محمود نے امتحاناً کہا کہ اگر اور بھی زیادہ مدد کی ضرورت ہوئی۔ سلجوقی نے اپنی کمان دیکر کہا کہ اگر یہ کمان بھیجدی جائیگی تو کل قوم مدد کے لئے موجود ہو جائے گی اور ایک لاکھ سوار مدد کے لئے آجائیں گے۔ سلطان محمود نے دھوکا دیکر اسرائیل کو

گرفتار کرکے قلعہ کالنجر میں بھیجدیا اور وہ وہاں قید میں مرگیا۔
جب قدرخاں اور سلطان محمود ماوراالنہر سے واپس چلے گئے اور ایلک خاں از سر نو ملک پر قابض ہوا اُس نے بہت کوشش کی کہ آل سلجوق کو اپنے ساتھ سلطان محمود کے برخلاف ملالے مگر چغر بیگ اور طغرل بیگ نے سلطان محمود سے مخالفت کرنی مناسب نہ سمجھی اور ایلک خاں کے شریک نہ ہوئے۔ جب ایلک خاں نے دیکھا کہ میرا فقرہ کارگر نہ ہوا اُس نے اُن کو آپس میں لڑانا چاہا مگر اس میں بھی ناکام رہا۔ آخر کار اس نے اپنے سردار الپ قرا کو ایک زبردست لشکر کے ساتھ اُن کے استیصال کے لئے بھیجا۔ طغرل بیگ اور چغر بیگ نے الپ قرا کو کامل شکست دی اور الپ قرا لڑائی میں مارا گیا۔ ان ہی دنوں میں چغر بیگ کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا اور اس کا نام اُنہوں نے اس فتح کی یادگار میں الپ ارسلان رکھا۔ اس کے بعد خوارزم شاہ نے ان دونوں بھائیوں کو اپنے ملک میں بلایا اور اپنے سپہ سالار کو حکم دیا کہ اُن پر حملہ کرکے اُن کو قتل و غارت کردے۔ اس دھوکہ میں آکر دونوں بھائیوں نے شکست کھائی اور اُن کے اکثر ہمراہی مارے گئے اور طغرل بیگ و چغر بیگ نے یہ بہتر سمجھا کہ دریائے جیحوں سے عبور کرکے نسا اور ابیورد کے گرد و نواح میں قیام کریں۔ انہوں نے سلطان مسعود ابن محمود سے اجازت حاصل کرکے وہاں قیام کیا۔ بعض مورخین کے نزدیک آل سلجوق نسا اور ابیورد میں سلطان محمود کے وقت میں آباد ہوئے تھے۔ کچھ عرصہ تک وہ سلطان مسعود کی فرمانبرداری کرتے رہے بعد ازاں انہوں نے اپنی عادت کے موافق ملک میں قتل و غارت کرنا شروع کردیا۔ جب مسعود نے بلکتغدی کو ایک بہت بڑا لشکر دیکر اُن کی سرکوبی کے لئے بھیجا طغرل بیگ اور چغر بیگ نے بلکتغدی کو ایک خونریز لڑائی کے بعد مرو کے قریب شکست فاش دی جس سے غزنوی لشکر کا بہت نقصان ہوا اور بہت لوگ قتل و اسیر ہوئے۔ جب یہ خبر سلطان مسعود کو پہنچی وہ بذات خود ایک بڑا لشکر لیکر سلجوقیوں کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا لیکن نیشاپور میں پہنچکر چغر بیگ اور طغرل بیگ سے اس کو بادل ناخواستہ صلح کرنی پڑی مگر یہ صلح بہت تھوڑے دن قایم رہی۔ ان دونوں بھائیوں نے ادنیٰ بہانہ پر پھر ملک میں قتل و غارت شروع کردیا۔ سلطان مسعود نے ان کے مفسدہ کے انتظام کے لئے سیاشی کو مقرر کیا۔ سیاشی ایک بہت بڑا لشکر لیکر سلجوقیوں کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوا مگر سلجوقی کسی جگہہ قایم ہوکر نہ لڑتے تھے۔ راتکو سیاشی پر شبخون مار کر جس کو پاتے تھے مار ڈالتے تھے یا قید کرلیتے تھے اور مال لوٹ لے جاتے تھے۔ جب صبح کر

سیاشی ان پر حملہ کرنا چاہتا تھا وہ چاروں طرف منتشر ہو جاتے تھے - انہوں نے اسی طرح تین سال تک سیاشی کو تمام ملک میں پریشان اور سرگردان پھرایا اور خراسان کا ملک بالکل برباد اور ویران ہو گیا - آخرکار سیاشی بہ تنگ آکر ہرات کی طرف روانہ ہوا اور چقر بیگ نے مرو کے گرد و نواح میں پہنچکر تمام ملک کو قتل و غارت کرنا شروع کر دیا - اہل مرو نے سیاشی سے مدد طلب کی - وہ بیچارہ پھر ایک جدید اور تازہ دم لشکر لیکر مرو پر بڑھا - اس دفعہ چقر بیگ نے میدان جنگ میں اس کا مقابلہ کیا اور اس کو شکست فاش دی جس سے اس کا لشکر پراگندہ ہو گیا اور باقی ماندہ جمعیت سے بہزار مشکل و خرابی مرو میں پناہ گزین ہوا - یہاں سے اس نے والئے جوزجان کو حکم دیا کہ ایک لشکر لیکر سلجوقیوں پر حملہ کرے - اس حکم پر والئے جوزجان لشکر لیکر سیاشی سے آملا اور دونوں ملکر چقر بیگ کی طرف بڑھے -

چقر بیگ بھی لڑائی کے لئے مستعد ہو گیا اور ان کو ایسی شکست دی کہ ان کو پھر لڑنے کی طاقت نہ رہی - اور والئے جوزجان مارا گیا اور سلجوقیوں نے ملک خراسان میں منتشر ہو کر قتل و غارت شروع کر دیا - سیاشی مرو سے نیشاپور کو اور وہاں سے دہستان کو چلا گیا اور سلطان مسعود کے پاس سے مدد طلب کی - جب چقر بیگ نے دیکھا کہ مرو سے سیاشی چلا گیا انہوں نے مرو کا محاصرہ کر لیا اور سنہ ۴۲۸ ہجری میں فتح کر کے اس کو اپنا دار الحکومت بنایا اور طغرل بیگ کے نام کا خطبہ پڑھا گیا -

سیاشی مرو کی فتح ہونے کی خبر سنکر دہستان سے ایک بڑے لشکر کے ساتھ مرو کی طرف روانہ ہوا - طغرل بیگ نے اہل شہر کی رضامندی سے شہر پر نائب مقرر کیا اور خود سیاشی سے لڑنے کے لئے روانہ ہوا اور سیاشی کو بہت بڑی شکست دی - سیاشی شکست خوردہ ہرات کو چلا گیا - اس شکست کے بعد اہل نیشاپور نے طغرل بیگ کی اطاعت قبول کر لی اور طغرل بیگ نیشاپور میں تخت نشین ہوا - اس کے بعد اس نے ہرات کو فتح کیا اور وہاں کا اپنے چچا کو حاکم مقرر کیا - سیاشی تباہ و پریشان شکست خوردہ ہرات سے غزنین میں آیا اور سلطان مسعود سے سب حال بیان کیا - مسعود نے ایک بہت بڑا لشکر جمع کیا اور بلخ میں پہنچکر اس کے بروج و فصیلوں کو از سر نو آراستہ کیا - ایک سال چھ ماہ تک وہ بلخ میں ٹھیرا رہا اور چقر بیگ نے اس کے گرد و نواح کو جہانتک ہو سکا لوٹا اور غارت کیا - سنہ ۴۳۱ ہجری میں مسعود ستر ہزار سوار اور تیس ہزار پیدل کی جمعیت سے سلجوقیوں کی لڑائی کے لئے بڑھا - چقر بیگ نے لڑنا مناسب نہ سمجھا وہ سرخس کو چلا گیا وہاں اس کا بھائی طغرل بیگ اور اس کا چچا والئے ہرات اس سے آملے

سلطان مسعود نے مرو میں پہنچکر سلجوقیوں سے مصالحت کرنی چاہی اور اس غرض سے اس نے اپنا وزیر ان کے پاس بھیجا مگر اس میں ناکامی ہوئی اور مسعود ہرات کی طرف چلا گیا۔ چقر بیگ نے مرو کا محاصرہ دوبارہ کر کے غزنی کی محافظ فوج کو سات ماہ کے عرصہ میں مغلوب کیا۔ جب سلطان مسعود نے دیکھا کہ بغیر لڑائی کے کوئی چارہ نہیں ہے وہ ایک بہت بڑا لشکر جمع کر کے نیشاپور پر حملہ آور ہوا اور طغرل بیگ نے نیشاپور میں ٹھیرنا مناسب نہ سمجھا جب وہ شہر سے چلا گیا مسعود نے اس پر قبضہ کر لیا۔ ترکوں نے گرد و نواح کے ملک کو غارت کرنا شروع کیا جب مسعود اُن کے مقابلہ کے لئے لشکر بھیجتا تھا وہ دوسری جگہہ چلے جاتے تھے مسعود یہ سمجھا کہ طغرل بیگ مغلوب ہو گیا۔ اس لئے وہ نیشاپور سے مرو کی طرف چقر بیگ کو مغلوب کرنے کے لئے روانہ ہوا اور سرخس میں پہنچا۔ چقر بیگ نے اپنے ان بال بچوں کو بیابان میں بھیجدیا اور خود مقابلہ کے لئے مسعود کے لشکر کی طرف روانہ ہوا۔ فریقین میں وہ خونریز لڑائی واقع ہوئی جس نے ہمیشہ کے لئے خاندان غزنوی اور خاندان سلجوقی کی قسمتوں کا فیصلہ کر دیا۔ مسعود شکست کھا کر غزنین کی طرف بھاگ گیا (۴۳۱ہجری)۔ چونکہ تختگاہ کا انتظام اس شکست سے درہم برہم ہو گیا تھا مسعود اس غرض سے ہندوستان کی طرف روانہ ہوا کہ وہاں اطمینان کے ساتھ بیٹھ کر سلطنت کا انتظام کرے۔ مگر اُسکی فوج نے دریائے سندھ سے پار ہو کر غدر کیا اور اس کا خزانہ لوٹ کر اُس کو قید کر لیا اور اُس کے اندھے بھائی محمد کو تخت پر بٹھایا (۴۳۲ہجری)۔ محمد نے اپنی نابینائی کی وجہ سے عنان حکومت اپنے بیٹے احمد کے سپرد کر دی اور اُس نے سب میں پہلے اپنے چچا مسعود کو مروا ڈالا۔ (۴۳۳ہجری)

جب مسعود کے قتل کی خبر اُس کے بیٹے مودود کو بلخ میں پہنچی جہاں وہ سلجوقیوں سے ملک کے بچانے میں مصروف تھا وہ فوراً بلخ سے غزنین میں آیا۔ ادہر محمد اور احمد ہندوستان سے غزنین میں پہنچے۔ دونوں میں ایک سخت لڑائی ہوئی جس میں مودود کو فتح ہوئی اور محمد اور احمد اور اُس کے متعلقین معرض قتل میں آئے۔ اُس زمانہ میں مودود کا بھائی مجدود ملتان میں تھا جب اُس نے مودود کی تخت نشینی کی خبر سنی وہ لشکر فراہم کر کے غزنین کی طرف روانہ ہوا مگر لاہور میں پہنچکر یکایک مر گیا اور اسطرح ہندوستان کی غزنوی مملکت بھی مودود کے ہاتھ بے لڑائی کے لگ گئی۔

چقر بیگ نے مسعود پر فتح پا کر بلخ پر حملہ کیا اور مودود کو شکست دیکر بلخ پر قبضہ کر لیا۔

چونکہ خوارزم شاہ کے امیر الجیوش ملک شاہ نے سرکشی کر کے بہت ملک پر قبضہ کر لیا تھا اُس نے اپنے

سپہ سالار کے مقابلہ میں چقر بیگ سے مدد طلب کی۔ چقر بیگ نے فوراً شہر کا محاصرہ کرکے خوارزم کو فتح کرلیا۔

اس کے بعد چقر بیگ نے غزنوی سلطنت کے باقی ماندہ ممالک کی فتح پر کمر باندھی اور قلیل عرصہ میں دہستان و جرجان و رے پر قابض ہوگیا اور کل ملک میں طغرل بیگ کے نام کا خطبہ جاری کیا۔
۴۲۵ھ ہجری میں مودود نے سلجوقیوں سے خراسان کے فتح کرنے کی آخری کوشش کی اور ایک بڑا لشکر جمع کرکے خراسان کی طرف بھیجا۔ طغرل بیگ کے بیٹے الپ ارسلان نے جو اپنے باپ اور چچا کی عدم موجودگی میں وہاں حاکم تھا اوس کے لشکر کو کامل شکست دی اور خراسان ہمیشہ کے لئے غزنوی خاندان سے نکل گیا اور غزنوی خاندان کا تعلق وسط ایشیا سے بالکل منقطع ہوگیا۔ گو مودود کے بعد جن کی وفات ۴۴۱ھ ہجری میں ہوئی عبدالرشید نے سیستان میں اور فرخ زاد نے خراسان میں سلجوقیوں پر خفیف فتح پائی مگر فرخ زاد کے بھائی ابراہیم کے زمانہ میں (۴۵۱ھ ہجری) سلجوقیوں سے عہدنامہ ہوگیا اور خراسان ان کو ہمیشہ کے لئے دیدیا گیا۔
۴۴۶ھ ہجری میں طغرل بیگ نے آذربائیجان کو فتح کرکے قیصر روم کے پاس سفیر بھیجا اور اس سے خراج طلب کیا۔ ۴۴۷ھ ہجری میں طغرل بیگ نے ملک رحیم دیلمی کو گرفتار کرکے بغداد سے نکال دیا اور خود امیر الامرا کا عہدہ لیا۔ دوسری مرتبہ طغرل بیگ کو بغداد اس لئے جانا پڑا کہ بساسیری نے خلیفہ قایم بامراللہ کو معزول کرکے مستنصر باللہ کو خلیفہ بنایا تھا۔ ۴۵۱ھ ہجری میں طغرل بیگ بغداد میں داخل ہوا اور قایم بامراللہ کو ازسرنو امر خلافت پر متمکن کیا۔ اس سال میں اس کے بھائی چقر بیگ کا انتقال ہوگیا۔ خلیفہ قایم سے طغرل بیگ کی بہن بیاہی گئی اور طغرل بیگ نے اپنے واسطے خلیفہ کی بیٹی طلب کی اور خلیفہ کو طوعاً و کرہاً اس سے اپنی بیٹی منعقد کرنی پڑی مگر قبل از وداع طغرل بیگ ستر برس کی عمر میں بمقام رے لاولد مرگیا اور الپ ارسلان ابن چقر بیگ کل سلطنت کا وارث ہوگیا۔
جس سلطنت پر الپ ارسلان ۴۵۵ھ ہجری یعنی ۱۰۶۳ء میں متمکن ہوا وہ دریائے جیحوں سے آب دجلہ تک اور عبادان سے خلیج فارس تک وسعت میں تھی۔ تخت نشینی کے بعد اس نے عہدہ وزارت سے اپنے قدیم وزیر عبدالملک ابونصر کندری کو معزول کرکے خواجہ نظام الملک ابوعلی حسن اسحٰق کو وزیر کیا اور نظام الملک کی ترغیب سے عبدالملک کو قتل کروادیا یہ مشہور وزیر ۴۸۵ھ ہجری میں شہر طوس میں

پیدا ہوا تھا۔ اس کے مشہور ہم مکتب عمر خیام شاعر اور حسن ابن صباح تھے۔ پہلے نظام الملک بادشاہان
غزنوی کے ہاں ملازم تھا۔ اسی مشہور وزیر کے سبب سے الپ ارسلان اور ملک شاہ کے عہد حکومت میں علم و
فضل کی بے نظیر ترقی ہوئی۔ طغرل بیگ نے اپنی حکومت کے آخر میں رومی سلطنت پر حملہ کیا تھا اور ملک
کو بہت دور تک غارت کیا تھا۔ مگر باانیہمہ وہ جرجستان اور آرمینیہ کے کسی حصہ پر قبضہ نہ کر سکا۔ وہاں کے
عیسائی بادشاہ نے باشندگان ملک کی حمایت سے بہت دنوں تک اپنے ملک کو بچایا۔ الپ ارسلان
نے تخت پر بیٹھ کر آرمینیہ اور جرجستان پر جہاد کیا اور ان ممالک کو فتح کر لیا۔ کچھ عرصہ تک عیسائی
پہاڑوں میں ترکوں سے لڑتے رہے مگر آخر کار مغلوب ہو گئے۔

جب ارسلان اس رومی سرحدی صوبہ کو فتح کر چکا اس نے رومی سلطنت میں آگے قدم بڑھایا۔ اس
زمانہ میں قیصری تخت پر ملکہ یودشیہ متمکن تھی۔ اس نے ترکوں کی مہم کے انتظام کے لئے ایک بہادر جرنیل
دیاجنس نامی سے نکاح کر لیا۔

دیاجنس نے لشکر اور سامان حرب درست کیا اور ترکوں کے مقابلہ کے لئے مشرقی سرحد کی طرف روانہ
ہوا۔ الپ ارسلان کے جرنیلوں نے رومی ملک فرجیا تک فتح کر لیا تھا اور ان فتوحات کے بعد اطمینان
کے ساتھ ملک میں پھیل گئے تھے۔ دیاجنس نے موقع پا کر علیحدہ علیحدہ ترکوں کی متفرق سپاہ پر حملے کئے اور
ان کو مغلوب کر کے دریائے فرات کے پار نکال دیا۔ اس کے بعد اس نے آرمینیہ کے فتح کرنے کی کوشش کی
اور ایک لاکھ فوج کی جمعیت سے ملک پر حملہ کیا۔ الپ ارسلان چالیس ہزار فوج ساتھ لیکر دیاجنس کے
مقابلہ میں آیا۔ گو رومیوں کا لشکر تعداد میں بہت زیادہ تھا مگر الپ ارسلان نے اس عقلمندی سے اپنی
فوج کی نقل و حرکت کی کہ رومیوں پر ہراس چھا گیا اور وہ پریشان ہو گئے۔ اتفاق سے رومیوں کا جرنیل
بیلاسیس آگے بڑھ آیا تھا الپ ارسلان نے اس کو کامل شکست دی۔ گو قیصر کی فوج لوٹ مار کے لئے
متفرق ہو گئی تھی مگر دیاجنس نے بیوقوفی سے ان کا انتظار نہ کیا اور الپ ارسلان کے مقابلہ کے لئے بڑھا۔
پہلے تو الپ ارسلان نے صلح آمیز پیام قیصر کے پاس بھیجے مگر دیاجنس کو یہ گمان گزرا کہ سلطان دب گیا
اور اس نے از راہ غرور جواب میں یہ کہلا بھیجا کہ اگر سلطان کو صلح منظور ہے تو وہ ملک کو چھوڑ کر چلا
جائے اور ضمانت میں رَے کا شہر اور محل رومیوں کے حوالہ کرے۔ اس مغرور جواب کو سنکر الپ ارسلان
نے خدا سے فتح و نصرت کی دعا مانگی اور سر پر کفن باندھ کر لڑائی کے لئے مستعد ہو گیا اور اپنے لشکر سے کہا

کہ جس کا جی چاہے چلا جائے میں تو میدان سے مر کر ٹلوں گا یا فتح کروں گا۔ یہ کہکر سلطان نے اپنی فوج کو بشکل ہلال مرتب کیا اور قیصر کے حملہ کا منتظر رہا۔ جب قیصر کی فوج ہلال کے دونوں سروں کے بیچ میں آگئی سواروں نے ان پر تیروں کا مینھہ برسانا شروع کیا۔ جب رومی تیروں سے پریشان ہو کر ترکوں سے دست بدست لڑنے کے لئے آگے بڑھتے تھے ترک اپنے ہلال کو پیچھے ہٹا دیتے تھے اور پھر تیروں کا مینھہ اُن پر برساتے تھے۔ اس کشمکش میں تیسرے پہر کا وقت قریب آگیا رومی تھک گئے اور اپنے خیمہ گاہ کی طرف لوٹنے لگے ترکوں نے اُن کی پچھلی فوج کو یکایک گھیر لیا اور شکست دیکر اگلی فوج کی طرف بھگا دیا جس سے رومیوں کی فوج میں پریشانی پھیل گئی اس موقع پر ساری فوج نے ایک بوچھار تیروں کی اُن پر برسائی اور رومی بھاگ نکلے۔ رومانس دیاجنس قلب میں داد مردانگی کی دیتا رہا اور اس کے چند بہادر ساتھی یہانتک قایم رہے کہ دیاجنس اور اُس کے رفقا گرفتار ہو گئے۔ جب دوسرے روز صبح کو رومانس دیاجنس کو لوگ بادشاہ کے روبرو لائے اور لوگوں نے زبردستی اُس کو تخت کے روبرو جھکا دیا الپ ارسلان نے قیصر کو فوراً ہاتھ پکڑ کے اٹھا لیا اور قید میں قیصر کے ساتھہ وہ عمدہ اور عالی ہمتی کا برتاو کیا کہ خود دشمنوں نے اُسکی تعریف لکھی ہے آٹھہ دن تک سلطان نے اسکی شاہانہ خاطر و مدارات کی اور کبھی بھول کر بھی کوی دلشکنی کا لفظ زبان پر نہیں لایا جب صلح کے شرائط طے ہونے لگے الپ ارسلان نے قیصر سے کہا کہ تم خود ہی بتاؤ کہ میں تمہارے ساتھہ کیسا برتاؤ کروں۔ دیاجنس نے جواب دیا کہ اگر تم سنگدل اور بیرحم ہو تو تم مجھکو مار ڈالو اور اگر تم مغرور ہو تو مجھکو ذلت کے ساتھ اپنے جلوس کے ہمراہ لئے پھرو اور سب کو دکھاتے پھرو اور اگر تم عقلمند اور دور اندیش ہو تو تم مجھکو رہا کر دو اور زر فدیہ لیلو۔ پھر الپ ارسلان نے پوچھا کہ اگر میں تمہارے ہاتھ لگتا تو تم میرے ساتھ کیا سلوک کرتے۔ قیصر نے جواب دیا کہ میں تم کو کوڑے لگواتا۔ الپ ارسلان نے ہنسکر جواب دیا کہ جو نصیحت حضرت عیسےٰ نے کی تھی یہ اُس کے بالکل برخلاف ہوتا اور میں وہ کام نہیں کروں گا جو میرے نزدیک مذموم ہے۔ القصہ غور و فکر کے بعد الپ ارسلان نے کچھہ سالانہ خراج اور کچھہ زر فدیہ مقرر کر کے قیصر اور اس کے ساتھیوں کو عزت و آبرو سے اُس کے ملک کے حدود میں پہنچا دیا مگر رومیوں نے اس کو اپنا بادشاہ تسلیم نکیا اور اُس کے مقرر کئے ہوئے شرائط کو نامنظور کیا۔ رومانس دیاجنس صرف ایک حصہ زر فدیہ کا ادا کر سکا باقی کی

نسبت اپنی بے بسی سلطان سے کہلا بھیجی اور سلطان نے باقی زر فدیہ اس کو معاف کر دیا بلکہ وہ اس بات پر مستعد ہو گیا کہ دیاجنس کی مدد لشکر سے کرے مگر تھوڑے دن کے بعد دیاجنس قید میں مر گیا۔

رومیوں کی لڑائی سے فراغت پا کر اس نے اپنی سلطنت کا دورہ کیا اور ملک کے اندرونی انتظامات کو مستحکم کیا اور اپنے بیٹوں کو مختلف صوبوں کا حاکم مقرر کر کے اپنے بیٹے ملک شاہ کو اپنا ولیعہد مقرر کیا اپنی سلطنت کے آخر زمانہ میں اسکو ماوراء النہر کو فتح کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ اس نے ایک بہت بڑا لشکر اور سامان حرب مرو میں جمع کیا اور دریائے جیحوں سے عبور کر کے قلعہ برزم کو فتح کیا وہاں کے خوارزمی حاکم یوسف کو قید کر کے الپ ارسلان کے روبرو دربار میں لائے۔ سلطان نے اس سے چند سوالات کئے مگر اس نے ان کے نہایت بیہودہ جواب دیئے۔ الپ ارسلان نے حکم دیا کہ اسکو سزا دو۔ یوسف نے موزہ سے خنجر نکال لیا اور ارسلان کی طرف لپکا۔ حاضرین دربار نے اس کو قتل کرنا چاہا مگر ارسلان نے ان کو منع کیا اور خود کمان اٹھا کر اسکو تیر مارا۔ ارسلان کو اپنی قادر اندازی پر ناز تھا مگر قضائے الٰہی سے اس کے نشانہ نے خطا کی اور یوسف نے تخت کے پاس پہنچکر اس کو مار ڈالا اور خود حاضرین دربار کے ہاتھ سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا (۴۶۵ھ ہجری)

الپ ارسلان کا بیٹا ملک شاہ اپنی باپ کی جگہ تخت نشین ہوا۔ اپنے چچا اور بھائی کی بغاوت کو فرو کر کے ملک شاہ نے اپنے باپ کے ناتمام ارادوں کو پورا کرنے کی تیاری کی اور ماوراء النہر پر حملہ کیا۔ سلیمان خاں والئے سمرقند نے خفیف لڑائی کے بعد متابعت قبول کی۔ پانچ سال کے عرصہ میں ملک شاہ نے اپنی سلطنت مشرق میں حدود چین تک اور مغرب میں قسطنطنیہ تک بڑھالی اور پندرہ سال تک امن و امان کے ساتھ اپنی سلطنت کے اندرونی انتظام و آبادی اور آرائش اور رعایا کی بہبودی اور تعلیم اور زراعت و آبپاشی کی ترقی میں بسر کیئے۔ الپ ارسلان اور ملک شاہ نہ صرف خاندان سلجوقیہ کے بہترین اور بزرگترین سلاطین تھے بلکہ تمام دنیا کی اسلامی سلطنتوں کے بہترین اور بزرگترین بادشاہوں میں سے تھے۔ جو علمی۔ مالی۔ اخلاقی اور تمدنی ترقی ان بادشاہوں کے زمانہ میں مسلمانوں کو حاصل ہوئی وہ اندلس کی اسلامی سلطنت کے اور بغداد کے بہترین زمانہ سے کسی طرح کم نہ تھی۔ ملک شاہ نے تمام شام اور ایشیائے کوچک کے صوبوں پر اپنے خاندان کے لوگوں کو حاکم مقرر کر دیا تھا جنہوں نے رفتہ رفتہ ملک کو رومی

سلطنت سے نکالکر اپنے قبضہ میں کرلیا اور سلجوقی سلطنت کے زوال کے بعد بھی وہ عرصہ دراز تک قایم رہے۔ ملک شاہ کی بیٹی خلیفہ مقتدی کو بیاہی گئی اور اس نے اپنے لئے قیصر روم سے بیٹی طلب کی مگر قیصر روم نے منت وسماجت سے اس درخواست کو ٹال دیا۔

جو فرق ایرانی مہینوں اور فصلوں میں پڑگیا تھا وہ ملک شاہ کے زمانہ میں درست کیا گیا اور شمسی مہینے گردش شمسی کے مطابق کئے گئے۔ ملک شاہ سے آخر میں صرف ایک فعل ایسا صادر ہوا جس پر مورخین نے اعتراض کیا ہے اور اس کو مذموم سمجھا ہے وہ یہ کہ ۴۸۵ھ ہجری میں اس نے اپنے پرانے وزیر نظام الملک کو دشمنوں کے اغوا سے عہدہ وزارت سے معزول کردیا اور اس کی جگہ تاج الملک کو وزیر کیا کہتے ہیں کہ تاج الملک اور حسن صباح کے اشارہ سے کسی شخص نے اس کو مار ڈالا۔ اس وزیر کے مارے جانے کے مہینہ بھر بعد ملک شاہ نے اڑتیس ۳۸ سال کی عمر میں وفات پائی اور بغداد میں دفن کیا گیا۔

ملک شاہ کی سرپرستی میں سلجوقیوں کی تین ۳ جداگانہ ریاستیں قایم ہوئیں۔ ایک کرمان میں دوسری شام میں تیسری روم میں۔ یہ تینوں ریاستیں فارس کی سلجوقی سلطنت کی باجگزار تھیں۔

ملک شاہ کی وفات کے وقت اس کا ایک بیٹا برکیارق اصفہان میں تھا اور دوسرا بیٹا محمود جس کی عمر چھ ۶ سال کی تھی اپنی ماں کے ساتھ بغداد میں تھا۔ اس کی ماں نے خلیفہ کو راضی کرکے اپنے بیٹے کو ملک شاہ کا جانشین کیا۔ برکیارق اصفہان سے رے کو چلا گیا اور وہاں فوج جمع کرکے محمود کے طرفدار ملک اسمٰعیل کو ایک خونریز لڑائی کے بعد شکست دی۔ اس اثنا میں محمود اور اس کی ماں یکایک مرگئے اور یہ جھگڑا آپ ہی فیصل ہوگیا اور برکیارق کو سب نے بادشاہ تسلیم کرلیا (۴۸۷ھ ہجری)

تخت نشینی کے بعد برکیارق کو اپنے دوسرے بھائی سلطان محمد سے چند لڑائیاں لڑنی پڑیں اور آخر کار آپس میں یہ فیصلہ ہوگیا کہ عراق عجم ارمینیہ گرجستان سلطان محمد سے متعلق رہے اور باقی سلطنت برکیارق کے پاس رہے۔ (۴۹۶ھ ہجری)

دو سال کے بعد برکیارق کا انتقال ہوگیا اور مرتے وقت وہ اپنے بیٹے ملک شاہ کو اپنا جانشین کرگیا مگر سلطان محمد نے اس کو شکست دیکر قید کرلیا۔ اس بادشاہ کے عہد میں احمد عطاش اسمٰعیلی نے اصفہان میں بغاوت کی اور سلطان محمد نے احمد عطاش کو قتل کر ڈالا۔ ۵۱۱ھ ہجری میں اس نے وفات پائی اور اپنی سلطنت پر اپنے بیٹے محمود کو مقرر کرگیا مگر سلطان محمد کے بھائی سنجر نے جو خراسان کا حاکم تھا

تمام سلطنت پر قبضہ کر لیا اور محمود کو صرف عراقین کی حکومت اس شرط پر دی کہ وہ سنجر کا محکوم رہے۔
اس زمانہ میں مسعود ابن ابراہیم غزنوی مر گیا اور اس کے بیٹوں میں حکومت کے لئے لڑائیاں ہوئیں۔ یہ
سب شہزادے سنجر کی بہن کے بیٹے تھے۔ ان میں سے ارسلان نے اپنے سب بھائیوں کو شکست دیکر قید
کر لیا صرف ایک شہزادہ بہرام بھاگ کر اپنے ماموں کے پاس چلا گیا اور سنجر نے اپنی بہن کی درخواست
پر بہرام کی طرفداری کی اور غزنین پر لشکر کشی کی۔ دو سخت لڑائیوں کے بعد اس نے غزنین کو فتح کرکے
بہرام کو تخت پر بٹھا دیا۔ اور اپنے ملک کو لوٹ گیا۔ اسکی مراجعت کے بعد ارسلان نے پھر حملہ کرکے بہرام
کو نکالدیا اور بہرام پھر سنجر کے پاس چلا گیا اور سنجر نے دوبارہ فوج کشی کرکے بہرام کو غزنین کے تخت پر بٹھادیا
اب کی دفعہ ارسلان قید ہو گیا اور بہرام نے اس کو قتل کر ڈالا۔ بہرام کے عہد میں علاؤالدین غوری نے اپنے بھائی
سیف الدین کے قتل کے بدلے میں غزنین کو فتح کرکے وہاں قتل عام کیا اور شہر کو بالکل برباد کر دیا۔

بہرام کا بیٹا خسرو شاہ بھاگ کر لاہور چلا گیا اور وہاں سنہ ۱۱۶۰ء تک حکومت کرتا رہا۔ اس کے بیٹے خسرو
ملک نے ستائیس سال حکومت لاہور میں کی اور آخرکار اس کا ہندوستانی ملک بھی غوریوں کے ہاتھ
آگیا اور خاندان غزنوی کا اختتام ہو گیا۔

غزنین کی مہم سے فراغت پاکر سنجر نے سمرقند پر حملہ کیا اور وہاں کے حاکم محمد خاں ابن سلیمان البغور کو مغلوب کیا
چونکہ سلطان سنجر کو اس زمانہ میں خوارزم شاہوں اور قراختائی ترکمانوں سے زیادہ لڑنا پڑا اور
سلطان سنجر کے عہد حکومت کی تاریخ ان سے وابستہ ہے اس لئے ان دونوں کے عروج کا مختصر ذکر کرنا
ضروری معلوم ہوتا ہے۔

خوارزم کے ملک کو سلجوقیوں نے اپنی ابتدائے حکومت میں فتح کر لیا تھا۔ سلطان ملک شاہ کے عہد میں
خوارزم کے حکومت پر اس نے اپنے ترکی غلام ملکاتگین کو مقرر کیا۔ اس کے بعد اس کا غلام نوشتگین
غرچہ خوارزم کی حکومت پر مقرر کیا گیا۔ اس کو ملک شاہ کے دربار میں طشت داری کی خدمت تفویض
تھی۔ نوشتگین کے بعد اس کا بیٹا قطب الدین محمد برکیارق اور سلطان سنجر کے زمانہ میں خوارزم کی حکومت
پر نامزد ہوا۔ یہ حاکم بہت علم دوست اور ہر دل عزیز تھا اس کی رعایا اس پر فدا تھی۔ اسکے زمانہ میں
قراختائیوں نے مغربی ممالک پر تاخت کرنا شروع کیا۔

قراختائی کی قوم کا وطن ختا تھا۔ ان کی سلطنت کے بانی کا نام یلوتاشی تھا۔ یہ شخص دسوادیوں کے

جمعیت سے اپنے وطن سے نکل کر قرقر ملک میں آیا جو ختنسی کے شمال و مغرب میں واقع ہے اور جس ملک کو چینی مورخ ینوچی کہتے ہیں۔ یہاں اس نے ایک شہر آباد کیا اور گرد و نواح کے ترک اس کے ساتھ ہو گئے جس سے اسکی جماعت بہت بڑھ گئی اس زمانہ میں شہر بلاساغون پر جسکو مغلی زبان میں شہر قوبالیغ کہتے ہیں ایک خان افراسیاب کی نسل میں سے حاکم تھا۔ اس کو قبیلہائے قرلیغ و قپچاق اور تانقلی نے اس قدر تکلیف پہنچائی کہ اس نے ناچار قراختائیوں کو اپنی مدد کے لئے طلب کیا اور اس طرح قراختائیوں کی قوت اتنی بڑھ گئی کہ انہوں نے آخر کار کاشغر اور یارقند اور ختن اور ترکستان فتح کر لیا اور اُس کی سلطنت دشت گوبی سے جیحوں تک شرق و غرب میں اور تبت سے لیکر سائبیریا تک شمال و جنوب میں وسعت پکڑ گئی۔

اس کے بعد انہوں نے ماوراءالنہر میں قدم بڑہانا شروع کیا۔ قطب الدین طشت دار والئے خوارزم نے ان کے مقابلہ کے لئے ایک لاکھ فوج بھیجی مگر قراختائیوں کے حاکم نے جسکا لقب گورخان تھا قطب الدین کے لشکر کو کامل شکست دی اور اسپر خراج مقرر کرکے وہ کاشغر کو جو بلاساغون کے بعد اس کا تختگاہ مقرر کیا گیا تھا لوٹ گیا۔ ۵۲۱ھ ہجری میں قراختائیوں کی لڑائی کے تھوڑے دن بعد قطب الدین کا انتقال ہو گیا اور اس کا بیٹا اتسز خوارزم کی حکومت پر متمکن ہوا۔ ایک عرصہ تک اتسز سنجر کے دربار میں عہدہ طشت داری کا کام کرتا رہا۔ سلطان سنجر اس سے اسقدر خوش تھا اور اسکا اسقدر کہنا مانتا تھا کہ دربار میں اس کے بہت دشمن پیدا ہو گئے۔ وہ سنجر سے اجازت لیکر خوارزم کو چلا آیا اور وہاں پہنچکر بغاوت کی۔ ۵۳۳ھ ہجری میں سنجر نے اس پر فوج کشی کی اور ایک خونریز لڑائی کے بعد جس میں اتسز کا بیٹا ایل قتلق مارا گیا اتسز کو کامل شکست دی اور اپنے بھیجے سلیمان شاہ کو خوارزم کا حاکم مقرر کیا۔ سنجر جب لوٹ کر مرو کو چلا گیا اتسز نے کچھ فوج جمع کرکے سلیمان شاہ کو خوارزم سے نکال دیا اور ملک پر از سر نو قبضہ کر لیا۔

۵۳۶ھ ہجری میں یعنی ۱۱۴۱ء میں قراختائیوں کا بڑا بادشاہ یلوتاشی جس کو تینگیر بہی کہتے ہیں مر گیا اور اس کی وسیع سلطنت پر اسکی بیٹی حکمراں ہوئی۔ اتسز کی ترغیب سے قراختائیوں نے ماوراءالنہر میں بڑھنا چاہا اور سلطان سنجر نے ایک لاکھ کی جمعیت سے ان کا مقابلہ کیا۔ اس لڑائی میں سلطان سنجر کو شکست ہوئی اور وہ ترمز کی راہ خراسان کو چلا گیا اور کل ماوراءالنہر قراختائیوں کے قبضہ میں

آگیا - اس زمانہ میں قراختائیوں کا بودھ مذہب تھا - قراختائیوں نے ماوراءالنہر پر قبضہ کرکے سرخس و نیشاپور و مرو کے ملک کو لوٹ لیا مگر کسی مقام کو مستقل طور پر فتح نہ کیا بلکہ لوٹ مار کرکے جیحوں کے پار واپس چلے گئے اور اپنی سلطنت کی مغربی سرحد دریائے جیحوں کو قرار دیا -

اتسز نے چاہا کہ سلطان کی شکست سے فائدہ اٹھائے اس نے مرو پر تاخت کرکے وہاں بہت کچھ قتل و غارت کیا - سلطان سنجر نے اپنی شکست خوردہ فوج کو جمع کرکے اتسز کی سرکوبی کے لئے خوارزم پر فوج کشی کی اور شہر کا محاصرہ کرلیا (۵۳۳ھ ہجری) اتسز نے تحفہ تحائف دیکر سلطان سے اپنی عقب گزاری کی - سلطان سنجر کے جاتے ہی اتسز نے پھر سرکشی کی اور سلطان سنجر نے پھر ۵۴۲ھ ہجری میں ہزار اسپ شہر کو فتح کرکے خوارزم کا محاصرہ کرلیا اور اتسز نے پھر متابعت قبول کرکے سلطان سنجر سے اپنا پیچھا چھڑایا -

جب قراختائی ماوراءالنہر پر قابض ہوگئے انہوں نے غز کے ترکمانوں کی عمدہ چراگاہیں چھین لیں - اس سبب سے یہ ترکمان جن کے چالیس ہزار گھر تھے سلطان سنجر کی اجازت سے ختلان و چغانیان اور نواح بلخ میں آکر آباد ہوئے - ان سے ہر سال چوبیس ہزار گوسفند بطور خراج سلطان سنجر کے باورچیخانہ کے لئے وصول کئے جاتے تھے - اتفاق سے اس خراج کے وصول کرنے میں امیر قماج بلخ کے گورنر سے اور ان ترکمانوں سے کچھ جھگڑا ہوگیا - اور امیر قماج نے سنجر کی اجازت سے ان پر فوج کشی کی مگر ان کے ہاتھ سے شکست کھائی اس لڑائی میں امیر قماج اور اس کا بیٹا مارا گیا - سلطان سنجر نے ان کو سزا دینے کی غرض سے ایک لاکھ لشکر سے ان ترکمانوں پر حملہ کیا مگر سنجر کو فاش شکست ہوئی اور سلطان گرفتار ہوگیا - غز کے ترکمانوں نے سلطان کو بہت تعظیم و تکریم کے ساتھ قید میں رکھا اور اس کو اپنے ہمراہ لیکر مرو میں آئے اور وہاں کے سرسبز ملک کو خوب لوٹا - مرو سے لیکر خراسان تک کوئی مقام انکے ہاتھ سے بچا نہ رہا - چار سال تک سلطان ان ترکمانوں کے پنجہ میں گرفتار رہا - ۵۵۱ھ ہجری میں وہ اپنے ایک امیر کی اعانت سے ان کی قید سے رہائی پاکر شہر مرو میں پہنچا مرو کی خراب حالت دیکھکر اسکو اس قدر صدمہ ہوا کہ وہ علیل ہوگیا اور ۵۵۲ھ ہجری میں انتقال کیا اور مرو میں مدفون ہوا - اس کے مقبرہ کے آثار ابتک پرانے مرو میں باقی ہیں - اس مقبرہ کو اس نے خود اپنی حیات میں تیار کرایا تھا - ساٹھہ برس بعد چنگیز خاں نے اسکو منہدم کردیا -

جب سلطان سنجر غز ترکوں کی قید میں تھا اتسز نے چاہا تھا کہ خراسان پر قبضہ کرلے بلکہ وہاں کا حاکم

اس پر راضی بھی تھا اور اتسز کو اُس نے بلایا بھی تھا مگر بعد میں والئے خراسان اپنے خیال سے پھر گیا اور اتسز کو ناکام لوٹنا پڑا۔ ۵۵۱ ہجری میں اتسز نے انتقال کیا۔

سلطان سنجر کے بعد اس کا بھانجہ محمود خاں خراسان میں تخت نشین ہوا۔ پانچ سال کے بعد اسکو ایک باغی نے مار ڈالا اور خراسانی سلجوقی سلطنت کا اختتام ہو گیا۔

کرمانی سلجوقی ریاست ۴۳۳ ہجری سے ۵۸۳ ہجری تک قایم رہی شامی سلجوقی ریاست ۴۸۷ ہجری سے ۵۱۱ ہجری تک باقی رہی۔ عراق و کردستان کی سلجوقی حکومت ۵۱۱ ہجری سے ۵۹۰ ہجری تک باقی رہی۔ اور رومی سلجوقی سلطنت ۴۷۰ ہجری سے ۵۹۰ ہجری تک قایم رہی۔

خوارزم شاہی خاندان

جب اتسز نے ۵۵۱ ہجری میں انتقال کیا اس کا بیٹا ایل ارسلان تخت خوارزم پر بیٹھا۔ چند امرا نے اسکے بھائی سلیمان شاہ کو تخت پر بٹھانا چاہا مگر ایل ارسلان نے بہت آسانی سے بغاوت کو فرو کر دیا۔ اس کے پاس بیغو خاں اور لاچین بیگ اور دیگر قزلغانی سردار سمرقند سے آئے اور خان سمرقند کی شکایت کی ایل ارسلان نے ان کی حمایت میں سمرقند پر لشکر کشی کی اور والئے سمرقند نے دب کر صلح کر لی۔ اس کے بعد ایل ارسلان نے رکن الدین محمود خاں خواہرزادہ سلطان سنجر کے قاتلوں پر لشکر کشی کی اور ان لوگوں نے بھی متابعت قبول کی

ایل ارسلان کو ان فتوحات سے اسقدر جرأت ہوئی کہ اُس نے قراختائیوں کو معمولی خراج نہ بھیجا۔ قراختائیوں نے اسپر فوج کشی کی اور ایل ارسلان بھی اپنا لشکر لیکر اُن کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوا۔ مگر دریائے آموئیہ سے پار ہو کر وہ بیمار ہو گیا۔ اس سبب سے اس نے اپنا لشکر عیار بیگ نامی جرنیل کے سپرد کیا اور آپ لوٹ آیا۔ عیار بیگ شکست کھا کر قید ہو گیا۔ ۵۶۸ ہجری میں اس نے وفات پائی اور اُسکا چھوٹا بیٹا سلطان شاہ اس کی جگہ تخت نشین ہوا مگر اُس کے بڑے بیٹے تکش خاں نے قراختائیوں کی مدد سے خوارزم کا تخت سلطان شاہ سے چھین لیا (۵۶۸ء) اور سلطان شاہ اور اُس کی ماں ملکہ ترکان خوارزم سے بھاگ گئے اور ملک موید حاکم نیشاپور کی مدد سے خوارزم پر فوج کشی کی۔ ملک موید نے شکست کھائی اور گرفتار ہو کر قتل ہوا ملکہ ترکان اور سلطان شاہ دہستان کو بھاگ گئے۔ تکش خاں نے انکا تعاقب کر کے ملکہ ترکان کو بھی قتل کر ڈالا۔ ملک شاہ دہستان سے شادناج میں طغان شاہ ابن

ملک موید کے پاس چلا گیا۔ جب اُس نے دیکھا کہ طغان شاہ میں اس قدر قوت نہیں ہے کہ وہ مدد کر سکے وہ غور کو گیا اور یہاں سے کچھ عرصہ بعد قراختائیوں کے پاس چلا گیا کیونکہ اس زمانہ میں قراختائیوں میں اور تکش خاں میں مخالفت ہو گئی تھی۔ سلطان شاہ کے کہنے سے قراختائیوں کی ملکہ نے اپنے شوہر قرما کو فوج دیکر سلطان شاہ کے ساتھ کر دیا۔ تکش خاں نے دریائے جیحوں کو کاٹ کر قراختائیوں کے رستہ میں موڑ دیا جس سے انکا رستہ بند ہو گیا۔ جب قرما نے دیکھا کہ مہم کا سرانجام مشکل ہے اور اہل خوارزم سلطان شاہ سے موافق نہیں ہیں وہ اپنے وطن کو لوٹ گیا اور سلطان شاہ کے ہمراہ کچھ فوج کر دی۔ سلطان شاہ نے سرخس پر حملہ کر کے طغان شاہ والئی سرخس کو جو غوری بادشاہوں کی طرف سے حاکم تھا وہاں سے نکال دیا۔

جب سنہ ۵۸۶ ہجری میں تکش خاں نے خراسان پر لشکر کشی کی سلطان شاہ نے دوسرے راستہ سے خوارزم پر حملہ کیا مگر خلاف توقع اہل خوارزم نے تکش کی موافقت میں اس سے مقابلہ کیا اور سلطان شاہ ناچار واپس چلا گیا۔ سلطان شاہ اور تکش خاں میں وقتاً فوقتاً لڑائیاں ہوتی رہیں یہانتک کہ سنہ ۵۸۹ھ میں سلطان شاہ نے وفات پائی اور تکش خاں خوارزم اور خراسان کا مالک ہو گیا۔

سنہ ۵۹۰ ہجری میں تکش خاں نے عراق عجم پر لشکر کشی کی اور طغرل سلجوقی کو شکست دیکر تمام عراق کو فتح کر لیا اور طغرل سلجوقی قتل ہوا اور رے و اصفہان اس کے قبضہ میں آ گئے اور خلیفہ ناصرالدین نے ان ممالک کی حکومت کا فرمان اس کے نام جاری کر دیا۔ ان فتوحات سے فارغ ہو کر اس نے قلعہ سفاق پر حملہ کیا مگر وہاں شکست کھائی۔ عراق عجم میں سنجر شاہ ابن طغان شاہ کی بغاوت کو فرو کر کے سنہ ۵۹۶ ہجری اس نے وفات پائی اور سلطان محمد اس کی جگہ تخت نشین ہوا۔ تکش خاں کے مرنے کی خبر سنکر شہاب الدین اور غیاث الدین غوری نے طوس و شاذیاخ پر حملہ کیا اور اہل خراسان نے سلطان محمد سے اعانت طلب کی۔ سلطان محمد نے غوریوں کو شاذیاخ پر کامل شکست دیکر ملک سے نکال دیا۔ اس کے بعد اُس نے سرخس میں اپنے بھتیجے کی بغاوت کو فرو کیا اور مرو پر لشکر کشی کی۔ مرو میں غوریوں کی طرف سے محمد چریک نامی ایک مشہور و معروف جرنیل حاکم تھا۔ سلطان محمد نے مرو کو فتح کیا اور محمد چریک معرض قتل میں آیا۔ یہاں سے وہ ہرات میں پہنچا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ البہ غازی نے جو غوریوں کی طرف سے ہرات کا گورنر تھا کچھ روپیہ دیکر صلح کر لی۔ اس اثنا میں سنا گیا کہ شہاب الدین غوری ایک بہت

بڑے لشکر کے ساتھہ خوارزم کی طرف روانہ ہوا ہے۔ سلطان محمد بیابان کی راہ بہت جلد خوارزم میں پہنچا اور لڑائی کا سامان درست کیا اور قراختائیوں سے اور شاہ سمرقند سے بھی مدد طلب کی اور شرط لوز کو لشکر گاہ مقرر کیا۔ ادہر سے سلطان غوری بہت بڑے ساز و سامان کے ساتھہ وہاں پہنچا۔ جب شہاب الدین نے دیکھا کہ خوارزم شاہ کا لشکر بہت قوی ہے اس نے اپنے غیر ضروری ساز و سامان کو جلا کر شب کو اپنے ملک کی طرف لوٹ جانے کی کوشش کی۔ سلطان محمد نے اس کا تعقب کیا اور دونوں لشکروں میں بمقام ہزار اسپ ایک شدید لڑائی واقع ہوئی اور شہاب الدین غوری کو کامل شکست ہوئی اور وہ اندخوئی کو بھاگ گیا۔ اندخوئی پر قراختائیوں نے اور سلطان عثمان والئ سمرقند نے اس کو شکست دیکر محصور کر دیا۔ وہاں اس نے اپنا کل سامان قراختائیوں کو دیکر اپنی جان بچائی اور اپنے ملک کو واپس آیا۔

جب شہاب الدین غوری شکست خوردہ بے سامان اپنے ملک میں پہنچا اس کے اکثر ماتحتوں نے اوس سے سرکشی کی۔ شہاب الدین نے بمشکل تمام غزنین اور ہندوستان کی بغاوت کو فرو کر کے اپنی سلطنت کا کامل انتظام کیا اور دوبارہ خوارزم پر چڑھائی کرنے کے لئے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا مگر دریاے سندہ کے کنارہ پر ششکو کا کڑ قوم کے رہزنوں نے اس کو شہید کر دیا۔ اس کی شہادت کے بعد قطب الدین ایبک حاکم ہرات نے خوارزم شاہ کی متابعت اختیار کی اور شہر اس کے حوالہ کر دیا۔ بلخ کے حاکم نے بھی تھوڑے سے محاصرہ کے بعد سلطان محمد کی متابعت اختیار کی۔ اسیطرح والئ ترمد نے جو عماد الدین حاکم بلخ کا بیٹا تھا اپنا قلعہ خوارزم شاہ کے سپرد کر دیا۔ چونکہ اہل ماوراء النہر قراختائیوں کے ظلم سے بہت نالاں تھے انہوں نے خوارزم شاہ سے فریاد کی اور خوارزم شاہ خود بھی سالانہ خراج دینے سے اور قراختائیوں کے ایلچیوں کی بدتمیزی سے دل میں بہت ناراض تھا اس نے قراختائیوں سے جنگ چھیڑنے کا دل میں مصمم ارادہ کر لیا اور ان کے ایک ایلچی کو بدتمیزی کی سزا میں قتل کروا ڈالا اور ۶۰۶ ہجری میں ان کے ملک پر حملہ کر دیا۔ بخارا کو فتح کر کے وہ سمرقند پر بڑھا۔ عثمان شاہ والئ سمرقند نے جو گورخان سے عداوت رکھتا تھا اپنا شہر بے لڑے سلطان محمد کے حوالہ کر دیا گورخان نے اپنے سپہ سالار تانیکو طراز کو خوارزم شاہ کے مقابلہ کے لئے بھیجا۔ سلطان محمد نے قراختائیوں کو بہت بڑی شکست دی اور تانیکو طراز سپہ سالار کو گرفتار کر لیا۔ اور خوارزم میں پہنچکر اسکو قتل کر ڈالا۔ جب سلطان محمد خوارزم کو لوٹ گیا قراختائیوں نے سمرقند کا محاصرہ کر لیا سلطان محمد اس خبر کو سنتے ہی

دوبارہ ترکستان کی طرف روانہ ہوا۔ سلطان محمد کے پہنچنے سے پہلے قراختائی سمرقند سے ناکام پھر گئے۔ خوارزم شاہ نے کوشلوک سے جو گورخاں سے باغی ہوگیا تھا معاملہ کرلیا کہ گورخاں کی مملکت آپس میں تقسیم کرلینگے۔ اس بناپر کوشلوک نے سلطان محمد سے پہلے گورخاں سے مقابلہ کیا اور ایک دفعہ غلبہ پاکر دوسری بار شکست کھائی۔ پھر سلطان محمد نے گورخاں سے مقابلہ کیا اور اپنے بعض افسران فوج کی سازش سے شکست کھائی۔ اور خوارزم کو لوٹ آیا۔ اس کے بعد سلطان محمد نے سغید کوہ اور غزنین پر وہاں کے حاکم کی رضامندی سے قبضہ کرلیا۔

خلیفہ ناصر الدین اللہ اور خوارزم شاہ میں چند در چند وجوہ سے ناراضگی تھی اس سبب سے سلطان محمد کوئی حیلہ بغداد پر لشکرکشی کرنے کا ڈھونڈھتا تھا۔ اتفاق سے خلیفہ سے اور شریف مکہ سے کچھ ناراضگی ہوگئی اور ایک فتوی اس مضمون کا شائع ہوا کہ ناصر الدین اللہ امر خلافت کے لایق نہیں ہے اس فتوی سے سلطان محمد کو اپنی خواہش پورا کرنے کا موقع ملگیا اور اس نے بغداد پر لشکرکشی کی۔ راہ میں اتابک سعد والئی فارس نے حدود رے میں سلطان محمد کا مقابلہ کیا اور شکست کھاکر گرفتار ہوگیا جب سلطان محمد بغداد کے پاس پہنچا شدید برف زیری کی وجہ سے اس کے لشکر کو سخت نقصان پہنچا اور اس کو وہاں سے ناچار واپس آنا پڑا۔

اس زمانہ میں سلطان محمد سے اور چنگیزخاں سے لڑائی چھڑ گئی اور وسط ایشیا کے جھگڑوں کے فیصلہ کے لئے وہ شخص پیدا ہوا جس نے سکندر اعظم کی طرح تمام دنیا کی تاریخ میں ایک انقلاب عظیم پیدا کردیا اور تمام دنیا کی سلطنتوں کی قسمتوں کا فیصلہ اپنی بے پناہ تلوار سے کردیا۔

باب دہم

چنگیزخاں اور اوسکی اولاد

مشرقی مورخین نے چنگیزخاں کا نسل نامہ حضرت آدم سے ملادیا ہے۔ مگر یہ نسل نامہ چنگیزخاں کے عہد سلطنت میں مرتب کیا گیا ہے اس لئے یہ تحقیقاً نہیں کہا جاسکتا کہ اس میں کس قدر سچ ہے اور کس قدر مبالغہ ہے۔

حضرت آدم سے حضرت نوح تک سلسلہ مشہور و معروف ہے اسکے درج کرنے کی ضرورت نہیں اس لئے

یافث ابن نوح سے اس نسل نامہ کا لکھنا کافی ہے۔

یافث۔ ابلغہ خاں۔ زیب یا توبی خاں۔ کیوک خاں۔ النجہ خاں۔ النجہ خاں کے دو بیٹے تھے تاتار خاں یعنی تاتاریوں کا جد امجد اور مغول خاں قوم مغول کا بانی۔ تاتار خاں سے یہ سلسلہ بیان کیا گیا ہے۔ تاتار خاں۔ توقتاتائی خاں۔ بنجہ خاں۔ ایلی خان۔ اتسز خاں۔ اوبلہ خاں یا بیدہ خاں۔

طبقہ مغول کا یہ سلسلہ ہے۔ مغول خاں۔ قرا خاں۔ قرا خاں کی حکومت قرا قوم میں تھی جو دا دق کوہ ازماق و کرتاق میں واقع ہے۔ اس کا بیٹا اغور خاں تھا جس کی بابت کہا جاتا ہے کہ اس نے ایک سال کی عمر میں آپ اپنا نام اغور بتایا تھا۔ اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ وہ بطن ادر سے مسلمان پیدا ہوا تھا اور دین ہی کی وجہ سے اس کے باپ میں اور اس میں لڑائی ہوئی اور قرا خاں اس کے ہاتھ سے مارا گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ بہت بڑا فاتح تھا۔ اس نے چین و تاتار و بخارا اور بعض کے نزدیک ایران و عراق و شام کو بھی فتح کیا تھا اور اپنی سلطنت میں اسلام کی اشاعت کی تھی اور مغلوں کے لئے قوانین بنائے تھے اور ان کے قبایل کے نام مقرر کئے تھے۔ الیغور و قانقلی و قبچاق و قارلیق و خلیج وغیرہ قبایل کے نام اسی کے زمانہ کے ہیں۔ یہ قیاس کیا گیا ہے کہ اس بڑے مغل فاتح کا زمانہ شاید ایرانی طہمورث اور ہوشنگ کے مابین تھا۔

اغور خاں کے بعد کون خاں۔ آئی خاں۔ یلدوز خاں۔ تنگیر خان۔ منگلی خاں۔ ایل خاں ہوئے ایل خاں تور بن فریدوں کا معصر تھا۔ تور نے سونج خاں شاہ تاتار سے ملکر ایل خاں پر حملہ کیا۔ اور اسکی کل قوم کو قتل کر ڈالا وہ تنہا بھاگ کر پہاڑوں میں جا چھپا اور وہاں رفتہ رفتہ اس کی نسل سے تمام کوہستان بھر گیا۔ اس کوہستان کا نام ارکنہ قون بیان کیا جاتا ہے اسکی اولاد کو قوم قیات اور درلکین کہتے تھے۔ ایک زمانہ میں اس قوم نے ارکنہ قون سے خروج کیا اور تمام مغولستان کو تاتاریوں سے چھین لیا۔ مغولستان اس ملک کا نام ہے جس کے مشرق میں ختا اور مغرب میں الیغور ملک اور شمال میں قرقز و سلنگائی اور جنوب میں تبت واقع ہے۔ اس قوم کی حکومت اس زمانہ میں خاتون الان قوا کے ہاتھ میں تھی۔ کہتے ہیں کہ اس بیوہ کے بطن سے بے پدر تین بیٹے پیدا ہوئے ایک کا نام بوقون قیقی تھا جس کی نسل میں قبیلہ اوروغ قیقین ہے۔

دوسرے کا نام یوسیفین سالجی تہا اسکی اولاد میں سالجوت قبیلہ ہے - تیسرے کا نام بوزنجر موتقان تہا - اسکی نسل میں سے کل خواتین مغول اپنے تئیں بتاتے ہیں - پہلے شوہر سے اس کے ہاں دو بیٹے تہے ان کی نسل کو درلکیں کہتے ہیں - قوم بوزنجری نے ابوسلم مروری کے زمانہ میں خروج کیا تہا -

بوزنجر خاں کے تابع فرمان ترکستان کے کل سردار تہے - سب میں پہلے بوزنجر خاں نے قاآن کا لقب اختیار کیا تہا - اس کے دو بیٹے تہے بوقا خان اور لوقا خاں - توقا خان کا بیٹا دوتین خاں تہا - دوتین خاں نو صغیر سن بیٹے چہوڑ کر مر گیا - ان کی ماں ان کو پال رہی تہی کہ اہل ختا نے ان پر حملہ کیا اور انکی تمام قوم کو قتل و پراگندہ کر دیا - آٹھ لڑکے مارے گئے صرف قائیدخاں بچ کر اپنے چچا ماچین کے بیٹے کے پاس چلا گیا اور اس کی قوم جسکو جلایر کہتے ہیں کچھہ عرصہ میں اُسکے پاس جمع ہوگئی اور اسکو ازسرنو قوت حاصل ہوئی - اس کے ہاں تین بیٹے پیدا ہوئے - بایسنقر - جرقہ لنکوم - اور سجار چین -

بایسنقر کی نسل میں چنگیز خاں اور قراچار نویان ہوئے اور جرقہ لنکوم سے تایجوت کا قبیلہ ہوا اور تیسرے سے قوم سجیوت پیدا ہوئی - بایسنقر خاں کا بیٹا تومنہ خاں تہا - تومنہ خاں کے کئی بیٹے ہوئے منجملہ اُن کے قبل خان - چنگیز خاں کا جد سوم تہا جو تومنہ خاں کا جانشین ہوا مغول اوسکو النجیک خاں کہتے ہیں - النجیک خاں کے بیٹے قوبلہ خان نے التاخاں ختائی پر لشکر کشی کی اور اسکو شکست دیکر اپنی قوت بہت بڑہالی - اس کا بیٹا برزان بہادر اس کا جانشین ہوا جسکا بیٹا یسوکا بہادر چنگیز خاں کا باپ تہا جسے چینی ہیں یسوکئی کہتے ہیں - یسوکا بہادر نے توچین تاتاری بادشاہ پر حملہ کیا اور اسکو قید کر لیا اسی روز چنگیز خاں اس کے ہاں پیدا ہوا اور اس فتح کی یادگار میں اس کا نام توچین رکہا گیا - چینی مورخین کے موافق اسکی تاریخ ولادت ۱۱۶۲ء ہے اور اسلامی مورخین کے نزدیک دہ ۵۵۰ ہجری یعنی ۱۱۵۵ء میں پیدا ہوا - یسوکا کے زمانہ میں مغلوں کے مختلف قبایل مختلف سرداروں کے تابع فرمان تہے مگر باایں‌ہمہ ان کی قوت بارہویں صدی میں اس قدر بڑہ گئی تہی کہ شمالی چین کے بادشاہ نے بیرنور تاتاریوں سے اس غرض سے سازش و اتحاد کیا تہا کہ وہ مغلوں کا قلع قمع کریں - بیرنور قوم نے مغلوں پر لشکر کشی کی اور مغلوں سے ایک بڑی خونریز لڑائی ہوئی جس میں یسوکا بہادر مارا گیا - اس زمانہ میں چنگیز خاں کی عمر تیرہ سال کی تہی -

یسوکا کے بعد مغلوں نے چنگیز خاں کی متابعت سے انحراف کیا۔ اور برلاس تیر قوم نے جراوچی کی نسل سے بہتی مخالفین سے سازش کرلی اور تموچین اور اس کے بھائی اپنی ماں کو لیکر پہاڑوں میں چلے گئے اور وہاں صید و شکار سے بہ مشکل تمام گزر اوقات کرتے رہے اور بہت مصیبت اٹھائی آخر کار تموچین طغرل خاں کریت کی سردار کے پاس چلا گیا جس کا لقب اونگ خاں تھا اور ایک عرصہ تک وہ اس کے پاس ملازم رہا۔ جب شاہ ختا نے بیرنور قوم پر لشکر کشی کرنی چاہی اس نے مغلوں سے مدد طلب کی۔ اونگ خاں بھی بادشاہ ختا کی مدد کو گیا اور تموچین نے اس لڑائی میں بہت کوشش کی جس سے اسکی بہت شہرت ہوگئی اور اونگ خان کو وہ بہت عزیز ہوگیا اس کے بعد اونگ خاں اور تموچین نے مختلف تاتاری قبایل سے جن میں قوم تائجوت و سالجوت وقنقرات و جلایر وغیرہ شریک تھے ایک خونریز لڑائی لڑی اور تموچین اور اونگ خاں کو بہت بڑی فتح حاصل ہوئی اور جو قومیں دشت گوبی کے شمال میں دریائے ارتش سے لیکر خنگاہ کوہستان تک آباد تھیں ان سب نے تموچین کی حکومت قبول کرلی۔

۱۲۰۳ء میں تموچین اور اونگ خاں میں سنکون پسر اونگ خاں کی مخالفت کی سبب سے ناچاقی پیدا ہوگئی اور آخر کار دونوں میں ایک خونریز لڑائی ہوئی۔ قراچار نویاں نے تموچین کی مدد کی اور اونگ خاں کو شکست ہوگئی اور وہ دونوں باپ بیٹے زخمی ہوکر مر گئے اور اُسکے ملک پر تموچین کا قبضہ ہوگیا۔

نائمان ملک کے حاکم تایانگ خاں نے چنگیز خاں کے برخلاف الاقوش تگین کو جو انگیت کا بادشاہ تھا ملانا چاہا مگر الاقوش تگین نے تایانگ خاں سے اتحاد کرنا مصلحت وقت نہ سمجھا اور چنگیز خاں کو اس کے ارادوں سے مطلع کر دیا۔ کہتے ہیں کہ نائمان قوم عیسائی مذہب کے تھے۔ ۶۰۰ ہجری میں چنگیز خاں نے تایانگ خاں پر لشکر کشی کی۔ کوہ التائی کے دامن میں چنگیز خان اور تایانگ خاں میں شدید لڑائی ہوئی جس میں تایانگ خاں زخمی ہوکر ہلاک ہوا اور اُس کا بیٹا کوشلوک بھاگ کر اپنے چچا بویرُدق خاں کے پاس چلا گیا۔ چنگیز خاں نے اس مہم سے فراغت پاکر توقتا بیگی بادشاہ مرکت پر حملہ کیا۔ پہلے ہی حملہ میں توقتا بیگی اور اس کا بیٹا ملک چھوڑ کر بھاگ گئے اور بویرُدق خاں برادر تایانگ خاں کے پاس پناہ گزین ہوئے۔ اس فتح کے بعد چنگیز خاں نے

قلعہ تنکت کا محاصرہ کرکے اُسکو فتح کرلیا۔ ان فتوحات سے فارغ ہوکر چنگیز خاں نے ایک کونسل جسکو مغل قریلتائی کہتے ہیں منعقد کی اور چنگیز خاں کا لقب اختیار کیا (سنہ ۱۲۰۶ء) جس کے معنی شاہ شاہاں ہے۔ بعد ازاں ویردق خاں برادر تایانگ خاں پر فوج کشی کرکے اُس کا ملک چھین لیا اور اسکو قتل کرڈالا۔ کوشلوک توقتا بیگی کے ساتھہ ادریش کی طرف بھاگ گیا اور چنگیز خاں نے کوشلوک کے تعقب میں ادریش پر حملہ کیا اور ادیرات قوم کو شکست دیکر ادریش کو فتح کرلیا اس لڑائی میں توقتا بیگی مارا گیا اور کوشلوک نے وہاں سے بھاگ کر قراختائیوں کے پاس پناہ لی (سنہ ۱۲۰۸ء) گور خاں نے اسکی بہت خاطر و مدارات کی اور اپنی بیٹی سے اُس کا نکاح کردیا۔ تھوڑے عرصہ میں کوشلوک کے پاس اُس کے باپ کا بہت لشکر جمع ہوگیا اور اُس نے سلطان محمد خوارزم شاہ سے سازش کرکے گور خاں پر حملہ کیا اور ایک دفعہ قراختائیوں کو شکست بھی دی مگر دوسری مرتبہ شکست کھائی۔ جب خوارزم شاہ نے گور خاں پر حملہ کرکے شکست کھائی ملک میں یہ مشہور ہوگیا کہ گور خاں کو شکست ہوئی اور اس سبب سے اکثر رئیسوں نے جو گور خاں کی حکومت سے ناراض تھے بغاوت کی۔ اس بغاوت کو گور خاں فرو کر رہا تھا کہ کوشلوک نے یکایک حملہ کرکے اُس کو قید کرلیا اور اُس کے ملک پر قابض ہوگیا۔ گور خاں قید میں دو برس زندہ رہکر مر گیا۔ کوشلوک عیسائی مذہب رکھتا تھا اور اُسکی بیوی بت پرست تھی کوشلوک لوگوں کو عیسائی کرتا تھا اور اُسکی بیوی لوگوں کو بت پرست کرتی تھی اور دونوں مسلمانوں پر ظلم و جور کرتے تھے۔ اُس نے کاشغر اور ختن کو فتح کرکے اپنے ملک میں شامل کرلیا۔

اس زمانہ میں چنگیز خاں التان خاں بادشاہ ختا سے لڑائی میں مصروف تھا اُس نے التان خاں کو شکست دیکر خانبالیغ پر قبضہ کرلیا اور اکثر حصّہ ختا کا اُس کے قبضہ میں آگیا اور اقوام الغور و توبات وغیرہ اُسکے ماتحت ہوگئے۔

جب چنگیز خاں ختا سے واپس آیا اس نے سنا کہ نائمان کے حاکم کا بیٹا کوشلوک کاشغر و ختن اور قراختائیوں کے ملک پر قابض ہوگیا ہے اُس نے کچھہ فوج جہت نویان کے سپرد کرکے اسکو کوشلوک پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا۔ کوشلوک اُس کے سامنے سے بھاگ کر بدخشاں میں جا چھپا اور وہاں گرفتار ہوکر مار ڈالا گیا۔

اس فتح سے چنگیز خاں کی مغربی سرحد خوارزم شاہ کی مشرقی سرحد سے ملحق ہوگئی۔ ایک عرصہ تک ان
دونوں بادشاہوں میں دوستانہ میل جول رہا۔ کہتے ہیں کہ خلیفہ ناصر نے چنگیز خاں کو سلطان محمد کی
طرف سے بھڑکایا تھا۔ جب چنگیز خاں کی رعایا میں سے چند تجار سلطان محمد کے حکم سے قتل کئے گئے اور
لوٹ لئے گئے اور چنگیز خاں نے سلطان محمد سے خون بہا طلب کرنے کے لئے ایک قاصد بھیجا اور وہ
بھی قتل کرڈالا گیا چنگیز خاں نے سلطان محمد کے ملک پر حملہ کیا کہ اس سے اپنی توہین کا بدلہ لے (۶۱۵ھ)
اترار میں پہنچکر اس نے اپنا لشکر چند حصوں پر منقسم کردیا۔ اوکتائی خاں اور چغتائی خاں کے سپرد اترار
کی مہم ہوئی اور جوجی خاں کو سند کی طرف روانہ کیا اور الاق نویان اور سکتو بوقا کو پانچ پانچ ہزار
فوج دیکر بناکت اور خجند کی طرف بھیجا اور باقی لشکر لیکر خود اور اس کا بیٹا تولیخان بخارا کی طرف
روانہ ہوئے۔ سنہ ۶۱۶ھ میں وہ بخارا پر پہنچا۔ سلطان محمد بخارا کی حفاظت کے لئے بیس ہزار فوج تعین
کرکے خود عراق کی طرف چلا گیا تھا۔ چونکہ فوج بے سری تھی وہ بغیر لڑے خوارزم کی طرف بھاگی۔ جیحوں
کے کنارہ پر مغلوں نے ان کو آلیا اور ان میں سے اکثر آدمی معرض قتل میں آئے۔ جب بخارا بے فوج
رہگیا وہاں کے رئیسوں نے شہر چنگیز خاں کے سپرد کردیا۔ چنگیز خاں شہر میں داخل ہوا اور گھوڑے پر
سوار سیدھا جامع مسجد کے اندر ممبر تک چلا گیا اور اس عالیشان عمارت کو دیکھکر اس نے لوگوں سے
دریافت کیا کہ یہ محل بادشاہ کے رہنے کا ہے۔ جب اس سے بیان کیا گیا کہ یہ خدا کا گھر ہے وہ گھوڑے
پر سے اتر پڑا اور ممبر پر چڑھ کر لوگوں کو متابعت کرنے کے لئے نصیحت کی۔ چنگیز خاں کو یہ خبر پہنچی کہ
خوارزم شاہ کے لشکر کے بعض آدمی شہر میں چھپے ہوئے ہیں اس نے حکم دیا کہ شہر کو آگ لگادی جائے۔
چونکہ بخارا میں عموماً چوبی عمارتیں تھیں اس سبب سے بہت جلد تمام شہر جلکر خاکستر ہوگیا صرف بعض
خشتی عمارتیں باقی رہگئیں۔ بخارا کے قلعہ میں کوکب خاں اور تھوڑی سی فوج نے بہت بہادری
کے ساتھ چنگیز خاں کے لشکر کا مقابلہ کیا اور جان توڑ کر لڑے یہاں تک کہ سب قتل وا سیر ہوگئے اور
کسی نے ان کی امداد نہ کی۔ سلطان محمد نہ صرف خود خوف زدہ دشمن کے مقابلے سے بھاگ گیا بلکہ اپنے
بہادر بیٹے جلال الدین کی درخواست کو بھی قبول نکیا جس نے بادشاہ سے چنگیز خاں سے لڑنے کیلئے
فوج مانگی تھی۔ اس بزدلی کا اصل سبب یہ تھا کہ منجمین نے اس کو ڈرادیا تھا کہ زمانہ ناساعد ہے
لڑائی میں کامیابی نہوگی اس لئے وہ اپنی سلطنت کے بعید ترین مقام میں چلا گیا تھا اور وہاں اس

خیال سے کہ ہر دم غنیمت ہے عیش و عشرت میں مبتلا ہو کر سلطنت کے افکار کو دل سے بہلانا چاہتا تھا۔
خوارزم شاہ نے اترار کی حفاظت کے لئے پچاس ہزار فوج مقرر کی تھی اور پھر بعد میں قراچہ حاجب کو دس ہزار فوج کے ساتھ غایر خاں حاکم اترار کی مدد کے لئے روانہ کیا تھا۔ بادشاہ کی عدم موجودگی میں بھی اس فوج نے پانچ ماہ تک محاصرہ کے مصائب مردانہ وار برداشت کئے اور مغلوں کو شہر میں نہ آنے دیا اور اس کے بعد بھی قراچہ حاجب کی دغابازی سے شہر فتح ہوا مگر قراچہ کو اس دغابازی سے کچھ نفع نہ ملا کیونکہ قراچہ اور اس کے ساتھیوں کو چغتائی نے انعام دینے کے بدلہ قتل کروا ڈالا۔ غایر خاں نے اب بھی خوارزم شاہ کے نمک کا حق پورا کر دیا اور وہ مردانگی اور بہادری ظاہر کی کہ صفحہ ہستی میں اس کا نام یادگار رہ گیا۔ اترار کے قلعہ میں بند ہو کر یہاں تک لڑا کہ اس کے پاس نام کو ایک متنفس بھی باقی نہ رہا۔ جب اس کے ہاتھ پاؤں میں جنبش کی بھی طاقت نہ رہی لوگوں نے اس کو گرفتار کر لیا۔
اترار کو برباد کر کے چغتائی چنگیز خاں کی مدد کے لئے سمرقند کی طرف روانہ ہوا اور قبل از روانگی اس بے نظیر بہادر غایر خاں کو قتل کر ڈالا۔
جوجی خاں نے کند کو بے لڑائی کے اور جند کو خفیف لڑائی کے بعد فتح کر لیا۔
الاق نویاں نے فناکت پر بے لڑائی قبضہ کر لیا مگر خجند میں تیمور ملک نے اس قدر دلیرانہ مقابلہ کیا کہ آجتک وسط ایشیا میں اس کی مردانگی کے قصے بیان کئے جاتے ہیں۔ جب تیمور ملک دشمنوں کی کثرت سے عاجز ہو گیا اور اس کے پاس فوج بالکل نہ رہی وہ لڑتا ہوا اکیلا مغلوں کے ہاتھ سے بچ کر زندہ نکل گیا۔
الاق نویان بھی اور سرداروں کی طرح فتح کے بعد سمرقند کی طرف چنگیز خاں کے پاس چلا گیا۔
سمرقند کی حفاظت کے لئے سلطان محمد ایک لاکھ دس ہزار فوج مقرر کر گیا تھا مگر بے سری ہونیکی وجہ سے انہوں نے خفیف لڑائی کے بعد سمرقند چنگیز خاں کے حوالہ کر دیا (۶۱۷ھ ہجری) سمرقند سے چنگیز خاں نے جبہ نویاں اور سوبدائی بہادر کو سلطان محمد کی گرفتاری کے لئے عراق عجم کی طرف روانہ کیا۔ یہ دونوں جرنیل بلخ و سیستان و مازندران و رے وغیرہ مقامات کو برباد و غارت کرتے ہوئے تمام ملک میں مثل سیلاب کے پھیل گئے۔ کہیں مثل تبریز کے کچھ لڑائی ہوئی ورنہ اکثر مقامات بغیر لڑائی کے فتح ہو گئے۔ سلطان محمد کی بزدلی سے اسکی فوج بے سری ہو گئی تھی اس لئے تمام ملک میں متفرق ہو کر جس طرح جس سے ممکن ہوا اپنی جان بچائی۔ کسی نے بے لڑائی ہتیار ڈالدیئے اور کسی نے لڑ کر جان دی۔

باشندگان ملک مغلوں سے اس قدر خائف ہوئے تھے کہ ایک سرائیں مغلوں کی ایک عورت نے بہت سے آدمی قتل کرڈالے اور کسی کو اتنی جرأت نہ ہوئی کہ اُس سے انتقام لیتا یا مقابلہ کرتا۔ مغلوں کا لشکر سیلاب کی طرح ایران سے گزرتا ہوا گرجستان اور تفلیس تک پہنچا اور وہاں سے دربند کی راہ دشت قپچاق میں ہوتا ہوا ترکستان کو لوٹ آیا۔

سلطان محمد جب عراق کی طرف جانے کے ارادہ سے بلخ میں پہنچا اس کے بے نظیر بہادر بیٹے سلطان جلال الدین نے پھر باپ سے کہا کہ آپ مجھکو یہاں ملک کی حفاظت کے لئے چھوڑ جائے۔ ؎

روم خیمہ برطرف جیحوں زنم ✣ ابا دشمناں دست درخوں زنم

چو با ایں سپاہ آیم آنجا فرود ✣ بماند بداندیش زاں سوئے رود

دگر بر تو آید زما بدکنش ✣ زمردم نباشیم در سرزنش

مگر اُس نے اپنے بہادر بیٹے کا کہنا نہ مانا عراق کی طرف روانہ ہو گیا۔ اپنی ماں کو معہ حرموں کے قلعہ قارون وژ میں بھیجدیا اور خود قلعہ قارون وژ سے گیلان ہوتا ہوا بحر کاسپس کے ایک جزیرہ میں جس کا نام آب سکون تھا اور ہشتر خان کے قریب واقع تھا پناہ لی۔ مغلوں نے قلعہ قارون وژ کو محاصرہ کر کے فتح کرلیا اور سلطان محمد کی والدہ اور اہل اطفال کو گرفتار کرلیا۔ جب یہ خبر سلطان محمد کو پہنچی بہت نالہ و فریاد کی اور بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔

نظم

چہ زیں سہمگیں حالتِ دل گسل ✣ خبر یافت سلطان آشفتہ دل

ز جانش برآمد نفیر و خروش ✣ بیفتاد زار و از و رفت ہوش

چو آمد دگر بار با خویشتن ✣ ہمی کند موئی ہمی خستہ تن

چناں دست غم حلق جانش فشرد ✣ کزاں درد نادیدہ درماں بمرد

سلطان محمد اس بیکسی میں مرا کہ کفن بھی نصیب نہ ہوا جو کپڑے پہنے ہوئے تھا اُن ہی میں دفن کردیا گیا (۶۱۷ہ ہجری)

سلطان محمد کا ایک بیٹا سلطان رکن الدین عراق کا حاکم تھا۔ تاتاریوں نے اس کو قلعہ سفید کوہ میں جو رے کے پاس واقع تھا گھیر لیا اور گرفتار کر کے قتل کرڈالا۔

دوسرا بیٹا سلطان غیاث الدین تھوڑی سی جماعت کے ساتھ سلطنت کے اطراف میں پھرتا رہا

اور آخر کار کرمان میں براق حاجب نے دغابازی سے اُسکو قتل کر ڈالا۔
تیسرا بیٹا جلال الدین اپنے باپ کی وفات کے بعد جزیرہ آبسکون سے پہلے خوارزم میں آیا جہاں اُس کے دو چھوٹے بھائی ارزاق سلطان اور آق سلطان حکمراں تھے۔ ان دونوں بھائیوں نے اُس کی اطاعت قبول کی مگر وہاں کے نمکحرام سرداروں نے ایسے وقت میں بھی یہ خیال کیا کہ جلال الدین کی حکومت میں اُنکو کچھہ اختیار نہ رہے گا اس لئے اُسکو وقت پاکر مروا ڈالنا چاہئے۔ جب اِس سازش کی خبر جلال الدین کو پہنچی اُسکو ان لوگوں سے اس قدر نفرت ہوئی کہ وہ اپنے ساتھیوں کو لیکر خوارزم سے چلا گیا اور ان لوگوں کو اُن کے حال پر چھوڑ دیا۔ نسا اور شاذ ماج کے مابین اُسکو مغلوں کی فوج ملی اور اُن سے لڑائی ہوئی۔ جلال الدین باوجود قلیل جمعیت کے دشمنوں کی صفوں کو چیرتا ہوا صاف نکل گیا اور شاذ ماج میں پہنچا۔ سلطان جلال الدین کے دونوں چھوٹے بھائی ارزاق سلطان اور آق سلطان کچھہ فوج لیکر جلال الدین کو لانے کے لئے اُسکے پیچھے آئے تھے وہ بھی ان تاتاریوں کی فوج سے نسا اور شاذ ماج کے مابین مقابل ہوئے اور وہ دونوں مع اپنے ہمراہیوں کے مغلوں کے ہاتھ سے معرض قتل میں آئے۔
شاذ ماج میں پہنچکر جلال الدین نے کچھہ دن آرام کیا بعد ازاں وہاں سے غزنین کو چلا گیا۔ غزنین میں سلطان محمد کی متفرق فوج اس کے پاس کسی قدر جمع ہوگئی اُس نے اس فوج کی مدد سے مغلوں کی فوج پر جو قلعہ والیان کو گھیرے ہوئی تھی حملہ کیا اور اُن کو کامل شکست دی۔ چنگیز خاں نے یہ سنکر قیقور کو تیس ہزار کی جمعیت سے سلطان جلال الدین کے مقابلہ کے لئے بھیجا اور مقام بارانی کے قریب سلطان کے لشکر سے مقابلہ ہوا۔ دو روز تک متواتر لڑائی ہوتی رہی۔ چونکہ اس میدان میں فریقین کی تعداد میں زیادہ فرق نہ تھا اس لئے سلطان جلال الدین کی بے نظیر شجاعت کے آگے مغلوں کی بہادری بیکار ہوئی اور سلطان جلال الدین کو کامل فتح نصیب ہوئی۔ قیقور بھاگ کر چنگیز خاں کے پاس چلا گیا جو کوچ بکوچ غزنین کی طرف آرہا تھا۔ چنگیز خاں شکست کا حال سنکر بہت جلد غزنین کی طرف روانہ ہوا اور راہ میں قلعہ اندراب کو (۶۱۸ھ) برباد کرتا ہوا غزنین میں پہنچا۔ یہاں جلال الدین کی فوج کے ایک سردار سیف الدین نامی نے اُس سے انحراف کیا تھا اور اپنی جمعیت کو لیکر غزنین سے چلا گیا تھا جس کی وجہ سے سلطان جلال الدین کے پاس بہت کم

فوج رکھتی تھی۔ جلال الدین نے اپنی بدقسمتی سے ناچار ہو کر چنگیز خاں کے آنے سے پہلے غزنین کو چھوڑ دیا اور ہندوستان کی طرف روانہ ہوا۔ چنگیز خاں نے اس کے تعاقب میں اس قدر جلدی کی کہ آخر کار دریائے سندھ کے کنارہ پر اسکو آلیا اور جلال الدین نے ناچار باوجود قلت فوج چنگیز خاں پر ایسا زبردست حملہ کیا کہ دشمن سراسیمہ ہو گئے۔ چنگیز خاں کے پاس جب مدد زیادہ پہنچ گئی اس نے حملہ کر کے جلال الدین کے میمنہ اور میسرہ کی فوج کو دوپہر کی لڑائی کے بعد بالکل قتل کر ڈالا۔ اور قلب میں سلطان کے ساتھ صرف سات آدمی رہگئے باقی سب دشمنوں کی کثرت سے متفرق ہو گئے یا معرض قتل میں آئے۔ اسپر بھی جلال الدین متواتر دشمنوں پر حملے کرتا رہا جس طرف جاتا تھا صفوں کو درہم برہم کر دیتا تھا اور چپ و راست کشتوں کے انبوہ لگا دیئے۔ جب چنگیز خاں کی فوج بہت کثرت کے ساتھ جمع ہو گئی اس نے حکم دیا کہ سلطان کو جہاں تک ہوسکے زندہ گرفتار کر لو لیکن یہ ممکن نہوا اس نے دو چار دفعہ زبردست حملے کر کے دشمنوں کو متفرق کر دیا اور اپنا گھوڑا دریا میں ڈالدیا اس کے ساتھ اس کی باقیماندہ فوج نے بھی اپنے گھوڑے دریا میں ڈالدیئے۔ مغل بھی چاہتے تھے کہ دریا میں گھوڑے ڈالیں مگر چنگیز خاں نے منع کیا اور کنارہ سے انہوں نے تیر مارنے شروع کئے جس سے بہت آدمی مجروح اور ہلاک ہوئے۔

سلطان جلال الدین نے اس پار پہنچکر بہت اطمینان کے ساتھ چنگیز خاں کے مقابل میں اپنے کپڑے دھوپ میں خشک کئے اور نماز مغرب ادا کی۔ چنگیز خاں حیرت زدہ دریا کے کنارہ پر کھڑا دیکھتا تھا اور اپنے بیٹوں سے جلال الدین کی تعریف کرتا تھا۔ ؎

بگیتی کسے مرد ایں ساں ندید ۔۔۔ نہ از نامداران پیشیں شنید
بصحرا چو شیر است فیروز جنگ ۔۔۔ بدریا دلیر است ہمچو نہنگ

دو سال کے بعد جلال الدین نے ہندوستان سے مراجعت کی اور اصفہان میں اس نے کچھ دنوں تک بہت شوکت اور قوت کے ساتھ حکومت کی اور دوبارہ گرجستان پر لشکر کشی کر کے اپنی ریاست کو وسیع بھی کر لیا مگر ۶۲۸ ہجری میں تاتاریوں نے اسپر بے خبری میں یکایک حملہ کر کے اس کے لشکر کا ایک متنفس بھی زندہ نہ رکھا اور جلال الدین تن تنہا کردستان کے پہاڑوں میں بھاگ گیا۔ بعض کا قول ہے کہ وہ کسی رہزن کے ہاتھ سے حالت خواب میں قتل ہوا۔ اور

بعض کہتے ہیں کہ اس نے ترک دنیا کر کے صوفیوں کا لباس اختیار کیا اور اس حالت میں سیاحت کرتا پھرا واللہ اعلم بالصواب۔

چنگیز خاں نے سمرقند کو فتح کر کے اپنے بیٹوں کو خوارزم کی طرف بھیجا۔ خوارزم کو قدیم زمانہ میں جرجانیہ کہتے تھے اور ترکوں میں اس کا نام اورگنج تھا اور زمانہ حال میں اسکو خیوا کہتے ہیں۔ چھ ماہ کی سخت لڑائی کے بعد خوارزم فتح ہوا۔ ترمد میں چنگیز خاں سے اہل شہر ایک عرصہ تک بہت دلیری کے ساتھ لڑتے رہے اس سبب سے چنگیز خاں نے اسکو فتح کر کے بالکل منہدم کر دیا اور برائے نام ایک آدمی یا ایک گھر وہاں چھوڑا۔ ترمد کو غارت کر کے چنگیز خاں بلخ پر چڑھا اس زمانہ میں بلخ بہت بڑا اور مقدس شہر تھا عجمیوں کے نزدیک مکہ اور مدینہ کے بعد بلخ کا تقدس تھا جسکو وہ قبۃ الاسلام کہتے تھے۔ یہاں پچاس ہزار علما اور مشائخ رہتے تھے۔ ترمد کی طرح بلخ کو بھی چنگیز خاں نے بالکل منہدم اور ویران کر دیا۔ اس کے بعد قلعہ بامیاں کو اس لئے منہدم اور ویران کیا کہ وہاں اس کا پوتا مارا گیا تھا اور نیشاپور کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا گیا کیونکہ وہاں تغاچار مارا گیا۔ ان مقامات میں نہ کوئی مکان سلامت رہا نہ کوئی آدمی باقی رہا۔ باشندگان شہر یا قتل یا قید کر لئے گئے۔ ہرات پہلی مرتبہ فتح ہو کر بچا رہا مگر جب جلال الدین نے مغلوں پر فتح پائی بدنصیبی سے اہل شہر کو بغاوت کرنے کی جرأت ہوئی اس لئے ایلچکدائی نے چھ ماہ کے محاصرہ کے بعد ہرات کو فتح کر کے بالکل برباد کر دیا۔ جب یہ کل ممالک نہ صرف فتح ہو چکے بلکہ غارت بھی ہو گئے تو چنگیز خاں اپنے وطن کو لوٹ گیا اور ۱۲۲۷ء ۶۲۴ھ میں بہتر برس کی عمر میں مر گیا۔

چنگیز خاں کی وفات سے امیر تیمور کے زمانہ تک وسط ایشیا کی تاریخ صرف خانہ جنگیوں اور خونریزیوں کا وقائع ہے۔ چنگیز خاں نے اپنی سلطنت کو اپنے مختلف بیٹوں پر تقسیم کر دیا تھا اور اوکتائی خاں کو اپنا جانشین مقرر کیا تھا اور سب اولاد کو وصیت کی تھی کہ آپس میں اتحاد رکھیں۔

چنگیز خاں کا بڑا بیٹا جوجی خاں قبچاق میں اپنے باپ کے سامنے مر گیا تھا اس کا بیٹا باتو خاں اس کا جانشین ہوا اور اس نے الان و آس و روس و بلغار وغیرہ ممالک کو فتح کیا۔ اس نے دریائے والگا کے کنارہ پر ایک شہر سرائے نام آباد کیا اور اسی کو اپنا دار الحکومت بنایا۔

دوسرا بیٹا چغتائی خاں تھا وہ ماوراء النہر اور خوارزم اور ملک الغور اور کاشغر و بدخشاں

وغیرہ پر حاکم مقرر کیا گیا تھا۔ چغتائی خاں نے نہایت عقلمندی اور انصاف کے ساتھ ۶۲۹ء تک اپنے ملک کا انتظام کیا اور وفات پائی۔

تیسرا بیٹا تولی خاں تھا یہ چنگیز خاں کے لشکر کا امیر الجیوش تھا اور سب بھائیوں سے زیادہ بہادر اور تجربہ کار جرنیل تھا جب چنگیز خاں کی وفات کے بعد اوکتائی قاآن نے ملک ختا کو فتح کیا تو تولی خاں لشکر کا سردار تھا۔ ختا کی فتح کے بعد وہ مر گیا۔ منکو خاں وہلاکو خاں و قوبلا خاں و اریق بوکا اس کے بیٹے تھے۔

چنگیز خاں کی وفات کے بعد اس کے سب بیٹوں نے وصیت کے موافق اوکتائی خاں کو مسند قاآنی پر تخت نشین کیا اور اس کے حکم کی فرمانبرداری کا وعدہ کیا۔ اوکتائی خاں نے تخت پر بیٹھ کر سب میں پہلے ایک سردار کو سلطان جلال الدین کے قلع قمع کے لئے اصفہان کو بھیجا اور اس نے یکایک حملہ کر کے اس کے لشکر کو بالکل نیست و نابود کر دیا اور سلطان جلال الدین کردستان کو تنہا بھاگ گیا جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔

۶۲۶ھ ہجری میں اوکتائی خاں نے ختا کو فتح کرنے کی تیاری کی اور اپنے لشکر کا سپہ سالار تولی خاں کو مقرر کیا۔ تولی خاں دس ہزار کی جمعیت سے لشکر کے آگے روانہ ہوا۔ دریائے قرا موران کے کنارہ پر ایک لاکھ ختائی لشکر سے تولی خاں کی لڑائی ہوئی اور باوجود قلت تعداد تولی خاں نے ان کو کامل شکست دی۔ بادشاہ ختا نے شکست کی خبر سنکر رنج و غم سے خودکشی کر لی اور ختا کے ملک پر مغلوں کا تسلط ہو گیا۔ اوکتائی خان نے ختا پر عزیز یلواج کو حاکم مقرر کیا اور اپنے ملک کو واپس آ گیا۔ ختا کے فتح کے بعد تولی خاں راہ میں مر گیا۔ وطن میں پہنچکر اوکتائی خان نے اپنے بیٹے اور بھتیجوں کو لشکر دیکر روس و چرکس اور بلغار وغیرہ ممالک کے فتح کرنے کے لئے روانہ کر دیا اور ان شہزادوں نے سات برس کے عرصہ میں ان ممالک کو فتح کیا اور مظفر و منصور بہت مال غنیمت کے ساتھ واپس آئے۔ ۶۳۶ھ ہجری میں اس نے ہرات کو جو چنگیز خاں کے عہد میں برباد ہوا تھا اور ابھی تک اسی حالت میں پڑا ہوا تھا بعض امراء کے کہنے سے از سر نو تعمیر کرا دیا۔ ۶۳۹ھ ہجری میں اس نے وفات پائی۔

اوکتائی خاں کے بعد اس کی بیوی توراکینا خاتون اسکی جانشین ہوئی مگر لوگ اسکی حکومت سے

ناراض ہو گئے اور آخر کار اس کی زندگی میں سب نے متفق ہو کر اس کے بیٹے کیوک خاں کو تخت قاآنی پر بٹھایا۔ اس نے چغتائی خاں کے بیٹے بیسو منکو کو چغتائی خاں کی ریاست کی حکومت دی جس پر چغتائی خاں کا پوتا قابض ہو گیا تھا اور الیلجدائی کے سپرد ایک بہت بڑا لشکر اس غرض سے کیا کہ وہ کردستان اور روم وغیرہ ممالک کا انتظام کرے۔ کیوک خاں کا عیسائی مذہب کی طرف زیادہ میلان تھا اس سبب سے اس کے زمانہ میں مسلمانوں کی بہ نسبت نصاریٰ کو زیادہ قوت حاصل رہی۔

کیوک خاں کے بعد منکو خاں اس کا جانشین ہوا اس نے قوبلا خاں کو ختا کے بعض بلاد کو فتح کرنے کے لئے جو ابھی تک مغلوں کے ہاتھ نہ آئے تھے روانہ کیا اور ہلاکو خاں کو بہت بڑے لشکر کے ساتھ مغرب کی طرف بھیجا۔ ان دونوں سرداروں کو نمایاں فتوحات حاصل ہوئے۔ سنہ ۶۵۳ ہجری میں وہ چین کو فتح کرنے کے لئے روانہ ہوا اور تنگناش تک پہنچکر سنہ ۶۶۵ھ میں مر گیا۔

اس کے مرنے کی خبر سنکر قوبلا خاں ختا سے واپس آیا اور کیوک خاں کی جگہہ تخت نشین ہوا اس کے زمانہ میں سوائے خانہ جنگیوں کے اور کوئی واقعہ قابل بیان وقوع میں نہیں آیا۔ دشت قبچاق میں باتو خاں کے بھائی بوقا خاں نے اس سے انحراف کیا اور ایک خونریز لڑائی میں اس نے قوبلا خاں کو شکست دی۔ قراقرم میں قوبلا خاں کے بھائی ارتق بوکا نے اسکو شکست خوردہ پاکر اس سے انحراف کیا اور ایک عرصہ تک آپسمیں لڑائیاں ہوتی رہیں۔ چند مرتبہ قوبلا خاں نے ارتق بوکا کو شکست دی مگر آخر کار شکست کھا کر وہ ختا کو چلا گیا۔ اس خانہ جنگی سے فراغت ہوئی تھی کہ چغتائی خاں کے پوتے الغو خاں نے ارتق بوکا سے لڑائی شروع کر دی۔ پہلے الغو خاں کو شکست ہوئی مگر آخر کار اس نے ارتق بوکا کو ایسی شکست دی کہ وہ بھاگ کر اپنے بھائی قوبلا خاں کے پاس ختا کو چلا گیا۔ یہ خانہ جنگی ختم ہوئی تھی کہ الغو خاں کی مخالفت میں قیدو خاں اوکتائی خاں کا پوتا اٹھ کھڑا ہوا۔ قیدو خاں اور برکا اغول نے ملکر الغو خاں کو شکست دی۔ بارے الغو خاں کے مرنے سے یہ قضیہ بہت جلد فیصل ہو گیا کیونکہ الغو خاں کا بیٹا مبارک شاہ کم سن تھا اور اس میں قیدو خاں سے لڑنے کی قوت نہ تھی

مگر مبارک شاہ کو براق اغلان نے جو چغتائی خاں کی نسل میں سے تھا بعض رؤساء کی سازش قید کرلیا اور خود الغو خاں کا جانشین بن گیا۔ اس انقلاب سے براق اغلان اور قیدو خاں میں لڑائیاں شروع ہوگئیں اور قوبلا خاں نے بھی قیدو خاں پر براق اغلان کی حمایت کے لئے چند مرتبہ ناکام حملہ کئے۔ قوبلا خاں کے جانشین تیمور خاں کو ۶۹۸ ہجری میں قیدو خاں نے دریائے ارتش کے کنارہ پر بہت بڑی شکست دی جس سے ختائیوں کے حملوں سے ترکستان ہمیشہ کے لئے محفوظ ہوگیا۔ قیدو خاں نے ۷۰۲ ہجری میں وفات پائی۔ کہتے ہیں کہ یہ بہت بڑا جرنیل تھا۔ اس نے بائیس لڑائیوں میں ختائی لشکروں کو شکست دی تھی۔

ختائی خاندان میں تیمور خاں کے بعد چند گمنام بادشاہ ہوئے ان میں سے آخری بادشاہ تایزی اغلان تھا جو امیر تیمور کے وقت میں مسلمان ہوگیا اور امیر کے ہاں بہت دن ملازم رہا۔

جوجی خاں کی نسل قبچاق میں حاکم رہی۔ اس خاندان میں انتالیس ۳۹ بادشاہ گزرے ان میں سے باکو خاں سب میں زیادہ مشہور تھا جس نے روس و چرکس وغیرہ ممالک کو فتح کرکے اپنی سلطنت بہت وسیع کی تھی اور ۶۵۴ ہجری میں اس کا انتقال ہوا۔ اس کے بعد برکہ خاں نے دین اسلام قبول کیا۔ برکہ خاں کے بعد جانی بیگ اور تو غلقتمور خاں اور توغتمش خاں زیادہ مشہور بادشاہ ہوئے جنکا ذکر آئندہ کے واقعات کے سلسلہ میں آئیگا۔

چنگیز خاں کے بعد توران کا اول بادشاہ اس کا مشہور بیٹا چغتائی خاں ہوا جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔ توران اس زمانہ میں اس ملک کو کہتے تھے جو قراقرم اور ایران کے مابین واقع تھا چغتائی خاں نے اپنے ملک کا انتظام نہایت عمدہ کیا تھا۔ اس کے زمانہ میں ایک عجیب واقعہ یہ ہوا کہ الغوبیہ محمود تاجی ایک ادنےٰ درجہ کے آدمی نے مکر و حیلہ سے بہت لوگوں کو اپنا معتقد اور مرید کرلیا اور خیب دانی کا دعویٰ کیا۔ اسکو یہانتک عروج ہوا کہ ۶۳۰ ہجری میں وہ کچھ دن کے لئے بخارا پہ قابض ہوگیا اور مغلوں کے لشکر کو اس نے ایک دفعہ شکست بھی دی۔ جب دوبارہ زیادہ لشکر بھیجا گیا تو اوس کو شکست ہوئی اور وہ قتل کیا گیا۔

چغتائی کے بعد اس کا بیٹا توبن اور اس کے بعد اس کا پوتا قرا ہلاکو تخت نشین ہوئے۔ کیوک خان کے وقت میں قرا ہلاکو کی جگہہ بیسو منکو بھیجا گیا جب کہ بیان کیا گیا۔ جب بیسو منکو مر گیا تو پھر قرا ہلاکو

تخت پر بیٹھا۔ اس کے بعد ۶۵۲ھ ہجری میں موافق توشقان یُبل تخت نشین ہوا۔ چغتائی کی نسل میں اس بادشاہ کے بعد الغوخاں اور براق اغلان اور کیک خاں اور ترشیرین خاں اور تغلقتمور خاں اور الیاس خواجہ دسیور غتمش خاں وسلطان محمود خاں اکثر گمنام حاکم اور سردار گزرے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ۱۲۷۵ھ ہجری میں چغتائی سلطنت کے دو حصے ہوگئے تھے۔ ایک خاندان تو ماوراء النہر میں حاکم رہا اور دوسرا خاندان جتہ یعنی مغلستان میں حکومت کرتا رہا۔ جو تھوڑا بہت تعلق ان رئیسوں کو وسط ایشیا کی تاریخ سے علاوہ خانہ جنگیوں کے رہا ہے اس کا ذکر سلسلہ بیان میں آئندہ آتا رہیگا۔

تولی خاں کے بیٹے ہلاکو خاں کو منکو قاآن نے ایران وعراقین کی حکومت سپرد کی اور اس کو ایک بہت بڑا لشکر اس غرض سے دیا گیا تھا کہ وہ مغرب کی جانب مغلوں کی سلطنت کو وسعت دے۔ ۶۵۲ھ میں ہلاکو خاں نے آب جیحوں سے عبور کیا اور خراسان میں پہنچکر اس کو از سر نو تعمیر اور آباد کیا۔ اس کے بعد اس نے خوارزم شاہ اسمٰعیلی کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور اس کا ملک چھین لیا (۶۵۴ھ)

۶۵۶ھ ہجری میں اس نے بغداد کو فتح کر کے خلیفہ مستعصم باللہ کو قتل کر ڈالا۔ خلفائے بنی عباس کا خاتمہ ہوگیا اور بغداد برباد کیا گیا۔ بغداد کو فتح کر کے اس نے حلب کو غارت وبرباد کیا اور دمشق کو فتح کیا۔ یہاں اسکو منکو قاآن کی مرنے کی خبر پہنچی اور ہلاکو خاں جسکو ایل خان بھی کہتے تھے تاتار کو لوٹ گیا اور شام کو پورا فتح کرنے کے لئے کسو قانویان کو اپنی جگہہ چھوڑ گیا۔ منکو قاآن کے بعد برکہ خان والئے قبچاق اور ہلاکو خاں میں کچھہ دن تک لڑائی رہی مگر کسی کو غلبہ نصیب نہوا۔

ہلاکو خاں کے بعد ۶۶۲ھ ہجری میں اباقا خان تخت نشین ہوا اس نے تبریز کو اپنا تختگاہ مقرر کیا۔ اس کے زمانہ میں براق اغلان نبیرۂ چغتائی خاں والئے ماوراء النہر نے عراق عجم پر حملہ کیا۔ ایک عرصہ تک قیدو خاں والئی ترکستان اور براق اغلان میں لڑائیاں ہوتی رہیں مگر بعد میں ان دونوں میں صلح ہوگئی اور دونوں نے ملکر اباقا خاں کے ملک پر حملہ کیا لیکن جو لشکر قیدو خاں کی طرف سے براق اغلان کی مدد کے لئے آیا تھا اسکو قیدو خاں نے درپردہ ہدایت کردی تھی کہ لڑائی کے وقت وہ براق اغلان کو مدد نہ دے اس سبب سے اباقا خاں نے براق اغلان کو بہت بڑی شکست دی اور براق اغلان بخارا کو بھاگ گیا۔ چونکہ براق اغلان ایک ظالم بادشاہ تھا شکست کے بعد سرداروں نے اس سے بغاوت کی اور قیدو خاں سے جا ملے۔ براق اغلان بھی اس غرض سے

قیدو خاں کے پاس گیا کہ اُس کی مدد سے اس بغاوت کو فرو کرے مگر قیدو خاں نے اُس کو زہر دیکر مار ڈالا (سنہ ۶۷۹ ہجری) براق اغلان شکست کہانے کے بعد مسلمان ہو گیا تہا اور اُس کا نام سلطان غیاث الدین رکہا گیا تہا۔

قیدو خاں نے ماوراء النہر کی حکومت پر نیکی اغول برادر الغو خاں کو مقرر کیا۔ اُس نے اُسی سال کے اندر قیدو خاں سے بغاوت کی اور قتل کیا گیا۔ اس کے بعد ایک عرصہ تک الغو خاں اور براق اغلان کے بیٹے قیدو خاں سے ماوراء النہر میں لڑتے رہے جس سے تمام ملک ویران ہو گیا۔ سنہ ۶۷۱ ہجری میں ابا قاخاں کے لشکر نے ماوراء النہر پر تاخت کیا اور کش نخشب کو ویران کرکے بخارا پر حملہ کیا اور اسکو فتح کرکے بالکل برباد کر دیا اور پچاس ہزار مرد اور عورتوں کو گرفتار کرکے خراسان کو لے گئے۔ جو لوگ باقی رہ گئے اُنہوں نے بخارا کو از سر نو کسی قدر آباد کیا تہا کہ سنہ ۶۷۴ ہجری میں براق اغلان کی بیٹوں نے بخارا پر حملہ کرکے اُس کو پہر برباد کر دیا۔ سات برس تک بخارا بالکل ویران پڑا رہا۔ اسکے بعد قیدو خاں نے مسعود بیگ کو اُس کی تعمیر کا حکم دیا۔

آبا قاخاں کے وقت میں مغلوں نے بلاد شام و روم پر حملہ کیا مگر بندقدار اور اُس کے جانشین سیف الدین جلادن نے ان کو چند مرتبہ شکست دی۔ سنہ ۶۸۰ ہجری میں آبا قاخاں مر گیا اور اُس کا بھائی تکودار اغول اُس کا جانشین ہوا۔ یہ بادشاہ مسلمان ہوا اور اُس کا نام سلطان احمد رکھا گیا اور تبدیل مذہب کی وجہ سے ارغول خاں نے اُس کو سنہ ۶۸۳ھ میں قتل کر ڈالا اور سنہ ۶۹۰ ہجری تک خود حکومت کرتا رہا۔ ارغول خاں کے بعد کیخاتون خاں سنہ ۶۹۴ ہجری میں اور بایدو خاں اُسی سنہ میں یکے بعد دیگرے امراء کی بغاوت میں قتل ہوئے۔ ان کے بعد غازان خان مسلمان بادشاہ تخت پر بیٹھا اور سنہ ۷۰۳ ہجری تک حکمران رہا۔ اس کے عہد میں شام کا ملک فتح ہوا۔ سلطان اول جایتو ملقب بہ سلطان محمد خدا بندہ اس کا جانشین ہوا۔ اس نے شام و گیلان ہرات کو فتح کرکے اپنی سلطنت کو وسیع کیا۔ سنہ ۷۱۶ ہجری میں اُس کا بیٹا ابو سعید بہادر تخت پر بیٹھا اس بادشاہ کا عہد حکومت مختلف بغاوتوں کے فرو کرنے میں گزرا۔

سنہ ۷۳۶ ہجری میں اربا خاں سلطان ابو سعید اس کے بعد تخت نشین ہوا۔ اس نے شاہ قبچاق کو چند شکستیں دیکر دربند کے اُس پار بہگا دیا۔ سلطان محمد بن تغلق اور طغا تیمور خاں اور شیخ حسین

ابن تیمور تاس اور ملک اشرف اور جانی بیگ یکے بعد دیگرے حکومت پر چند روز تک قابض رہے۔
ان کے بعد سلطان ادیس ۷۷۶ھ ہجری تک اور اوس کے بعد اس کا بیٹا سلطان حسین ۷۸۴ھ
تک تخت پر متمکن رہے۔

ان ایرانی بادشاہوں کے زمانہ سلطنت میں سوائے خانہ جنگیوں اور بغاوتوں کے کوئی بات
قابل بیان نہیں گزری۔ اب ہم ان خانہ جنگیوں کے بیان سے قطع نظر کرکے دنیا کے بزرگترین
فاتح کا ذکر کرتے ہیں جس نے چنگیز خاں کی اولاد کے جھگڑوں کو مٹا کر پھر وسط ایشیا میں ایسی وسیع
اور عالیشان سلطنت قایم کردی جس کو تمام دنیا خوف اور عزت کی نگاہوں سے دیکھنے لگی۔

باب ۱۱ یازدہم

امیر تیمور اور اولاد تیمور

جسطرح چنگیز خاں کا شجرہ حضرت آدم سے ملایا گیا ہے اسی طرح مشرقی مصنفین نے امیر تیمور سے
چنگیز خاں تک سلسلہ مرتب کیا ہے مگر بعض لوگوں کی رائے یہ ہے کہ امیر تیمور مغلوں میں سے نہ تھا
بلکہ ترکمانوں کے کسی قبیلہ میں سے تھا چنگیز خاں کی فتح کے بعد اکثر ترکمانوں کے قبایل مغلوں میں
مل جل گئے تھے امیر تیمور بھی ان میں سے ایک قبیلہ میں سے تھا۔
جب چنگیز خاں نے ماوراءالنہر اور ترکستان کی حکومت چغتائی خاں کے سپرد کی تو اس کے لشکر
کی سپہ سالاری قراچار نویان کو دی گئی۔ اس عہدہ پر قراچار نویان قراہلاجو کے عہد تک
رہا۔ قراچار نویان کے بعد چغتائی خاندان میں بہت کچھ تغیر اور انقلاب ہوا۔ اس انقلاب
میں قراچار نویان کے بیٹے شہر سبز کے حاکم ہوگئے۔ گو ماوراءالنہر کی حکومت میں بہت کچھ تغیر ہوا
مگر شہر کش کی حکومت قراچار نویان کے خاندان میں رہی۔ ۷۳۶ھ ہجری میں امیر تیمور گورکان
شہر کش میں پیدا ہوا۔ ۷۳۳ھ ہجری میں غزان خاں ابن یسور اغلان چغتائی خان کی مملکت
پر قابض ہوا۔ یہ بادشاہ بہت ظالم تھا۔ جب اس کے دربار کے امرا قریلتائی یعنی مجلس شورہ
میں جاتے تھے تو وصیت نامہ تحریر کر جاتے تھے۔ اس ظلم کا نتیجہ یہ ہوا کہ امیر قزغن نے بغاوت کی
اور بہت امرا اس کے ساتھ ہوگئے (۷۴۶ھ ہجری) پہلی مرتبہ امیر قزغن کو شکست ہوئی مگر

دوسری مرتبہ ۷۴۷ھ ہجری میں اس نے غزان خان کو کرشی شہر میں شکست دیکر قتل کیا اور اوسکی جگہہ دانشمند اغلان کو جو اوکتائی خاں کی نسل میں سے تہا ترکستان اور ماوراءالنہر کے تخت پر بٹہایا دو سال کے بعد امیر قزغن نے دانشمند کو مارڈالا اور بیان قلی ابن سوغدین کو جو چغتائی خاں کی نسل میں سے تہا تخت پر بٹہایا۔ امیر قزغن نے اپنے عہد حکومت میں ملک کا بہت عمدہ انتظام کیا اور ولایت خوارزم کو فتح کرکے سلطنت میں شامل کیا۔

۷۵۹ھ ہجری میں تیمور قتلق نامی ایک امیر نے قزغن کو کندز کے قریب مارڈالا۔ قزغن کی جگہہ اس کا بیٹا عبداللہ وزیر ہوا۔ چونکہ عبداللہ کو سمرقند بہت مرغوب تہا اس نے سمرقند کو دارالحکومت مقرر کیا اور بیان قلی کو بہی اپنے ساتھ لیگیا۔ اتفاق سے عبداللہ بیاں قلی کی ایک حرم پر عاشق ہوگیا اس لئے اس نے ۷۵۹ھ ہجری میں اس بیچارے کو مارڈالا اور اس کی جگہہ تیمور شاہ اغلان کو تخت پر بٹہایا۔ عبداللہ کی اس نالایق حرکت سے اکثر امرا اس سے ناراض ہوگئے اور امیر بیان سلدوز نے ایک لشکر اس کے مقابلہ کے لئے فراہم کیا اور شہر سبز سے حاجی برلاس اپنی جمعیت لیکر اس کے ساتہہ ہوگیا۔ دونوں نے ملکر سمرقند پر حملہ کیا۔ ایک خونریز لڑائی کے بعد عبداللہ کو شکست ہوئی اور وہ بہاگ کر اندراب کو چلا گیا اور وہاں گمنام حالت میں مرگیا۔ اس فتح سے ماوراءالنہر کی حکومت بیاں سلدوز اور حاجی برلاس کے ہاتہہ میں آگئی۔ بیان سلدوز ایک شرابی اور عیش دوست آدمی تہا۔ اس کی غفلت کا یہ نتیجہ ہوا کہ مختلف مقامات میں نوئیانی سرداروں نے اپنی اپنی جداگانہ ریاستیں قایم کرلیں اور ان کے باہمی لڑائیوں سے تمام ملک خراب اور ویران ہوگیا۔

جتہ یعنی مغلستان کے بادشاہ تغلقتمور خاں نے امیر بایزید جلایر کی مدد سے ۷۶۱ھ ہجری یعنی ۱۳۶۰ء میں ماوراءالنہر پر حملہ کیا اور شہر سبز کی طرف بڑہا۔ حاجی برلاس بغیر لڑے شہر سبز کو چہوڑ کر خراسان کی طرف بہاگ گیا۔ حاجی برلاس کے ہمراہ اس موقع پر امیر تیمور گورگاں بہی تہا۔ راستہ میں سے امیر تیمور حاجی برلاس سے رخصت ہوکر اپنے وطن کو لوٹ آیا اور امرائے جتہ کو سمجہا کر اپنے شہر کو انکے ہاتہہ سے بچالیا۔ تغلقتمور خاں نے شہر سبز کی حکومت امیر تیمور کے سپرد کی اور اپنے ملک کو لوٹ گیا۔ اس کے لوٹ جانے کے بعد حاجی برلاس خراسان سے واپس

آگیا اور ماوراء النہر میں پہلے سے بھی زیادہ خانہ جنگیاں شروع ہوگئیں جن میں امیر تیمور کو بھی شریک ہونا پڑا۔ کبھی اُس کو کامیابی حاصل ہوئی اور کبھی شکست کھا کر وہ دشت و بیابان کو بھاگ گیا۔

۷۶۳ھ ہجری میں تو غلقمور خاں نے دوبارہ ماوراء النہر پر حملہ کیا اس دفعہ اُس نے ماوراء النہر کو فتح کر لیا اور وہاں کی حکومت اپنے بیٹے الیاس خواجہ اوغلان کے سپرد کی اور امیر تیمور کو اُسکا خاص مشورہ کار مقرر کیا۔ کچھ عرصہ تک امیر تیمور الیاس خواجہ کے پاس رہا لیکن آخر کار اوس کے جور و ظلم سے ناراض ہو کر اپنے سالے امیر حسین نبیرہ امیر قزغن کے پاس چلا گیا جو بیابان جیوف میں کچھ جمعیت کے ساتھ رہتا تھا ایک عرصہ تک یہ دونوں ملک میں تباہ و پریشان پھرتے رہے۔ کبھی دشمنوں کے قید میں پھنس گئے اور کبھی اُن سے بھاگ کر دشت و بیابان میں پناہ لی غرضکہ بہت کچھ مصیبتیں اٹھا کر رفتہ رفتہ اُن کے پاس دو چار ہزار آدمیوں کی جمعیت ہوگئی اور پل سنگین پر انہوں نے صرف دو ہزار آدمیوں سے لشکر جتہ کے بیس ہزار آدمیوں کو شکست دی۔ اس فتح سے اُن کی قوت کی بنیاد پڑ گئی اور ماوراء النہر کے مختلف مقامات سے لوگ اُن کے پاس جمع ہوگئے۔ جو مال غنیمت اس لڑائی میں اُن کو حاصل ہوا تھا اُس سے اُنہوں نے اپنی فوج کی تعداد بہت بڑھائی اور شہر سبز پر قبضہ کر لیا۔ ۷۶۵ھ ہجری میں انہوں نے الیاس خواجہ کو کندز کے قریب بہت بڑی شکست دی اور سمرقند پر حملہ کر کے اُس کو فتح کر لیا اور چغتائی خاں کی نسل کے ایک شخص کابل شاہ اغلان نامی کو سمرقند کے تخت پر بٹھایا شاید اس سبب سے کہ اول تو اہل ماوراء النہر کے دلوں میں چغتائی خاندان کی عزت اور توقیر بہت تھی پہلے ہی اُن لوگوں کے میلان طبیعت کے برخلاف کارروائی کرنی قرین مصلحت نہ تھی دوسرے بڑی وجہ یہ تھی کہ اس کامیابی میں امیر تیمور اور امیر حسین دونوں شریک تھے ایک دوسرے کی بادشاہت کو ہرگز تسلیم نہ کرتا۔

الیاس خواجہ نے جتہ میں پہنچ کر ماوراء النہر کی فتح کا بہت بڑا سامان درست کیا اور بہت جمعیت کے ساتھ ماوراء النہر میں داخل ہوا۔

امیر حسین اور امیر تیمور نے اپنی جمعیت سے مقام لائی پر اُس کا مقابلہ کیا اور شکست کھائی الیاس خواجہ نے سمرقند کا محاصرہ کر لیا مگر اہل سمرقند نے اس قدر بہادری کے ساتھ شہر کو

بچایا کہ خواجہ الیاس کو ناچار محاصرہ سے ہاتھ اُٹھانا پڑا اور وہ اپنے ملک کو واپس چلا گیا۔
الجائی ترکان آغا امیر حسین کی بہن کی وفات کے بعد امیر تیمور اور امیر حسین میں جھگڑے شروع ہو گئے۔ ایکمرتبہ لڑائی تک نوبت پہنچکر صلح ہو گئی مگر تہوڑے ہی عرصہ کے بعد پھر دونوں میں لڑائی ہو گئی اور امیر حسین معرض قتل میں آیا۔

۷۷۱ھ میں امیر تیمور گورکاں بلاشرکت غیری ماوراءالنہر کا مالک ہو گیا اور کل امرائے اوس سے بیعت کرکے اُسے تخت پر بٹھایا اور اس طرح اُس سلطنت کی بنیاد پڑگئی جو چند سال کے عرصہ میں حدود چین سے قسطنطنیہ تک پہنچ گئی۔

۷۷۲ھ ہجری میں امیر تیمور نے مغلستان پر فوج کشی کی اور شاہ جتہ پر کامل فتح پائی اور بہت مال غنیمت ہاتھ لگا۔

۷۷۳ھ ہجری میں صوفی حسین والئی خوارزم کو شکست دیکر اس کا ملک فتح کیا۔ ۷۷۶ھ ہجری میں پھر ملک جتہ پر لشکرکشی کی اور قمرالدین والئی جتہ کو ایک خونریز لڑائی کے بعد شکست دیکر اُس کے ملک کا بہت حصّہ فتح کرلیا۔

اس زمانہ میں توغتمش خاں دشت قپچاق سے بھاگ کر امیر تیمور کے پاس پناہ گزیں ہوا کیونکہ ارس خاں نے اس کو وہاں سے نکالدیا تہا۔ امیر تیمور نے متواتر تین مرتبہ توغتمش خاں کے ساتھ لشکر دیا مگر تینوں مرتبہ توغتمش خاں کو ارس خاں نے شکست دیکر اس کی فوج کو برباد کردیا۔ آخرکار چوتھی مرتبہ خود امیر تیمور اوس کو ساتھ لیکر دشت قپچاق میں پہنچا اور چند لڑائیوں میں ارس خاں پر جزوی فتح پائی۔ اتفاق سے اُس زمانہ میں ارس خاں مرگیا اور اس سبب سے توغتمش خاں کو دشت قپچاق کی حکومت کے حاصل کرنے میں بہت آسانی ہو گئی۔

اس مہم سے فراغت پاکر امیر تیمور نے خوارزم و ہرات و خراسان و طوس کو فتح کیا اور قلعہ ترشیز کو تہوڑے دن کے محاصرہ کے بعد فتح کرکے مازندران پر حملہ کیا اور اُس کو فتح کرکے سیستان اور استرآباد اور رے کو فتح کرتا ہوا سلطانیہ پر قبضہ کیا اور وہاں سے مازندران کی راہ سمرقند کو واپس چلا آیا۔ یہاں کچھہ دن استراحت کرکے ۷۸۸ھ ہجری میں یورش سہ سالہ پر ایران کی طرف روانہ ہوا تبریز پر سلطان احمد کو شکست دیکر جو بغداد کو بھاگ گیا امیر تیمور گرجستان کی طرف روانہ ہوا۔

راہ میں اکثر مقامات کو مثل قلعہ سرالو جو اب ارس پر واقع ہے فتح کرتا ہوا اُس نے تفلیس کا محاصرہ کر لیا اور ایک شدید لڑائی کے بعد وہاں کے نصرانی حاکم ملک بقراط کو گرفتار کر لیا۔ تفلیس کو فتح کر کے امیر کا لشکر تمام گرجستان میں پھیل گیا اور وہاں کے کل قلعوں اور قصبوں کو فتح کر کے بہت مال غنیمت حاصل کیا۔ ملک بقراط نے اسلام قبول کیا اُس کو گرجستان کی حکومت واپس دی گئی۔ یہاں سے امیر تیمور نے قرا یوسف کے ملک پر تاخت کیا اور ملک عزیز الدین کے مشہور قلعہ وال دوں کو فتح کر کے اصفہان میں پہنچا۔ چونکہ اہل اصفہان نے متابعت اختیار کرنیکے بعد بغاوت کی اس لئے اصفہان مفتوح ہونیکے بعد بغاوت کے جرم میں برباد کیا گیا۔ شیراز میں پہنچکر لشکر تمام ایران میں پھیل گیا اور کرمان و سیرجان وغیرہ جس قدر مقامات و قلعات سرکش تھے ان سب کو فتح کیا۔

چونکہ شیراز میں یہ خبر پہنچی کہ توغتمش خاں کی مدد سے قمرالدین حالو جتہ نے ترکستان اور ماوراءالنہر میں لوٹ مار کر رکھی ہے اس لئے امیر نے ایران اور عراق کے مفتوحہ ملک کو آل مظفر پر تقسیم کر کے سمرقند کی طرف مراجعت کی۔ جب قمرالدین نے امیر کے آنے کی خبر سُنی وہ جتہ کو واپس چلا گیا۔
سمرقند سے امیر نے خوارزم پر اس سبب سے فوج کشی کی ایلتمش اغلان اور حسین صوفی وغیرہ جوجی نژاد سرداروں نے بعض رؤسائے خوارزم سے سازش کر کے تمام خوارزم میں فساد برپا کر رکھا تھا۔ خوارزم سے بھی یہ لوگ بغیر لڑے امیر کے آنیکی خبر سنکر چلے گئے۔ امیر نے خوارزم کے شہر کو بالکل منہدم کر دیا اور وہاں کے باشندوں کو سمرقند میں منتقل کر دیا اور خوارزم کی ریاست سلطنت محروسہ میں شامل کی گئی۔

توغتمش خاں نے دوبارہ ماوراءالنہر پر یورش کی اور امیر نے چند خونریز لڑائیوں کے بعد اوس کو ماوراءالنہر سے نکال دیا اور وہ دشت قبچاق کو لوٹ گیا۔ توغتمش خاں کی امداد کے بھروسہ پر ملوک سبزوار سرداری نے طوس و کلات میں امیر سے بغاوت کی۔ امیر نے بدقت تمام اس بغاوت کو بھی فرو کیا۔

۷۹۱ھ ہجری میں امیر نے ملک جتہ پر اس نظر سے حملہ کیا کہ مغلوں کے فساد کو ہمیشہ کے لئے مٹا دے اور چند ماہ میں بہت خونریز لڑائیوں کے بعد اور راہ کی شدید تکالیف اُٹھا کر تمام ملک فتح کر کے

سمرقند کو واپس آیا۔

۷۹۲ھ ہجری میں اُس نے دشت قپچاق پر لشکر کشی کرنے کے لئے بہت بڑا سامان کیا کیونکہ مغلوں کی افواج کی تعداد کے علاوہ راستہ اسقدر دشوار گزار تھا اور ملک میں دشت و بیابان و کوہستان اور دریا اس قدر تھے کہ اگر امیر تیمور کی فوج اس پر دلفدا نہوتی تو کسی طرح اس مہم میں کامیاب ہونا ناممکن تھا۔ امیر کو دور دراز ممالک میں دشمن کا تعقب کرنا پڑا اور موسم سرما کی شدت اور برف ریزی کی کثرت سے فوج کا اس قدر نقصان عظیم ہوا کہ دشمن کی لڑائی میں اسقدر نقصان نہوا تھا۔ مشکل یہ تھی کہ دشمن کہیں میدان جنگ میں مقابلہ نکرتا تھا۔ امیر تیمور جس طرف دشمنوں کی کسی جماعت کی خبر سنتا تھا اُسی طرف روانہ ہو جاتا تھا مگر دشمن خفیف جنگ کے بعد اور کسی طرف چلے جاتے تھے۔ اس برف و بارش کی شدید سردی میں سینکڑوں میل تک دشت و بیابان میں دشمن کا پیچھا کرنا اور پھر مہم کو کامیابی کے ساتھ انجام دینا امیر تیمور کی اعلیٰ درجہ کی جرنیلی کی گواہی دیتی ہے۔ جس بڑے یورپین جرنیل کی جرنیلی پر اہل یورپ کو ناز ہے اس کے ساتھ بھی روسیوں نے اسی طرح کا برتاؤ کیا تھا اور جو بربادی اُس کی فوج کی ہوئی وہ مشہور و معروف ہے۔ آخر کار توغتمش خاں نے عمدہ موقع دیکھکر قندزچہ مقام پر امیر تیمور کے لشکر کا مقابلہ کیا۔ جو ہولناک اور خونریز لڑائی اس موقع پر امیر تیمور کو لڑنی پڑی اوس کو بیان کرنا آسان نہیں۔ مقابل میں وہ قوم تھی جسکے شب و روز گھوڑوں کی پیٹھ پر گزرتی تھی اور جنگی خون آشام تلوار نے یورپ اور ایشیا کی سلطنتوں کو برباد کیا تھا۔

امیر تیمور نے سات حصہ اپنے لشکر کے کئے جن میں چھہ حصوں کو میمنہ اور میسرہ اور قلب پر مرتب کیا اور ایک بڑے حصہ کو اس غرض سے پیچھے رکھا کہ جہاں کہیں ضرورت ہو مدد پہنچائیں توغتمش خاں کی فوج تعداد میں بہت زیادہ تھی۔ امیر نے لڑائی سے پہلے اپنی عادت کے موافق دو رکعت نماز پڑھکر اللہ تعالےٰ سے فتح و نصرت کے لئے دعا مانگی اور اس دعا میں لشکر کے سب افسر شریک ہوئے۔ سب میں پہلے امیر سیف الدین نے اپنے سامنے کے دشمنوں پر حملہ کرکے اونکی صفوں کو درہم برہم کر دیا۔ قپچاقیوں کی ایک جماعت نے امیر سیف الدین کی فوج پر پس پشت سے حملہ کیا۔ امیر جہاں شاہ نے اسیوقت اُنپر حملہ کر دیا اور اونکو امیر سیف الدین تک نہ پہنچنے دیا۔ امیر نے موقع پاکر کل فوجکو یکبارگی حملہ کرنیکا

حکم دیدیا۔ بہت عرصہ تک قبچاقی مغلوں نے جم کر مردانگی کی داد دی مگر آخر کار مغلوب ہو کر بھاگ گئے۔ چونکہ اس مہم میں بہت عرصہ گزر گیا تھا اور فوج بہت تھک گئی تھی امیر سمرقند کو واپس چلا آیا اور توختمش خاں کا زیادہ تعاقب نہ کیا۔

۷۹۴ھ ہجری میں امیر اُن رئیسوں اور حاکموں کی گوشمالی کے لئے جو غیر حاضری کے زمانہ میں سرکش ہوگئے تھے ایران کی طرف روانہ ہوا۔ قلعہ ماہانہ کو فتح کرتا ہوا اسفراسان میں پہنچا وہاں کچھ دنوں آرام لیکر فارس و کردستان کے باغیوں کی سرکوبی کرتا ہوا جوزستان اور لرستان کی جانب گیا اور خرم آباد و تستر وغیرہ مقامات کو فتح کرکے شیراز میں داخل ہوا اور آل مظفر کو بغاوت کے جرم میں قتل کیا۔ ۷۹۵ھ ہجری میں وہ اصفہان میں پہنچا۔ وہاں سے اُس نے کچھ فوج دشت قولاغی کی طرف تراتر کمانوں کے قلع قمع کے لئے روانہ کی اور کچھ لشکر کو کردستان کے کوہستان میں بھیجا کہ وہاں کے باغیوں کا انتظام کرکے روم تک تاخت کریں۔ ان فوجوں نے اپنی اپنی مقررہ مہمات کو بہت کامیابی کے ساتھ انجام دیا۔ جتنے قلعے باغیوں کے ہاتھ میں تھے اون سبکو فتح کرکے برباد کر دیا اور بہت مال غنیمت حاصل کرکے امیر کے پاس لوٹ آئے۔

اس زمانہ میں سلطان احمد بغدادی کے پاس سے شیخ الاسلام عبدالرحمن سفرائنی برسم رسالت امیر کے پاس آئے اور امیر نے اپنی عادت کے موافق بوجہ مقدس اور عالم ہونے کے اُن کی نہایت درجہ عزت اور تکریم کی مگر معاملہ رسالت میں شیخ الاسلام کو ناکامی ہوئی کیونکہ سلطان احمد کی طرف سے وہ یہ وعدہ نہ کرسکے کہ بغداد میں امیر کا نام خطبوں میں داخل کیا جائے۔ جب شیخ الاسلام بغداد کو لوٹ گئے امیر نے بھی اُن کے پیچھے پیچھے بغداد کی طرف کوچ کیا۔ جب وہ بقعہ ابراہیم پہنچا جہاں شیخ ابراہیم یحییٰ کا مزار مقدس ہے اُس نے زیارت کے بعد وہاں کے مجاوروں سے دریافت کیا کہ تم نے بغداد کی طرف قاصد کبوتر بھیجکر میرے آنے کی اطلاع کی ہے۔ جب انہوں نے اس امر کا اقرار کیا تو کہا کہ دوسرا کبوتر حاضر کرو اور اُس کبوتر کے ذریعہ سے بغداد کو یہ پیام بھیجا کہ جس لشکر کی پہلے خبر بھیجی تھی وہ امیر تیمور کا نہ تھا۔ اس کبوتر کو روانہ کرکے خود امیر تھوڑے سے سواروں کی جمعیت سے بغداد کی طرف بہت تیز روانہ ہوا اور یکایک بغداد پر پہنچگیا۔ سلطان احمد اس ناگہانی حملہ کی تاب نہ لاسکا بغیر لڑے بغداد سے بھاگ گیا۔ امیر نے موضع کسوز تک اُس کا

تعقب کیا مگر وہ ہاتھہ نہ آیا اور ہمیشہ یہ افسوس کرتا رہا کہ اگر میں تساہل نکرتا اور فوج کے ساتھہ اُسی وقت دریا میں گہوڑا ڈالدیتا تو سلطان احمد کو گرفتار کرلیتا۔ امیر نے کچھہ فوج اُسکے تعقب میں روانہ کی اور خود بغداد کو لوٹ آیا۔ جب بغداد کے اطراف کے فتح سے فراغت حاصل ہوگئی اور قلعجات تکریت وغیرہ مفتوح ہوگئے امیر نے دیار بکر کی طرف مراجعت کی اور وہاں قلعہ ماروین کو سخت لڑائی کے بعد فتح کیا اور وہاں سے الاتاق میں پہنچکر قلعجات حامد ور اشنگ کو تسخیر کیا اور ایک زبردست لشکر گرجستان کو بھیجا [illegible] وس کے پیچھے خود بھی اسی طرف روانہ ہوا اور جو کچھہ حصہ ملک کا یورش اول میں باقی رہگیا تہا اُس کو فتح کیا۔

۷۹۷ ہجری میں اوس نے دربارہ قپچاق پر فوج کشی کی تیاری کی کیونکہ پہلی شکست کے بعد اس عرصہ میں تو غتمش خاں نے دشت قپچاق کے کل قبایل کو مغلوب کرکے جنوبی مشرقی روس میں ایک وسیع اور زبردست سلطنت قایم کرلی تہی اور رؤسائے ماسکو کو جو روسی سلطنت کے بانی تھے اپنا محکوم کرلیا تہا۔ اس مہم کے لئے امیر نے کوہ البرز کے دامن میں ایک بڑا لشکر جمع کیا اور اس دفعہ مصمم ارادہ کرلیا کہ تو غتمش خاں کو ایسی سزا دیجائے کہ پہر کبہی سرتابی کرنے کی اُس میں قوت باقی نہ رہے۔ امیر نے دربند کی راہ تو غتمش خاں کے ملک پر حملہ کیا۔ تو غتمش خاں نے برگشتگی عقل سے اس دفعہ اپنی سلطنت کی قوت پر غرور کرکے وہ ترکیب لڑائی کی نہ کی جو پہلے کی تہی۔ اُس نے اپنے ایک بہادر سردار قرانچی کو عہدہ منقلائی پر یعنی لشکر سے آگے دشمن کی نگرانی کرنے پر مقرر کیا۔ قرانچی نے آب جوئی کے اُس پار اپنی فوج اس نظر سے مقیم کی کہ امیر کے لشکر کو دریا سے عبور نکرنے دے۔ امیر نے اُس کے روبرو دریا سے عبور کرکے اُسپر حملہ کیا اور بہگا دیا اور کنار آب سونج پر پہنچگیا۔ یہاں سے عبور کرکے دریائے ترک کے کنارہ پر تو غتمش خاں کے مقابلہ میں پہنچا مگر وہاں تو غتمش خاں نے مقابلہ کرنا مناسب نجانا وہ پیچھے ہٹ گیا اور کنار آب جوئی پر اپنا لشکر جمع کرکے لڑنیکیلئے مستعد ہوگیا۔ ادہر امیر تیمور نے بہی لڑائی کا سامان کرلیا۔ تو غتمش خاں نے امیر کی میسرہ یعنی فوج دست چپ پر حملہ کردیا۔ امیر نے اپنے میسرہ کی مدد کی تو غتمش خاں لڑکر بہاگا۔ امیر کے لشکر نے نادانی سے اُس کا دور تک پیچہا کیا اور یہی تو غتمش خاں کی غرض تہی۔ وہ یکایک لوٹ پڑا اور تعقب کرنے والوں میں سے اکثر کو قتل کرکے خود امیر پر حملہ کردیا۔ بارے بعض سرداروں کو امیر نے اسی احتیاط سے روک رکھا تہا۔ وہ فوراً تو غتمش خاں کے

لشکر کے مقابل میں آگئے اور گھوڑوں سے اُتر کر اس قدر تیر مارے کہ دشمن اپنے حملہ میں کامیاب نہو سکا۔ چند مرتبہ اُنہوں نے امیر پر حملہ کئے مگر ہر دفعہ انپر اسقدر تیر برسے کہ وہ ناکام لوٹ گئے۔ جب امیر نے دیکھا کہ دشمن کے حملے اب ضعیف ہوگئے اس نے امیرزادہ محمد سلطان کو حکم دیا کہ دشمن پر حملے کرے۔ اس سے توغتمش خاں کے حملوں کی شدت رُک گئی اور لڑائی کی حالت امیر کی طرف سے درست ہوگئی۔ امیر نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ توغتمش خاں کی فوج کے میسرہ پر حملہ کیا جائے۔ امیر جہاں شاہ اور امیر سیف الدین نے اُن پر حملہ کرکے اُن کو منتشر کر دیا اور اس قدر قتل کیا کہ اُن کو دوبارہ لڑنے کی قوت نہ رہی۔ اس انتشار کو دیکھکر امیر نے اپنی کل لشکر کو حملہ کرنے کا حکم دیدیا۔ اس حملہ سے دشمن کے قدم اُکھڑ گئے مگر توغتمش خاں اور جوجی نژاد شہزادے اپنی خاص جمعیت کے ساتھ پھر بھی مقابلہ میں کھڑے رہے۔ امیر عثمان عباس نے اُن پر حملہ کیا اور اس قدر سخت لڑائی یہاں ہوئی کہ طرفین میں غالب و مغلوب کی تمیز نہوتی تھی۔ جانبین سے صدہا آدمی ہلاک ہوئے۔ توغتمش خاں کی یہ آخری کوشش تھی۔ جب وہ اس میں بھی ناکام رہا خود بھی لشکر کے ساتھ بھاگ نکلا۔ اب امیر نے توغتمش کی فوج کو کہیں جمع ہونے کا موقع نہیں دیا اور کنار آب اچل تک اُن کا تعاقب کیا۔ یہاں ارس خاں کا بیٹا جو پہلے قبچاق کا حاکم تھا امیر سے آملا اور امیر نے اُس کے ساتھ بہت فوج کردی اور کل مفتوحہ ملک پر اسکو قابض کردیا۔ اس شکست سے توغتمش خاں کی قوت ہمیشہ کے لئے ٹوٹ گئی اور روسی سلطنت کی بنیاد پڑگئی۔ اسلئے روسی سلطنت کا اصل بانی امیر تیمور کو سمجھنا چاہئے جیسا کہ آگے روسی سلطنت کے حالات کے پڑھنے سے معلوم ہوگا۔

اگرچہ اس فتح کے بعد قبچاق میں کہیں دشمن کی کسی بڑی فوج سے پھر مقابلہ نکرنا پڑا مگر سردی کی اذیت دشت و بیابان کی صعوبت دریا و کوہستان کی دشوار گزاریاں اور ہر قدم پر راہزنوں سے اور دشمن کی چھوٹی چھوٹی جماعتوں سے لڑنا اور اُن کی دست بُرد سے ہر وقت ہوشیار رہنا یہ سب دشمن کی بڑی سے بڑی جنگ سے کچھ کم نہ تھے۔ اس کام میں پورا ایک سال لگا۔ اس سے فراغت پاکر امیر تیمور نے دربند کی راہ مراجعت کی اور شہر سبز میں کچھ دنوں اپنے لشکر کو آرام دیا۔ ۸۰۰ھ ہجری میں امیر نے ہندوستان پر حملہ کیا اور اس کا سبب یہ ہوا کہ امیر نے قندز و کابل و

غزنین و قندھار کا ملک ہندوستان تک امیرزادہ پیر محمد جہانگیر کے سپرد کیا تھا۔ امیرزادہ
نے ہندوستان پر حملہ کرکے ملتان کا محاصرہ کیا تھا اور ملتان کے فتح ہونے میں چھ ماہ کا عرصہ
لگ گیا تھا اس لئے اُسکی امداد کے لئے ہندوستان کی طرف روانہ ہوا۔ راہ میں امیر کو
یہ معلوم ہوا کہ کافران سیاہ پوش اور کافران کتور گرد و نواح کے مسلمانوں کو بہت تکلیف
دیتے ہیں اور اُن سے سالانہ خراج وصول کرتے ہیں اس لئے امیر نے تھوڑی سی فوج سے
ان کوہستانیوں پر حملہ کیا۔ موضع پیریان میں پہنچکر امیر نے امیرزادہ رستم اور برہان اغلان
کو دو ہزار کی جمعیت سے دست چپ کی طرف کافران سیاہ پوش کے ملک کی طرف بھیجا اور
خود پیادہ ہوکر کتور کے پہاڑ پر چڑھ گیا۔ وہاں کی برف سے گھوڑوں کو اور فوج کو سخت تکلیف
پہنچی۔ آخرکار ایک بلند کوہ پر پہنچے جہاں سے نیچے اُترنے کی راہ نہ تھی۔ فوج نے یہاں سے برف پر
پھسل کر اپنے تئیں نیچے پہنچایا اور اسی طرح امیر تیمور بھی بہزار مشکل دامن کوہ میں پہنچا۔ یہاں
اُن کا ایک قلعہ اعلاعین نامی تھا۔ اس قلعہ کے اُس طرف ایک نہایت بلند پہاڑ تھا۔ کافروں
نے قلعہ سے اپنا کل سامان پہاڑ کی چوٹی پر پہنچا دیا تھا۔ جب یہ قلعہ فتح کیا گیا یہاں کچھ نہ نکلا۔
امیر نے فوج کو حکم دیا کہ پہاڑ کی چوٹی پر چڑھنا چاہئے۔ چنانچہ کل فوج یلغار کرکے چاروں طرف سے
پہاڑ پر چڑھ گئی اور اُن کوہستانیوں میں سے بہت لوگوں کو قتل کیا۔ چوتھے روز انہوں نے
امان طلب کی اور دین اسلام قبول کیا مگر اُسی رات کو انہوں نے مسلمانوں پر شبخون مارا اور
اس سبب سے دوسرے روز پہاڑ پر اُن میں قتل عام کیا گیا اور اُن کے بال بچے گرفتار کرلئے گئے۔
چونکہ اب تک امیرزادہ رستم کی فوج واپس نہ آئی تھی اور نہ اُنکی خبر ملی تھی امیر نے یہاں سے کچھ
فوج اُن کی جستجو میں سیاہ پوشوں کے قلعہ کی طرف بھیجی۔ کتور کے ایک آدمی کی رہنمائی سے
یہ فوج بہزار مشکل اُن کے قلعہ تک پہنچی۔ وہاں یہ حال معلوم ہوا کہ امیرزادہ رستم وغیرہ کو غفلت
میں پاکر سیاہ پوشوں نے یکایک دروں میں سے نکلکر اُن پر حملہ کیا اور اُن میں سے اکثر کو
شہید کرڈالا تھا باقی فوج بھاگ گئی تھی۔ جسوقت یہ تازہ فوج امیرزادہ رستم کی تلاش میں اُس
مقام پر پہنچی جہاں یہ لڑائی ہوئی تھی وہاں کافروں سے مقابلہ ہوا اور مسلمانوں نے اُنکو
کامل شکست دیکر بھگا دیا اور شکست خوردہ فوج سے جاملے اور وہاں سے امیر کے پاس

چلے آئے۔ اٹھارہ روز کی لڑائی اور مسافت کے بعد امیر اس کوہستان سے باہر نکلا اور وہان ایک بڑا قلعہ تیار کرا لیا۔ اس سے فراغت پا کر امیر ہندوستان کی طرف روانہ ہوا۔ بانو کی راہ دریائے سندھ پر پہنچا اور ایک پل تیار کر کے دریا سے عبور کیا اور امیرزادہ میر محمد کی مدد کے لئے کچھ فوج ملتان کو بھیجی۔ سندھ سے پار ہو کر اس نے شہر تولمبا کو فتح کیا۔ اسکی فوج نے شہر والون سے کسی امر پر جھگڑا کر کے وہان قتل عام کیا اور شہر کو لوٹ لیا۔ اس عرصہ میں امیر محمد نے ملتان فتح کر لیا اور وہان کچھ فوج چھوڑ کر وہ ستلج پر امیر سے آملا۔ تولمبا سے امیر بٹنیر مین آیا اور وہان بھی قتل عام کر کے اسکی فوج نے شہر کو لوٹ لیا۔ یہان سے وہ سمانا ہوتا ہوا دہلی مین پہنچا۔ دہلی کے محمود تغلق کو شکست دیکر شہر کو سنہ ہجری مین فتح کر لیا اور محمود تغلق گجرات کو بھاگ گیا۔ باشندون میں اور امیر تیمور کے بعض سپاہیون مین کچھ تکرار ہو گئی اور رفتہ رفتہ وہ تکرار زیادہ بڑھ گئی اس سبب سے لشکر نے پانچ روز تک دہلی مین قتل عام کیا اور شہر کو لوٹ لیا۔ امیر تیمور دہلی سے بہت سے سنگ سازون کو اور معمارون کو سمرقند مین عمارتین بنوانے کے لئے ساتھ لیگیا۔ دہلی سے وہ میرٹھ ہوتا ہوا ہردوار مین پہنچا اور وہان گنگا سے عبور کر کے جمون مین آیا اور جمون سے وہ اوسی راستہ سے اپنے ملک کو لوٹ گیا جدھر سے آیا تھا۔

سنہ ھ مین امیر تیمور یورش ہفت سالہ پر سمرقند سے روانہ ہوا کیونکہ گرجستان اور آذربائیجان مین میران شاہ کافی انتظام نکر سکا تھا اور سلطان احمد نے جو دشت قبچاق کی مہم کے زمانہ مین قرا یوسف ترکمان کی مدد سے بغداد پر از سر نو قابض ہو گیا تھا گرجیون کی امداد سے تمام عراق عجم اور گرجستان مین فساد برپا کر رکھا تھا۔ امیر نے عین زمانہ برف مین گرجستان پر حملہ کیا اور تمام ملک کو قتل و غارت کر دیا۔ یہان سے اس نے ایک لشکر بغداد کی طرف بھیجا۔ سلطان احمد اور قرا یوسف بغداد کو چھوڑ کر بھاگ گئے اور سلطان بایزید ایلدرم قیصر روم کے پاس چلے گئے۔

امیر نے قیصر کے پاس ایک خط اس مضمون کا روانہ کیا کہ ہم تم سے دشمنی کا برتاؤ نہین کرنا چاہتے کیونکہ تم نصرانیوں پر جہاد کرنے مین مصروف رہتے ہو اور دین اسلام کی اشاعت کرتے رہتے ہو اگر ہماری لشکر کشی سے ممالک اسلام مین خرابی واقع ہوئی تو دشمنان دین کو قوت

حاصل ہو جائیگی۔ لہذا تمکو مناسب ہے کہ ہم سے خصومت نکرو اور ہمارے دشمنونکو پناہ نہ دو۔
مگر سلطان ایلدرم خود بہت بڑا فاتح تہا یہان اُس نے سلطان کے صلح آمیز پیام کا جواب بدرشتی دیا
اس لئے امیر تیمور نے قیصر کے ملک پر حملہ کرنے کی تیاری کی اور ارزنجان سے روانہ ہو کر سیواس کو
فتح کیا اور ابلستان کے ترکمانون کو شکست دیکر ملاطیہ کے اکثر قلعون کو فتح کیا مگر اس اثنا
مین شاہ مصر نے امیر کے ایلچیون کو قید کر لیا اور امیر نے قیصر کی مہم کو ملتوی کر کے پہلے مصر کے
بادشاہ سے اپنی توہین کا بدلہ لینے کا مصمم ارادہ کر لیا اور حلب کی طرف مڑ گیا۔ راہ مین قلعہ بہشتی
کو جو نہایت مستحکم قلعہ تہا فتح کر کے حلب کا محاصرہ کر لیا۔ یہان بہت بڑی لڑائی ہوئی۔ حلب کو
فتح کر کے وہ حمص اور بعلبک پر بڑہا اور انکو مسخر کر کے وہ دمشق کی طرف روانہ ہوا اور ایک
خونریز لڑائی کے بعد ملک فرخ مصر کو بہاگ گیا اور دمشق پر امیر کا قبضہ ہو گیا۔ قبضہ کے کچھہ
دنون بعد امیر تیمور کو یہ خیال آیا کہ اس ملک مین اس قدر بڑے بادشاہ گزرے مگر اسوقت تک
کسیکو یہ توفیق نہوئی کہ حضور انور کے ازواج مطہرہ کے مزارون پر کوئی عمدہ عمارت بنائے
معلوم ہوتا ہے کہ یہان کے لوگ بہت شقی القلب ہین اور اسی سبب سے ان لوگون نے حضرت
امام حسین علیہ السلام سے یزید کے مقابلہ مین اتفاق نہ کیا۔ امیر نے تمام شہر کو برباد کرنے کا حکم
دیا اور قتل عام کیا گیا۔ دمشق سے لشکر شام مین ہر چہار طرف پہیل گیا اور ملک سے بہت مال
غنیمت حاصل کیا۔ امیر دمشق سے حلب کو لوٹ آیا اور وہان سے موصل کی راہ بغداد مین
پہنچا جہان فرخ نے بغاوت کی تہی۔ اسکو فرو کر کے امیر قراباغ مین پہنچا وہان بایزید ایلدرم
کے کچھہ ایلچی امیر کے پاس آئے اور صلح کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ امیر نے ایلچیون سے بہی وہی
بات کہی جو پہلے لکہکر بہیجی تہی کہ ہم خود نہین چاہتے کہ قیصر سے لڑائی ہو کیونکہ وہ ہر وقت نصارے
سے جہاد کرتا رہتا ہے۔ پس ہم چاہتے ہین کہ قیصر قرا یوسف کو جو ایک بد دین ترک ہے یا مار ڈالے
یا ہمارے پاس قید کر کے بہیجدے یا اسکو اپنے ملک سے نکالدے اور کماخ کا قلعہ ہم کو دیدے۔
ابہی ایلچی رخصت نہوئے تہے کہ یہ خبر پہنچی کہ قرا یوسف ایلدرم کے پاس سے چلا گیا۔ امیر نے
ایلچیون سے کہا کہ اب قیصر اسکے متعلقین کو ہمارے پاس بہیجدے۔ ایلچیون کو رخصت کر کے
امیر نے جواب کے انتظار مین گرجستان پر فوج کشی کی اور اُن کے چند مستحکم قلعے فتح کیے۔

جب جواب مین زیادہ دیر لگی امیر نے کماج کے قلعہ پر حملہ کرکے اُسکو فتح کرلیا - اس عرصہ مین ایلدرم کے پاس سے جواب بہی آگیا جو تسلی بخش نہ تہا - امیر نے ناچار بادل ناخواستہ قیصر کے ملک پر حملہ کیا کیونکہ امیر ایک جوشیلا مذہبی آدمی تہا اور وہ خوب جانتا تہا کہ اس لڑائی کے چھڑنے سے مسلمانونکے جہاد مین خلل پڑ جائیگا - بلکہ امیر کی یہ دلی خواہش تہی کہ وہ تیمور کو جہاد مین مدد دے چنانچہ جب ایلچیون سے ایلدرم کا جواب سُنا تو افسوس ظاہر کیا کہ قیصر نے ہماری نصیحت نہ مانی - ہم چاہتے تہے کہ اُسکا ملک جو مغربی مسلمانون کے لئے پشت پناہ ہے خراب نہو اور اسلامی سلطنت مین ضعف نہ آئے مگر معلوم ہوتا ہے کہ خدا ہی کو یہ منظور ہے اس سے ہم بہی ناچار ہین اور اسکے بعد بہی اوس نے دشت سیواس مین اپنے لشکر کی کثرت اور آراستگی ایلچیون کو دکہا کر رخصت کیا تاکہ وہ قیصر کو متنبہہ کرین اور ایلچیون سے کہا کہ ہم اب بہی نہین چاہتے کہ روم کو ہمارے لشکر سے آسیب پہنچے اگر قیصر طہرتن کے متعلقین کو ہمارے پاس بہیجدے اور اپنے ایک بیٹے کو بہی ہمارے پاس بہیجدے تو ہم اُسکے ملک سے واپس چلے جائینگے اور اُس کے بیٹے کو اپنے فرزندون کی طرح رکہینگے - ایلچیون کو روانہ کرکے امیر قیصریہ سے انگورا کی طرف روانہ ہوا - بایزید ایلدرم بہی میدان مین امیر سے طاقت آزمائی کرنے کا خواہشمند تہا وہ ایک نہایت جرار اور آزمودہ کار لشکر کے ساتہہ انگورا پر پہنچا - اگرچہ بایزید کا لشکر تعداد مین بہت کم تہا لیکن یورپ کی فتوحات سے بہت دلیر اور آزمودہ کار تہا - انگورا پر دونون لشکرون کا مقابلہ ہوا - دن بہر کی لڑائی کے بعد امیر کے لشکر نے رومیون کے قلب کو چارون طرف سے گہیر لیا اور بایزید اور اُس کے دو بیٹے مصطفےٰ اور موسےٰ گرفتار ہوگئے - اور لوگ قیصر کے ہاتہہ باندہ کر اُسکو امیر کے پاس لائے کہتے ہین کہ امیر نے اول تو چند سخت کلمات قیصر کو کہے مگر بعد مین بایزید کی عزت اور امیر نے ان کی کوئی دقیقہ فرو گزاشت نکیا - اس فتح کے بعد امیر نے روم کے مختلف حصون کی طرف اپنے لشکر کے متفرق دستے روانہ کئے - چونکہ اب تمام مملکت روم مین نہ فوج باقی تہی اور نہ کوئی لڑانے والا رہا تہا اس لئے برسا اور قونیہ مقامات بغیر لڑائی کے ہاتہہ آگئے - اس کے بعد امیر نے ازمیر کے قلعہ کو جو نصرانیون کا ایک نہایت درجہ مستحکم قلعہ تہا اور اب تک سلاطین روم سے تسخیر نہو سکا تہا فتح کیا -

سنہ ۸۰۵ ہجری مین بایزید ایلدرم نے شہر آق مین وفات پائی اور امیر نے عیسے چلپی بایزید کے بیٹے کو

اُس کے باپ کی جگہہ مقرر کیا۔

اس کے بعد امیر نے سرحد روم سے قراتتر کمالون کی قوم کو ماوراء النہر مین آباد کیا تاکہ مغربی سرحد پر امن قایم رہے۔

امیر نے روم سے گرجستان کی راہ مراجعت کی اور اکثر قلعے اور مستحکم مقامات کو جو ابھی تک نصرانیون کے تحت مین تھے فتح کیا اور حاکم ابخاز نے جزیہ دینا قبول کیا۔ علاوہ ازین ایک لشکر بغداد کو اسلئے بھیجا کہ قرا یوسف ترکمان نے شاہ احمد کو شکست دیکر بغداد پر تسلط کر لیا تھا۔ قراباغ سے امیر نے ایک فوج فیروزکوہ کو بھیجی اور دوسری فوج دامغان مین قرا تاتاریون کی بغاوت کے فرو کرنے کے لئے روانہ کی اور خود سمرقند کو چلا گیا۔ یہان موسم سرما گزار کے امیر نے ایک بہت بڑا لشکر تاسکنت اور آترار مین اس غرض سے جمع کیا کہ ملک ختا پر جہاد کرے مگر اُس کی عمر نے وفا نہ کی اور یہ مہم سرانجام نہ پائی۔ دسوین شعبان ۸۰۷ ہجری مین اُس نے بعارضہ تپ محرقہ انتقال کیا اور سمرقند مین مدفون ہوا۔

تیمور کا قد لمبا سر بہت بڑا کشادہ پیشانی رنگ سُرخ و سفید اور سر کے بال مان کے پیٹ سے سفید تھے اور اپنے کانون مین دو نہایت قیمتی موتی پہنے رہتا تھا۔ اوس کا چہرہ ہر وقت بہت سنجیدہ بلکہ افسردہ رہتا تھا۔ ہنسی اور خوش طبعی اور دروغگوئی سے اوسکو قاطع بدن دشمنی تھی۔ امیر تیمور جب ایکدفعہ حکم دیدیتا تھا تو پھر اُسکو کبھی منسوخ نہ کرتا تھا۔ اُسکو نہ گزشتہ کا افسوس ہوتا تھا نہ آیندہ کے خیال سے خوشی ہوتی تھی۔ اوسکو شاعرون سے اور مسخرون سے مطلق شوق نہ تھا۔ اطبا اور منجمین اور فقہا اور محدثین اور علی الخصوص صوفیون سے بہت رغبت تھی اور درویشون کا بہت معتقد تھا اوسکو نامور آدمیون کی سوانح عمری سے اور کتب تواریخ سے اور لڑائیون کے کارنامون سے بہت شوق تھا اوسکا حافظہ نہایت زبردست تھا اور تین زبانین جانتا تھا۔ ترکی۔ فارسی اور مغلی۔ چغتائی زبان کو اسی کے زمانہ مین فروغ ہوا۔ جو مختلف قوانین اور احکام اُس نے جاری کئے اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ملکی اور جنگی قوانین سے خوب واقفیت رکھتا تھا۔ غیر ممالک کے حالات کی اوسکو بہت جستجو رہتی تھی اور اُن کے پورے پورے حالات دریافت کرنے کے لئے وہ سیاحون کو بہت دور دور بھیجتا رہتا تھا۔

امیر تیمور کی وفات کے وقت پیر محمد قندہار مین تہا اور خلیل سلطان تاسکند مین موجود تہا وہ فوراً سمرقند کی طرف روانہ ہوگیا اور امرا کی مدد سے سنہ ہجری (سنہ ۱۴۰۵ء) مین تخت نشین ہوگیا۔ خراسان اور مازندران وسیستان مین شہزادہ شاہرخ کو تخت نشین کیا گیا۔ شہزادہ شاہرخ نے ہرات کو مستحکم کرکے سمرقند کی طرف فوج کشی کی۔ آخر کار یہ امر قرار پایا کہ ماوراء النہر کی حکومت پر سلطان خلیل برقرار رہے اور پیر محمد اوسکا وارث ہو۔

شاہرخ امیر خلیل سے مصالحت کرکے سمرقند سے ہرات کو لوٹ آیا اور سلطان خلیل ماوراء النہر کا حاکم تسلیم کیا گیا۔ امیرزادہ میران شاہ کے بیٹے امیرزادہ عمر اور امیرزادہ ابابکر کو امیر تیمور نے بغداد کی حکومت دی تہی۔ امیر کی وفات کے بعد امیرزادہ عمر نے امیرزادہ ابابکر کو قید کرلیا مگر اوسنے یکایک رہائی پاکر سلطانیہ پر قبضہ کرلیا۔ دونون بہائیون مین سخت لڑائی ہوئی اور ابوبکر کو فتح ہوئی اور عمر شاہرخ کے پاس بہاگ کر چلا گیا۔

امیرزادہ پیر محمد ابن شہزادہ عمر شیخ امیر تیمور کی وفات کے وقت فارس کا حاکم تہا اور اوس کا ایک بہائی اصفہان مین اور دوسرا ہمدان مین حاکم تہا۔ جب امیر کی وفات کی خبر شیراز مین پہنچی امیرزادہ پیر محمد نے خاقان سعید امیرزادہ شاہرخ کی متابعت اختیار کی اور کرمان پر فوج کشی کرکے امیر اید کو کو مغلوب کیا۔

امیرزادہ سلطان حسین نے سمرقند پر لشکرکشی کی اور کش کے نزدیک خلیل سلطان سے شکست کہا کے (سنہ ہجری) خاقان سعید کے پاس بہاگ آیا۔ خاقان سعید نے اوسکو قتل کروا ڈالا۔ امیر سلیمان شاہ حاکم طوس نے شہزادہ سلطان حسین کے قتل ہونے سے بغاوت کی اور شاہرخ نے طوس پر حملہ کرکے اوس ولایت کو فتح کرلیا اور سلیمان سمرقند کو بہاگ گیا۔

اس کے بعد شاہرخ خاقان سعید نے میرزا الغ بیگ اور امیر شاہ ملک کو اندخود اور شیرغان کی حکومت پر روانہ کیا۔ خلیل سلطان نے ان پر حملہ کیا اور پیر محمد نے اُن کی مدد کی مگر خلیل سلطان نے ان سب کو شکست دیکر بہگا دیا۔ اسپر خاقان سعید شاہرخ نے اندخود اور شیرغان پر لشکرکشی کی مگر وہان لڑائی کی نوبت نہ پہنچی اور صلح ہوگئی۔

شاہرخ نے پیر شاہ اور سید خواجہ وغیرہ کی بغاوت کو فرو کرکے تمام جرجان اور مازندران کو

فتح کرلیا اور وہان کا حاکم مرزا عمر پسر مرزا میران شاہ کو مقرر کیا - مرزا عمر نے تھوڑے دن بعد بغاوت کی اور آخرکار لڑائی مین زخمی ہوکر مرگیا -

بلخ مین پیر علی تاز نے بغاوت کرکے مرزا پیر محمد جہانگیر کو قتل کروا ڈالا اور بلخ پر قبضہ کرلیا - ۸۱۰ھ مین شاہرخ نے بلخ پر فوج کشی کی - پیر علی تاز بلخ سے بھاگ گیا اور شاہ رخ نے قبضہ کرلیا - پیر علی بدخشان مین قتل کیا گیا -

جب مرزا ابوبکر نے مرزا عمر پر فتح پائی اور تبریز وغیرہ ممالک پر قابض ہوگیا وہ عیش و آرام مین مبتلا ہوگیا جس سے اسکی حکومت مین بہت کچھہ خلل پڑ گیا - اسی زمانہ مین سلطان احمد اور قرا یوسف ترکمان شاہ مصر کے پاس سے رخصت ہوکر عراق عرب مین آئے اور بغداد پر قابض ہوگئے - یہ سنکر ابوبکر نے بغداد پر حملہ کیا مگر قرا یوسف نے تین روز کی لڑائی کے بعد اوسکو بہت بڑی شکست دی - ابوبکر شکست کہاکر سلطانیہ کو لوٹ آیا اور وہان فوج تیار کرکے دوبارہ قرا یوسف پر حملہ کرکے شکست کہائی - اس لڑائی مین میران شاہ قتل ہوا اور سلطانیہ اور ہمدان وغیرہ صوبے قرا یوسف کے قبضہ مین آگئے - مرزا ابوبکر وہان سے بھاگ کر سیستان مین پہنچا اور وہان کے حاکم کی مدد سے اوس نے کرمان پر لشکرکشی کی اور سلطان اویس والئی کرمان کی لڑائی مین مارا گیا -

مرزا اسکندر اور مرزا رستم نے ملک شیراز پر چڑہائی کی اور مرزا پیر محمد نے اونکو شکست دی - وہ دونون خراسان کو بھاگ گئے - وہان سے مرزا رستم شاہرخ کے پاس چلا آیا اور مرزا اسکندر نے پیر محمد سے صلح کرکے تمام فارس کو فتح کرلیا -

قرا یوسف ترکمان سے اور احمد جلایر سے بغداد مین لڑائی ہوگئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سلطان احمد اور اوسکے بیٹے قتل ہوئے اور قرا یوسف کا بیٹا شاہ محمد بغداد اور تمام عراق پر قابض رہا -

مرزا خلیل سلطان امیر تیمور کے انتقال کے وقت تاشکنت مین ایک بڑے لشکر کی افسری پر مامور تہا - اوس کے ماتحت امرا نے اوسکو تاج و تخت کا وارث قرار دیکر سمرقند کے تخت پر بٹھا دیا - اور امیر تیمور کا کل خزانہ اوسکے ہاتھ آیا مگر اوس نے چار سال کے عرصہ مین اوسکو صرف کرڈالا وہ اپنی منکوحہ شاد ملک پر اس قدر فریفتہ تہا کہ کوئی کام بغیر اوسکی مشورت کے نکرتا تہا - اس بات سے اوس کے امرا اوس سے اس قدر ناراض ہوگئے کہ آخرکار خداداد نامی ایک امیر نے

اوس سے بغاوت کی اور اوسکو گرفتار کر لیا - جب یہ خبر امیر سعید شاہرخ کو پہنچی اوس نے سمرقند پر لشکرکشی کی - خداداد سمرقند سے بہاگ گیا اور مغلستان مین مارا گیا - خداداد کے قتل ہونیکے بعد سلطان خلیل نے قید سے رہائی پائی اور عہد و پیمان کے بعد شاہرخ کے پاس چلا آیا - امیر سعید نے سمرقند کی حکومت مرزا الغ بیگ کو دی اور حصار اور شادمان مرزا محمد سلطان کو اور قندہار و کابل و غزنین مرزا قیدو کو اور بلخ و طخارستان اور بدخشان ابراہیم سلطان کو دیا گیا - مرزا اسکندر نے جو پیر محمد کے بعد فارس کا حاکم مقرر کیا گیا تہا بغاوت کی اور معرض قتل مین آیا اور اوس کا ملک مرزا رستم کو دیا گیا -

قرا یوسف کے جانشینون سے ۸۱۱ ہجری مین جنگ شروع ہوگئی اور شاہرخ نے بہت لڑائیون کے بعد انپر فتح پائی اور قرا ترکمانون کی قوت توڑ دی گئی -

ماوراء النہر کی حکومت پر شاہرخ نے مرزا الغ بیگ کو مقرر کیا تہا - یہ بادشاہ نہایت عالم اور عالم دوست تہا اپنی ریاضی دانی کے لئے یہ آجتک ایشیا مین مشہور ہے - جو سیارون کے اور ستارون کے نقشے اُس نے تیار کئے تہے وہ بہت صحیح تہے اوس نے سمرقند مین ایک رصد تیار کی تہی جسکے آثار ابتک موجود ہین - چونکہ خود عالم تہا اُس نے اپنے دربار مین بہت بڑے بڑے عالم جمع کئے تہے اور اِس کے سبب سے سمرقند کی علمی ترقی اندلس کے بہترین زمانہ کی علمی ترقی سے ہم پایہ ہوگئی تہی - سمرقند اور بخارا مین اُس نے دو بہت بڑے مدرسے تیار کرائے تہے اور مساجد اور دیگر عمدہ عمارات سے سمرقند کو بہت آراستہ کیا تہا - اڑتیس ۳۸ سال تک اوس کے عہد مین ماوراء النہر مین امن رہا اور ہر طرح کی ترقیان ملک مین ہوتی رہین - ۸۲۸ ہجری مین اُس نے مغلستان پر فوج کشی کی اور محمد اغلان والئ جتہ کو بہت بڑی شکست دی - اس کے بعد اس نے دسقناق پر حملہ کیا مگر براق اغلان والئ دسقناق سے شکست کہائی - یہ سنکر شاہرخ الغ بیگ کی اعانت کے لئے ہرات سے فوج لیکر دسقناق مین پہنچا اور براق اغلان کو ملک سے نکالدیا -

۸۵۱ ہجری مین شاہرخ کا انتقال ہوگیا اور ملک مین از سر نو فساد شروع ہوگیا - مرزا علاء الدولہ ہرات مین موجود تہا اوس نے شہر ہرات پر قبضہ کر لیا اور شاہرخ کے خزانہ سے فوج جمع کرنی شروع کردی - مرزا عبد اللطیف مرزا الغ بیگ کا بیٹا شاہرخ کی وفات کے وقت لشکر مین موجود تہا

اوس نے بہی تخت کا دعویٰ کیا۔ مگر عبداللطیف سے اہل لشکر راضی نہ تہے۔ انہون نے اوسکو قید کرکے علاؤالدولہ کے پاس پہنچا دیا۔ مرزا الغ بیگ نے ہرات پر لشکرکشی کی مگر بلخ مین پہنچکر علاؤالدولہ اور الغ بیگ مین صلح ہوگئی اور علاؤالدولہ نے صلح کے شرائط کے موافق عبداللطیف کو قید سے رہا کردیا۔

مرزا محمد عالم بابر جرجان مین حاکم تہا وہ بہی فوج لیکر خراسان پر بڑہا اور راہ مین استرآباد اور ساری مقامات کو فتح کیا (۸۵۲ھ)

جو صلح علاؤالدولہ اور الغ بیگ مین ہوئی تہی وہ چندروز قایم رہی اور بلخ پر دونون مین بہت بڑی جنگ ہوئی جس مین علاؤالدولہ کو شکست ہوئی اور وہ بہاگ کر اپنے بہائی مرزا بابر کے پاس استرآباد کو چلا گیا اور مرزا الغ بیگ نے ہرات پر قبضہ کرلیا۔ جب کچہہ عرصہ بعد مرزا الغ بیگ سمرقند کو واپس چلا گیا بابر نے ہرات پر قبضہ کرلیا۔

مرزا الغ بیگ نے بلخ کا صوبہ اپنے بیٹے عبداللطیف کو دیدیا تہا۔ وہ کسی سبب سے اپنے باپ سے ناراض ہوگیا اور بغاوت اختیار کرکے ماوراءالنہر کو خراب و برباد کرنا شروع کیا۔ جب رعایا نے بہت فریاد کی الغ بیگ نے اپنے چہوٹے بیٹے عبدالعزیز کو سمرقند مین چہوڑا اور خود بلخ کی طرف عبداللطیف کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوا۔ اسکی غیرحاضری مین مرزا سلطان ابوسعید نے ارغون قوم کی مدد سے سمرقند کا محاصرہ کرلیا۔ یہ سنکر مرزا الغ بیگ سمرقند کو واپس چلا آیا اور ابوسعید ارغون کو چلا گیا۔ عبداللطیف نے موقع پاکر شہر کش کو فتح کرلیا اور سمرقند پر بڑہا۔ الغ بیگ نے بیٹے کا مقابلہ کیا اور اوس سے شکست کہائی۔ الغ بیگ اور عبدالعزیز گرفتار ہوگئے اور عبداللطیف نے دونون کو قتل کروا ڈالا مگر باپ اور بہائی کے قتل کے بعد وہ بہت دن تک زندہ نرہا۔ الغ بیگ کے بعض نوکرون نے اپنے آقا کے خون کے بدلہ مین اُسکو مار ڈالا اور اوسکی جگہہ مرزا عبداللہ کو تخت پر بٹہایا۔ مرزا سعید پیران شاہ نے موقع پاکر پہر ارغون سے سمرقند پر حملہ کیا اور عبداللہ کو شکست دیکر اُسے قتل کر ڈالا اور سمرقند کو فتح کرکے ماوراءالنہر کا بادشاہ ہوگیا۔

ادہر مرزا بابر اور مرزا سلطان محمد اور علاؤالدولہ مین متواتر لڑائیان ہوتی رہین۔ مرزا بابر نے

موضع چنار پر سلطان محمد کو شکست دیکر اسے قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد مرزا بابر اور سلطان سعید مین لڑائی ہوئی مگر کسی کو غلبہ نصیب نہین ہوا اور آخر کار یہ فیصلہ ہوگیا کہ ماوراء النہر اور ترکستان مرزا سعید کے تحت مین رہے اور باقی سلطنت مرزا بابر کے قبضہ مین رہے۔ ۸۶۱ھ ہجری مین مرزا بابر مر گیا اور ۸۷۰ھ ہجری تک ابوسعید کے قبضہ مین خراسان و افغانستان و ایران آ گئے۔ ۸۷۳ھ ہجری مین اس نے حسن بیگ نامی ایک ترک کی بغاوت کو فرو کرنے کے لئے آذربائیجان پر فوج کشی کی اور وہان شکست کہا کر گرفتار ہوگیا اور قتل کیا گیا۔ سلطان سعید کی جگہہ ماوراء النہر مین سلطان احمد تخت نشین ہوا اور ہرات مین حسین مرزا بایقرا جانشین ہوا۔ سلطان احمد ستائیس سال تک ماوراء النہر مین حکومت کرتا رہا۔ یہ بادشاہ اندرون ملک کے انتظام مین بہت مصروف رہا اور دوسرے ملکون کے فتح کرنے کی طمع کبھی نہین کی۔ اس سبب سے ملک مین بہت امن و امان رہا اور سمرقند مین بہت خوبصورت اور عالیشان عمارتین تیار ہوئین جو الغ بیگ کی عمارتون سے کسی طرح کم نہ تہین۔

سلطان حسین مرزا بایقرا سلطان سعید کے قتل کے بعد فوراً ہرات کو چلا گیا اور وہان بغیر مخالفت کے تخت نشین ہوگیا۔ ۸۷۵ھ ہجری مین مرزا یادگار محمد نے ہرات پر حملہ کیا اور شکست کہائی مگر دوبارہ امیر حسن بیگ کی اعانت سے اس نے ہرات کو فتح کرلیا اور کچہہ دن بعد وہان مر گیا۔ اوسکی وفات کے بعد سلطان حسین پہر ہرات پر قابض ہوگیا اور سلطان محمود کو شکست دیکر سمنان کو فتح کرلیا۔ ۹۱۱ھ ہجری مین سلطان حسین بایقرا نے انتقال کیا۔

۸۹۹ھ ہجری مین سلطان احمد نے وفات پائی اور ماوراء النہر کی حکومت کے لئے اوسکی اولاد مین فساد برپا ہوا۔ اوس کے بہائی سلطان محمد نے اس کے پانچون بیٹون کو مار ڈالا اور خود تخت پر بیٹھہ گیا مگر چہہ ماہ کے بعد مر گیا۔ اوس کے مرنے کے بعد پہر سمرقند کے تخت کے لئے اوس کے بیٹون مین لڑائی ہوئی۔ پہلے بایسنقر تخت پر بیٹہایا گیا اوس کے بعد اوس کا بہائی سلطان علی قابض ہوگیا اور بایسنقر سمرقند سے بہاگ گیا اور ۹۰۵ھ ہجری مین مر گیا۔

بایسنقر کی وفات کے بعد مرزا بابر نے تخت کا دعویٰ کیا اور کچہہ دنون تک سلطان علی سے لڑتا رہا مگر ۹۱۱ھ ہجری مین شیبانی خان سمرقند پر قابض ہوگیا اور ماوراء النہر کی حکومت

تیمور کے خاندان سے ایک سو چالیس ۱۴۰ برس بعد ہمیشہ کے لئے نکل گئی۔

تیموریہ خاندان کے عہد سلطنت مین جو ترقی سمرقند اور بخارا بلکہ تمام وسط ایشیا مین ہوئی وہ اسلامی تاریخ مین فرد ہے۔ اندلس کے بہترین زمانہ کی اسلامی ترقی سے وہ کسی طرح کم نہ تھی تیمور کے خاندان کے کل شہزادے عالم اور زیادہ تر عالم دوست ہوئے انہون نے اپنے دربارون مین دنیا کے بہترین مسلمان عالم جمع کئے اور حصول علم مین سب کو بہت مدد دی انکی اعانت اور قدردانی سے بخارا اور سمرقند اور بلخ اور مرو مین ایسے عالم مسلمان پیدا ہوئے کہ انکی تصنیفات آج تک اسلامی دنیا مین اپنا نظیر نہین رکھتین۔ ان عالمون کی لاثانی تصنیفات عربی یا فارسی زبان مین ہین چغتائی زبان مین نہین ہین۔ ان شہزادون کے عہد مین چغتائی زبان کی شاعری کی بھی بنیاد پڑی اور میر علی شیر نوائی نے سب مین پہلے اس زبان مین شعر کہے۔

باب ۱۲ دوازدہم

شیبانی خاندان

دشت قبچاق اوس ملک کا نام ہے جو ماوراء النہر کے شمال مین واقع ہے۔ ملک سائیبیریا کا حصہ اور بحر کاسپین کے شمال کا ملک اور وادی والگا اس مین شامل ہین۔ کل دشت قبچاق جوجی خان پسر چنگیز خان کے حصہ مین آیا تھا۔ جب سنہ ۱۲۲۵ ہجری مین جوجی خان کا انتقال ہوگیا تو اس ملک کے دو حصہ ہوگئے۔ مشرقی حصہ مین اوس کا بڑا بیٹا اردا خان حاکم ہوا۔ یہان کے تاتاری باشندون کو چینی مورخ گروہ سفید لکھتے ہین۔ مغربی حصہ مین باتو خان حاکم تھا۔ یہان کے باشندون کو گروہ زرد یا گروہ طلائی کے نام سے چینی کتابون مین لکھا ہے۔ باتو خان نے اوس کو فتح کیا تھا اور شہر سرائے اُس کا دارالحکومت تھا جو دریائے والگا کے کنارہ پر واقع تھا۔ جوجی خان کا تیسرا بیٹا شیبان خان تھا۔ اس کا ملک دشت قبچاق کے مشرقی حصہ سے ملحق تھا۔ پندرھوین صدی عیسوی مین اس کے توابعین کا لقب اوزبک مشہور ہوا۔ جوجی خان کا سب مین چھوٹا بیٹا توقمور خان تھا۔ اسکی نسل مین کریمیا کے خوانین تھے۔ توختمش خان جو امیر تیمور سے لڑا تھا اسی بیٹے کی نسل مین تھا۔

اوزبک قوم کی قوت کی بنیاد ابوالخیر کے زمانہ مین پڑی جو شیبان خان کی چھٹی پشت مین تھا
اور ۸۱۶ھ ہجری مین پیدا ہوا تھا۔ ابوالخیر کی حکومت اوس ملک پر تھی جو زمانہ حال مین دشت
کرغز کے نام سے مشہور ہے۔ اوس ملک کے مغربی حصہ پر ابوالخیر حاکم تھا۔ ۸۶۰ھ ہجری مین کچھہ
اوزبک ابوالخیر سے ناراض ہوکر مغلستان مین چلے آئے۔

۸۷۴ھ ہجری مین ابوالخیر مرگیا اور اوس کے بیٹے شیبانی خان نے سلطان احمد کی وفات کے
بعد ۹۰۶ھ ہجری مین ماوراء النہر کو فتح کرلیا۔ مگر کچھہ عرصہ بعد مرزا ظہیر الدین بابر نے ماوراء النہر
پر حملہ کیا اور سمرقند اور سغد و میان کول و کرشی وغیرہ مقامات کو فتح کرلیا۔ شیبانی خان
کی حکومت مین صرف بخارا رہگیا۔ ۹۰۶ھ ہجری مین شیبانی خان نے مرزا بابر کو بہت بڑی شکست
دی اور ان مقامات پر وہ پھر قابض ہوگیا۔ ۹۱۱ھ ہجری تک شیبانی خان نے تمام ماوراء النہر
اور فرغانہ اور خوارزم اور حصار کو فتح کرلیا اور اسی سال سے اوسکی حکومت کی ابتدا شمار
کی جاتی ہے۔ سلطان حسین بایقرا کی وفات کے بعد ۹۱۲ھ ہجری مین شیبانی خان نے اوسکے
بیٹون سے خراسان اور جرجان چھین لیا۔ اوسی زمانہ مین شاہ اسمٰعیل صفوی والئ ایران کا عروج
ہوا اور اوس نے عراق عجم سے ترکمانون کو نکالکر آذربائیجان پر قبضہ کرلیا اور اوس کے بعد
خراسان پر حملہ کیا۔ ۹۱۶ھ ہجری مین مرو کے قریب شاہ اسمٰعیل اور شیبانی خان سے ایک خونریز
لڑائی ہوئی جس مین شیبانی خان مارا گیا۔

شیبانی خان کے بعد کوچنجی خان اوزبکون کا افسر مقرر کیا گیا۔ جب بابر نے شیبانی خان کے قتل
ہونے کی خبر سنی اوس کو امید ہوئی کہ ماوراء النہر مین اوسکو کامیابی ہوسکے گی اس لیئے اوس نے
ماوراء النہر پر حملہ کیا اور ۹۱۷ھ ہجری مین اوزبکون کے لشکر کے افسر حمزہ سلطان کو بہت
بڑی شکست دی جب وہ حصار مین پہنچا اوس کے پاس شاہ اسمٰعیل کا ایک بڑا لشکر
پہنچگیا۔ جس سے اوس کے پاس ساٹھہ ہزار کی جمعیت ہوگئی۔ سلطان عبد اللہ نے بابر کا
کرشی پر مقابلہ کرنا چاہا مگر لڑائی کی قوت اپنے مین نہ دیکھی اور بے لڑے بخارا کو چلا گیا۔ جب
بابر بخارا مین پہنچا وہ ترکستان کے جنگلون کو بھاگ گیا۔ جب بخارا مین بابر کے پہنچنے کی خبر
سمرقند کے اوزبک سردارون کو پہنچی وہ بھی سمرقند سے ترکستان کو بھاگ گئے اور تمام ماوراء النہر پر

بابر کا قبضہ ہو گیا۔ شروع مین بابر کی فتح سے اہل سمرقند بہت خوش ہوئے کیونکہ تیمور کی اولاد مین سے تہا لیکن جب اُن کو یہ معلوم ہوا کہ بابر شرائط کے موافق شاہ اسمٰعیل کا ماتحت ہے اور شاہ اسمٰعیل سے بہت اتحاد اور دوستی رکہتا ہے تو وہ اُس سے بالکل ناراض ہوگئے کیونکہ شاہ اسمٰعیل شیعہ تہا اور اہل سمرقند سُنی تہے۔ جب اوزبک سرداروں کو اس عام ناراضگی کا حال معلوم ہوا انہون نے تاشکنت اور بخارا پر دو طرف سے حملہ کیا۔ مرزا بابر چالیس ہزار کی جمعیت سے بخارا کی طرف روانہ ہوا اور بخارا کے قریب اوزبک فوج سے جنکی تعداد صرف تین ہزار کی تہی مقابلہ ہوا۔ باوجود فوج کی قلت کے اوزبکون نے اس قدر زبردست حملہ کیا کہ بابر کو شکست کہا کر سمرقند کو واپس آنا پڑا اور وہان بہی وہ نہ ٹہر سکا اور حصار کو واپس چلا آیا (۹۱۸ ہجری) حصار مین ساٹھ ہزار ایرانی فوج بابر کی مدد کے لئے شاہ اسمٰعیل کے پاس سے پہنچی جسکا سردار امیر یار محمد نجم ثانی تہا۔ یار محمد نے کرشی کو فتح کر کے وہان قتل عام کیا۔ دوسری جانب سے شاہ مغلستان نے اوزبکون پر حملہ کیا اور اندیجان پر سیونجک خان کو بہت بڑی شکست دی۔

بابر اور یار محمد کرشی سے سمرقند پر بڑہے۔ بخارا کے قریب اوزبکون کے سردار جانی بیگ سے بہت شدید لڑائی ہوئی جس مین یار محمد اور اوس کے ساتہ کے ایرانی ترکمان قتل ہوئے اور بابر کو حصار پر واپس آنا پڑا۔ اِس شکست کے بعد بابر نے ماوراء النہر کا خیال چہوڑ دیا اور ہندوستان کو فتح کرنے مین مصروف ہوا۔

شیبانی خاندان کا یہ قانون تہا کہ ایک شخص سلطنت کا حاکم منتخب کیا جاتا تہا اور تمام سلطنت مین اوسی کا خطبہ اور سکہ جاری ہوتا تہا۔ اوس کی ماتحتی مین باقی سردارون کی حکومتین علیحدہ علیحدہ رہتی تہین۔ جس شہر مین وہ سردار رہتا تہا وہی اُن کا دار الحکومت ہو جاتا تہا کوئی خاص شہر دار الحکومت مقرر نہ تہا۔ جب ۹۱۸ ہجری مین بابر کو شکست ہوئی تو اوزبکون نے ملک کو اس طرح تقسیم کر لیا کہ سمرقند مین کچوبخی خان تاشکنت مین سیونجک خان۔ کرشی اور بخارا مین عبد اللہ خان۔ سمرقند اور میان کول مین جانی بیگ چونکہ کچوبخی خان ان سب مین زیادہ معمر تہا اس لئے وہ سب کا افسر ہوا اور سیونجک کے

اوس کا کلغا یعنی ولیعہد مقرر کیا گیا - مگر سیونجک کچونجی خان سے پہلے مرگیا اس لئے اُسکے
بعد جانی بیگ اوسکا کلغا بنایا گیا مگر جانی بیگ بھی کچونجی سے پہلے مرگیا اس لئے اوس کے
بعد ابو سعید خان کلغا ہوا اور ۹۳۶ھ ہجری مین اسیونجک کی وفات کے بعد وہ آخر یا خاقان
بنایا گیا - ابو سعید نے صرف تین سال حکومت کی اور ۹۳۹ھ ہجری مین مرگیا - اوس کے بعد
عبد اللہ خان خاقان ہوا اور ۹۴۷ھ ہجری مین وفات پائی - اُس کے بعد عبد اللطیف ۹۵۹ھ
تک خاقان رہا - پھر نوروز احمد تاشکنت مین خاقان ہوا اور ۹۶۳ھ ہجری مین مرا اوسکے
بعد پیر محمد بلخ مین ۹۶۸ھ ہجری تک خاقانی کرتا رہا - پھر اسکندر خاقان ہوا جسکا بیٹا عبداللہ
شیبانی خاندان کا سب سے بڑا خاقان تھا - عبد اللہ نے اپنے باپ اسکندر کو تخت خاقانی
پر بٹھا کر لشکر کی افسری اپنے ہاتھ مین لی اور ملک گیری پر کمر ہمت باندھی - اس نے شمال
مین ترکستان کے کل آباد حصے فتح کر لئے اور مشرق کی جانب فرغانہ اور کاشغر اور ختن کو
فتح کر کے سلطنت مین شامل کیا -

جنوب کی جانب مرزا بابر اور ایرانیون سے بہت لڑائیان لڑکر اُس نے بلخ وطخارستان اور
بدخشان کو فتح کر لیا اور اب مرغاب سلطنت کی جنوبی سرحد مقرر ہوئی - مغرب کی جانب
خوارزم اور ایران سے لڑائیان ہوئین اور استر آباد فتح کیا گیا اور والی گیلان جو روم کا
ماتحت تھا اپنا ملک چھوڑ کر سلطان مراد سوم کے پاس بھاگ گیا - خراسان مین سے
ہرات و مشہد و سرخس و مرو بھی عبد اللہ کے قبضہ مین آ گئے -

عبد اللہ کے بعد عبد المومن خاقان ہوا - اس پر شیبانی خاندان کا اختتام ہو گیا اور ماوراء النہر
کے تخت پر ہشترخانی خاندان کا خاقان تخت نشین ہوا -

۹۲۱ھ مین خوارزم مین اوزبکون کی ایک جداگانہ ریاست قایم ہوئی - جس کا اول خاقان
البرس خان تھا -

باب ۱۳ سیزدہم

ہشترخانی خاندان

منجملہ اُن مغل خوانین کے جنھون نے روس مین حکومت کی ایک قتلق خان تھا جس نے تیمور کے

زمانہ مین توغتمش خان کو شکست دی ہتی (سنہ ۱۳۹۹ع) - دو صدی تک اوسکی اولاد گمنام حالت مین دریائے وا لگا کے کنارہ پر آباد رہی - جب روسی سلطنت نے زیادہ قوت پکڑلی یہ لوگ رفتہ رفتہ مشرق کی طرف ہٹتے آئے - سولہوین صدی عیسوی کے آخر مین اس قوم کا ایک سردار یار محمد خان ماوراء النہر مین آیا اور اسکندر خان شیبانی نے اوس کے بیٹے جانی خان سے اپنی بیٹی بیاہ دی - عبید اللہ کی مختلف مہمات مین ان دونون باپ بیٹون نے ایسے کارہائے نمایان کئے کہ تمام ماوراء النہر مین انکی بہادری کی دہوم مچ گئی - جب عبد المومن خان ایک لڑائی مین مارا گیا تو ماوراء النہر کے امرا نے جانی خان کو خاقان مقرر کرنا چاہا - جانی خان نے ضعیفی کے سبب سے خاقانی قبول نہ کی اور اپنے پوتے دین محمد کو جو اسکندر خان شیبانی کا نواسہ بہی تہا اپنے عوض مین ماوراء النہر کا خاقان بنایا - اس کے عہد حکومت مین ایرانیون نے خراسان پر حملہ کیا اور دین محمد اون کی لڑائی مین مارا گیا - اوس کے بعد سنہ ۱۰۰۸ھ مین ولی محمد بلخ مین اور باقی محمد سمرقند مین حاکم مقرر کئے گئے - سنہ ۱۰۱۱ھ مین ولی محمد کا بہائی قندز مین قراترکمانون کی لڑائی مین مارا گیا - ولی محمد نے اپنے بہائی کے خون کے بدلہ مین قندز کو فتح کر کے وہان کے کل باشندون کو قتل کرڈالا - ولی محمد کی اس فتح سے شاہ عباس والئ ایران کو اسکی قوت سے بہت خوف پیدا ہوا اور اوس نے بلخ پر حملہ کیا - بلخ کے قریب اوزبکون نے شاہ ایران کو ایسی زبردست شکست دی کہ وہ بمشکل تمام اپنی جان بچا کر ایران کو بہاگ گیا - اس لڑائی کے بعد باقی محمد کی زندگی عزیزون کی بغاوت کے فرو کرنے مین گزری - سنہ ۱۰۱۴ھ مین اوس نے وفات پائی اور ولی محمد اوس کا بہائی تخت نشین ہوا - ولی محمد کے عہد مین کوئی واقعہ قابل بیان پیش نہین آیا - یہ بادشاہ بہت عیش پسند تہا - اسکے زمانہ مین وزیر کو بہت اختیار حاصل رہا اور وزیر کے جور وظلم سے لوگ بہت نالان رہے - آخر کار امام قلی خان نامی ایک سردار نے سنہ ۱۰۲۰ھ مین بغاوت کر کے اوسکو قتل کرڈالا - اور تاج وتخت چہین لیا - امام قلی خان نہایت عقلمند اور عادل تہا - اسکی صحبت مین اکثر مقدس اور عالم لوگ رہتے تہے - اوس نے تا حد امکان اپنے ملک کی زینت اور

بہبودی مین کوشش کی اور بخارا اپنی گزشتہ شان وشوکت اور تمول وتجارت پر پہنچگیا اور اوس کے علم کی شعاعون سے پہر وسط ایشیا منور ہونے لگا۔ اٹہتیس سال کی حکومت کے بعد امام قلی خان نے دنیا ترک کرکے اپنے بہائی نظیر محمد حاکم بلخ کو اپنی جگہہ تخت نشین کیا اور خود ہجرت کرکے مدینہ منورہ مین گوشہ نشینی اختیار کی اور وہین وفات پائی۔ اس سخی بادشاہ کی داد ودہش اور سخاوت کے آثار آجتک ملک مین موجود ہین۔

نظیر محمد سے بخارا کے باشندے خوش نہوئے گو اوس نے بہت داد ودہش سے لوگون کو خوش کرنیکی کوشش کی کیونکہ اونکو امام قلی خان کی بیمثال نیکیان یاد تہین اور نظیر محمد مین بہی اون ہی خوبیون کو تلاش کرتے تہے۔ اس ناراضی کا آخر کار یہ نتیجہ ہوا کہ بعض صوبون مین بہت بغاوت ہوگئی۔ نظیر محمد نے اس بغاوت کے فرو کرنے کے لئے اپنے بیٹے عبدالعزیز کو بہیجا مگر عبدالعزیز باغیون سے مل گیا اور اونکی مدد سے بخارا پر چڑہائی کی۔ اپنے بیٹے کی بغاوت سے نظیر محمد کو بہت افسوس ہوا اور وہ بخارا سے بلخ کو چلاگیا اور اپنے باقیماندہ بیٹون پر سلطنت کو تقسیم کرکے وہ مدینہ منورہ کو ہجرت کرگیا اور راہ مین وفات پائی۔

نظیر محمد کے بعد اوس کے بیٹون مین سلطنت کے لئے فساد ہوا۔ نظیر محمد اپنے بیٹے سبحان قلی کو بلخ کا حاکم کرگیا تہا۔ عبدالعزیز نے اپنے بہائی قاسم محمد کو ایک لشکر دیکر بلخ کو بہیجا مگر سبحان قلی نے اوس کو شکست دی۔ آخر کار یہ فیصلہ ہوا کہ عبدالعزیز کا ولی عہد سبحان قلی کو مقرر کیا جائے۔ ابہی یہ فیصلہ ہوا تہا کہ ابوالغازی حاکم خیوا سے لڑائی چہڑ گئی اور ابوالغازی کے بیٹے انوشاخان کے زمانہ تک جاری رہی۔ انوشاخان نے ایکمرتبہ عبدالعزیز کی غیر حاضری مین بخارا پر قبضہ بہی کرلیا مگر عبدالعزیز نے اونکو حملہ کرکے پہر شہر سے نکالدیا اور اس قدر خیوائیون کو قتل کیا کہ بہت کم آدمی بچکر اپنے گہر کو واپس جاسکے۔ اس سخت سزا کا یہ نتیجہ ہوا کہ جب تک عبدالعزیز تخت نشین رہا انوشاخان نے پہر بخارا کا رُخ نہ کیا لیکن جب عبدالعزیز اپنے باپ دادا کی طرح تارک الدنیا ہوکر مدینہ منورہ کو چلاگیا اور سبحان قلی اوسکی جگہہ تخت نشین ہوا انوشاخان نے پہر بخارا پر حملہ کیا اور ۱۶۹۵ء مین محمد بیگ نامی ایک سردار کی کوشش سے اوسکو شکست کہاکر خیوا کو واپس جانا پڑا

سنہ ۱۱۰۰ع مین الوشاخان کے جانشین نے بخارا پر حملہ کیا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ محمد بیگ نے نہ صرف اوسکو کامل شکست دی بلکہ خیوا پر چڑھائی کرکے اوسکو فتح کرلیا اور خوارزم یعنی خیوا بخارا کی سلطنت مین شامل کیا گیا۔ سبحان قلی کے وقت مین بخارا کا عروج اور اوسکی شہرت اس قدر ہوئی تہی کہ ایک جانب سے اورنگ زیب شہنشاہ ہند نے اور مغرب سے سلطان احمد دویم قیصر روم نے بخارا کو سفیرون کے ذریعہ سے تحفہ تحایف بہیجے۔

چوبیس سال کی کامیاب حکومت کے بعد سبحان قلی نے سنہ ۱۱۱۴ہجری مین وفات پائی۔ یہ بادشاہ بہت عالم اور علم دوست تہا۔ اسکی تصنیف سے ایک طب کی کتاب بہی ہے۔ چونکہ اسکو مذہبی خیال زیادہ تہا اس لئے اس نے امراض کے علاج کے لئے دواؤن کی جگہہ ادعیہ اور تعویذات تجویز کئے ہین۔ اسکی وفات کے بعد ہی لڑائیان شروع ہوگئین جن کے بغیر اسلامی تاریخ مین کوئی بادشاہ عقلمند یا بیوقوف نیک یا بد کبہی تخت نشین نہین ہوا۔ سبحان قلی اپنے بیٹے مقیم خان کو اپنا جانشین کرگیا تہا مقیم خان اسکی زندگی مین بلخ کی حکومت پر تہا۔ اسکے دوسرے بیٹے عبید اللہ نے مقیم خان کی جانشینی کو تسلیم نہ کیا اور پانچ سال تک دونون بہائیون مین لڑائی ہوتی رہی۔ مقیم خان کا طرفدار محمد بیگ تہا اور عبید اللہ کا معاون رحیم بیگ ہوگیا جو قبیلہ منغیت مین سے تہا۔ آخرکار عبید اللہ فتحیاب ہوا اگر امور سلطنت مین اوسکو کچہہ اختیار حاصل نہ تہا۔ وہ صرف برائے نام بادشاہ تہا۔ کل اختیار رحیم بیگ کے ہاتہہ مین تہا۔ جب اس نے امور مملکت مین کچہہ دخل دینا چاہا اوسکو زہر دیدیا گیا اور اوسکی جگہہ اوس کا بہائی ابو الفیض تخت پر بٹہایا گیا (سنہ ۱۱۳ھ)

یہ بادشاہ نہایت درجہ ضعیف الطبیعت تہا۔ اس مین اس قدر لیاقت ہی نہ تہی کہ وہ رحیم بیگ کی متابعت سے سرتابی کرسکتا۔ اس کے زمانہ مین نادرشاہ والئی ایران کا عروج ہوا۔ ایشیا کے عظیم الشان فاتحون مین سے نادرشاہ آخری فاتح تہا۔ سنہ ۱۷۳۶ع مین اس نے گرجستان سے عثمانیون کو نکالکر ماوراء النہر کے فتح کرنے کی طرف توجہ کی۔ اوسکا بیٹا رضا قلی خان اندخوی اور بلخ پر حملہ آور ہوا اور دونون مقامات کو بہت جلد فتح کرلیا۔ یہان سے اس نے دریائے جیحون سے عبور کرکے بخارا پر حملہ کیا۔ ہم مذہب ہونے کے سبب سے والئی خیوا نے ابو الفیض کی مدد کی اور دونون نے ملکر کرشی پر ایرانیون کو بہت بڑی شکست دی۔ نادرشاہ نے دیکہا کہ ابہی ماوراء النہر کے

فتح کرنے کا موقع نہین آیا اس لئے اوس نے ہندوستان کو فتح کرنے کی تدبیر کی اور اس خیال سے کہ کہین اوسکی عدم موجودگی مین خیوا اور بخارا ملکر ایران پر حملہ نکردین اُس نے حکمت عملی سے ان دونون ریاستون مین مخالفت پیدا کرادی۔ جب اس تدبیر مین وہ کامیاب ہوگیا اوس نے ہندوستان پر حملہ کیا اور ۱۱۵۲ھ مین محمد شاہ کو کرنال پر شکست دیکر دہلی مین قتل عام کیا اور شہر کو لوٹ لیا۔

جب وہ ہندوستان سے واپس ہوا ابو الفیض نے اوس کے پاس پشاور مین سفارت بھیجی اور اپنے ملک مین اوسکو مدعو کیا۔ چنانچہ نادر شاہ بخارا کو گیا اور ابو الفیض نے اُس کے روبرو بہت تحایف پیش کئے اور اپنی خوبصورت بیٹی اوسکو بیاہ دی اور نادر شاہ کی متابعت قبول کی۔

جب نادر شاہ اس طرح بے لڑائی بخارا کو مطیع کرچکا اوس نے والئ خیوا کے پاس سفیر بھیجا تاکہ وہ بھی بخارا کی طرح متابعت قبول کرے۔ مگر ابرس خان والئ خیوا ایک دلیر آدمی تھا اوس نے اطاعت قبول کرنے سے انکار کیا اور لڑائی کے لئے مستعد ہوگیا۔ نادر شاہ نے والئ خیوا کو میدان مین شکست دیکر محصور کردیا۔ اور چند روز مین قلعہ کو فتح کرکے ابرس خان کو اور اوس کے اکثر امرا کو قتل کرڈالا۔ خیوا کو فتح کرکے وہ ایران کو مرو کی راہ لوٹ گیا اور راہ مین اپنے شدید مظالم کی وجہ سے مار ڈالا گیا (۱۱۶۰ھ - ۱۷۴۷ع)

نادر شاہ کے مرنے کے بعد رحیم بیگ نے بخارا پر قبضہ کرلیا اور ابو الفیض کو قتل کرڈالا۔ ابو الفیض پر ہشترخانی خاندان کا خاتمہ ہوگیا۔

اس خاندان کے زمانہ کی کچھہ عمارتین اس وقت تک موجود ہین جن مین سے سب مین عمدہ مدرسہ شیر در ہی مگر تیموری خاندان کی عمارتون کے روبرو بالکل بے حقیقت ہین۔

باب ۱۴ چہاردہم

خاندان منجیت

اوزبک قوم مین سے ایک قوم منجیت بھی ہے۔ یہ قوم مغلستان کے شمال و مشرقی حصہ مین رہتی تھی اور وہان سے چنگیز خان کے ساتھہ ماوراء النہر مین آئی تھی اور کرشی کے گرد و نواح مین

آباد ہوئی تھی - اوزبک قبایل مین سے یہ بہادر ترین قوم تھی - ہزدرخانی خاندان کے عہد
حکومت مین اس قوم نے بہت کارہائے نمایان کئے اور آخرکار اون کا سردار رحیم بیگ بخارا
کے تخت کا مالک ہوگیا - رحیم بیگ نے ابوالفیض کے نابالغ بیٹے عبدالمومن کو مروا ڈالا
حالانکہ وہ اُسکی بیٹی کا شوہر تھا - پیرانہ سالی مین رحیم بیگ پر اوس کا وزیر دولت بیگ
بالکل حاوی ہوگیا اور رحیم بیگ کے نام سے اُسنے ملک پر بہت جور و ظلم کئے -
رحیم بیگ اپنے چچا دانیال بیگ کو اپنا جانشین مقرر کرکے مرگیا کیونکہ اوس کے نرینہ اولاد
نہ تھی - دانیال نے حکومت قبول نہ کی بلکہ ہزدرخانیون مین سے ابوالغازی خان کو تخت
پر بٹھایا اور خود اوس کا اتالیق بنا - دانیال کے بیٹے معصوم بیگ نے اپنے باپ کو راضی
کرکے دولت بیگ وزیر کو مروا ڈالا اور خود اپنے باپ کا وزیر بنا - جب دانیال
۱۷۸۵ء مین مرگیا معصوم بیگ ابوالغازی کا اتالیق بنا اور ملک پر اپنی حکومت
خوب مضبوط کرلی - جب اوس نے دیکھا کہ اب ملک مین کسی کی مخالفت اور سازش کا
خوف نہین رہا اور لوگ اوسکی حکومت کے عادی ہوگئے اوس نے ابوالغازی کو بادشاہی
سے علیحدہ کردیا اور خود تخت نشین ہوا - جب وہ اندرون ملک کی طرف سے مطمئن ہوگیا
اوس نے بہرام علی خان والئی مرو کو مغلوب کرکے وہان کے اسّی ہزار باشندون کو بخارا مین
لیجاکر آباد کیا - اس فتح کے بعد اوس نے ایران پر متواتر حملے کئے اور اس قدر آدمی پکڑ کر
لایا کہ بخارا مین ایرانی غلام کچھ آنون کو بکنے لگا - اسی طرح سے اُس نے خیوا اور قوقند
اور بلخ کی ریاستون کو اس قدر لوٹا اور غارت کیا کہ جب وہ ۱۷۹۹ء مین مرا تو یہان کے
باشندے بہت خوش ہوئے اور ان کے دلون کو آسودگی حاصل ہوئی - مگر اوسکی رعایا کو
اوس کے مرنے کا بہت افسوس ہوا - ان کے نزدیک وہ نہایت نیک اور عابد و زاہد
تھا - اُس کے زمانہ مین بخارا مین محتسب مقرر کئے گئے تھے جو نگہبانی کرتے تھے کہ کوئی امر کبھی
سے خلاف شریعت نہونے پائے اور خود بھی وہ بہت باشرع تھا - معصوم بیگ کا لقب
شاہ مراد تھا - اوس نے اپنے بیٹے سید حیدر تورا کو اپنا جانشین مقرر کیا - اسکے چچاؤن
نے جن کا نام عمر بیگ فاضل بیگ اور محمود بیگ تھا بغاوت کی مگر حیدر نے اونکو بہت

جلد شکست دیکر ان مین سے دو کو قتل کرڈالا اور تیسرا تو قند کو بہاگ گیا۔ اس کے بعد امیر
حیدر نے خیوا کی طرف بیس ہزار لشکر اس غرض سے بہیجا کہ اہل خیوا کو جو اکثر بخارا کو غارت
کرتے رہتے تہے پوری پوری گوشمالی دیجائے۔ محمد نیاز بیگ امیر الجیوش نے بہت محنت اور
جانفشانی سے اس مہم کو انجام دیا اور خیوا کے لشکر کو بہت بڑی شکست دی اگر امیر حیدر
اوس کو واپس نہ بلا لیتا تو وہ خیوا کو فتح کر لیتا۔ امیر حیدر ایک بہت کم ہمت شخص تہا اوسنے
اسی قدر کامیابی کو غنیمت سمجہا اور عیش و آرام مین پڑ گیا۔ یہ بادشاہ مولویون کا بہت کہنا
سنتا تہا اور مسئلہ مسایل پر بہت چلتا تہا۔ مولوی اوس کے نام سے لوگون پر شریعت کی
متابعت کرانے کے بہانہ سے بہت ظلم و جور کرتے تہے۔ اوس کے چار بیویان تہین۔ جب
ان کے علاوہ کسی اور سے نکاح کرنا چاہتا تہا تو ان چارون مین سے ایک کو طلاق دیکر
اوس عورت کو حیثیت کے موافق ایک مکان رہنے کو اور کچہہ تنخواہ دیتا تہا۔ وہ ہر ہفتہ
ایک نہ ایک باکرہ عورت سے نکاح کرتا رہتا تہا یا بطور جاریہ کے اپنے تصرف مین لاتا تہا۔
جن کنیزون سے اوس کے ہان اولاد نہوتی تہی اون کا نکاح وہ مولویون سے یا اپنے سپاہیون سے
کر دیتا تہا۔ شاید یہی سبب تہا کہ وہ مولویون کو بہت ہی عزیز تہا اور بہت باشرع آدمی
سمجہا جاتا تہا۔ افسوس ایسے ہی لوگون نے غیر مذہب والون کی نگاہون مین اسلام کے
عادلانہ اور عاقلانہ احکام کو ذلیل کر دیا اور اسلام جیسے مقدس دین کو بدنام کر دیا۔ یہ
مولویون ہی کی صحبت کا نتیجہ تہا کہ حیدر اپنی عیاشی کو بالکل جایز سمجہتا تہا اور یقین کرتا
تہا کہ وہ بہت پابند شریعت ہے۔ فاعتبروا

حیدر کے بعد اس کا بیٹا حسین خان بخارا کی ریاست پر متمکن ہوا مگر تین ماہ بعد یکایک
مر گیا۔ حسین خان کا ایک بہائی بخارا مین تخت نشین کیا گیا جس کا نام عمر خان تہا مگر دوسرا
بہائی نصر اللہ خان سمرقند مین تخت نشین ہوا اور اوس نے مولویون سے ملکر اپنی تخت
نشینی کے استحقاق کا فتویٰ حاصل کر لیا۔ اس سبب سے سوائے اہل بخارا کے کل باشندون نے
نصر اللہ خان کو حیدر کا جانشین تسلیم کر لیا۔ نصر اللہ نے اپنے بہائی کو بخارا مین گہیر لیا
اور جب اہل بخارا فاقہ کشی سے ضعیف ہو گئے اوس نے ۲۲ مارچ ۱۸۲۶ع کو حملہ کرکے

بخارا کو فتح کر لیا - عمر خان بہاگ گیا مگر اوس کے اور تین بہائی اور بہت سے رفقاء قتل کئے گئے -
نصر اللہ خان ایک نہایت چالاک شخص تہا اُس نے دیکہا کہ جن لوگون نے اوسکی تخت نشینی مین اعانت کی تہی وہ حکومت مین بہت دخیل ہین - اس لئے اوس نے رفتہ رفتہ پہلے عام باشندگان ملک کو اپنی داد و دہش اور انصاف سے خوب راضی کر لیا اوسکے بعد انکو یکے بعد دیگرے قید کر کے قتل کرڈالا یا شہر سے نکالدیا - اِس کے بعد اُس نے مولویوں کے اختیارات کو توڑا - حیدر کے زمانہ سے مولویون کو امور ملکی مین بہت کچہہ اختیار حاصل ہو گیا تہا - ان کے فتاوی کی جگہہ اوس نے اپنے احکام جاری کئے جسقدر نصر اللہ کو مخالفین کی طرف سے اطمینان ہوتا گیا اور اوسکی عمر زیادہ آتی گئی اوسیقدر اوسکے غیظ و غضب مین ترقی ہوتی گئی - ایک شخص اپنی چشم دید لکہتا ہی کہ جب اوسکو غصہ آتا تہا اُس کا چہرہ دورانِ خون سے سُرخ ہو جاتا تہا اور چہرہ کے اعصاب مین تشنج پیدا ہو جاتا تہا اور اُس حالت مین وہ اس قدر مبہوت اور مجنون ہو جاتا تہا کہ اپنے ظالمانہ احکام کے نتائج کو بالکل نہین سمجھ سکتا تہا - اُس نے جاسوسون سے شہر کو بالکل بہر دیا تہا جو اہلِ شہر کے ایک ایک لفظ کو اُسکے روبرو دوہراتے تہے اور ان جاسوسون کے کہنے پر لوگون کو سزا دی جاتی تہی - اراذل اُس سے بہت ہی خوش تہے کیونکہ وہ اوسکو امیرون کے مقابلہ مین اپنا محافظ سمجہتے تہے -

جب نصر اللہ ملکی انتظام سے حسب خواہش فارغ ہو گیا اُس نے خوقند پر حملہ کیا - خوقند مین بابر کا نواسہ خان محمد علی حاکم تہا - اس شہزادہ کو چینیون کے مقابلہ مین بہت فتوحات حاصل ہوئے تہے اور اوس نے اپنی لیاقت سے ریاست کی شرقی سرحد کو بہت وسیع کر لیا تہا - نصر اللہ خان نے ایک ایرانی جرنیل عبد الصمد خان کے ذریعہ سے بہت سی توپین ڈہلوائین اور اُن توپون کو خوقند کی مہم مین بہیجا - ان قلعہ شکن توپون کے ذریعہ سے چند قلعہ متواتر بہت جلد فتح ہو گئے - آخر کار والئے خوقند نے عاجز ہو کر نصر اللہ خان کی متابعت اختیار کی - عبد الصمد خان کی صلاح سے نصر اللہ خان نے بہت سی فوج کو قواعد بہی سکہوائی اور وسط ایشیا کی ریاستون کو اس فوج کے ذریعہ سے بہت جلد مغلوب کر لیا - سنہ ۱۸۴۲ء مین والئے خوقند نے بد عہدی کی اور نصر اللہ نے تیس ہزار فوج جس مین جدید قواعد دان فوج بہی شامل تہی اور باقی رسالہ تہا خوقند کی لڑائی کے لئے بہیجی - محمد علی والئے خوقند اس قواعد دان فوج کا اور توپون کا مقابلہ نکر سکا - خوقند کو فتح کر کے نصر اللہ نے محمد علی اور

اوس کے رشتہ دارون کو قتل کرڈالا۔

اس زمانہ مین روسیون نے جنرل پیروسکی کی سرکردگی مین خیوا پر حملہ کیا تہا اور والئی خیوا اون کے حملہ کے روکنے مین ہمہ تن مصروف تہا۔ نصر اللہ خان نے کوتاہ اندیشی سے خیوا کی اعانت کرنے کے بدلہ مین اس موقع سے فائدہ اٹہایا اور اس ملک پر یورش کرکے بہت غارت کردیا۔ اسی کوتاہ اندیشی نے نصر اللہ کو انگلستان کے سفیرون کے ساتہہ بہی اچہا برتاؤ نکرنے دیا اور اوسکے مصاحبین نے خوشامد سے اوسکی عقل پر اور بہی پردہ ڈالدیا اور اُسکو یہ یقین دلایا کہ وہ تیمور ثانی ہے۔ بلخ اور اندخوئی اور میمنہ کی چہوٹی چہوٹی ریاستون پر غلبہ پانے سے وہ اپنے تئین بہت بڑا فاتح سمجہنے لگا۔ اوسکی کوتاہ بین عقل یہ نہ دیکہہ سکی کہ عنقریب اوسکو ایک عظیم الشان سلطنت سے روبکار ہونیوالا ہے اور وہ اسکی مدافعت کی تدبیر کرنی چاہئیے

انگلستان نے جب یہ دیکہا کہ روس رفتہ رفتہ ہندوستان کی حدود کی طرف بڑہتا چلا آتا ہے اوس نے وسط ایشیا کے حالات دریافت کرنے کے لئے ۱۸۳۲ء مین الکزینڈر برنز کو بخارا کی طرف بہیجا۔ برنز کو اس سفر مین کچہہ کامیابی حاصل نہوئی اور وہ نصر اللہ کے ہاتہہ سے اپنی جان بمشکل بچاکر ہندوستان کو واپس آیا۔

انگلستان نے دوبارہ کرنیل اسٹاڈرٹ کو بخارا کو بہیجا مگر یہ کرنیل سفارت کے کام کی قابلیت نہ رکہتا تہا جس اہلکار نے دربار کے آداب کے موافق اوسکو نصر اللہ خان کے روبرو پیش کیا اُسنے اوس اہلکار پر دربار مین تلوار کہینچی۔ نصر اللہ خود مغضوب الغضب تہا اوس نے فوراً کرنیل کو قیدخانہ مین بہیجدیا۔

۱۸۴۰ء مین انگلستان نے کپتان آرتہر کانلی کو وسط ایشیا مین اس غرض سے بہیجا کہ وہان کی ریاستون کو روس کے برخلاف متحد کرے مگر ان ریاستون کے باہمی بغض وحسد وعداوت اور رئیسون کی کوتاہ اندیشی سے اس کوشش مین بالکل ناکامی ہوئی۔ خیوا اور قوقند نے صاف انکار کردیا اور نصر اللہ خان نے کانلی کو دہوکہ سے گرفتار کرکے اسٹاڈرٹ کے پاس قیدخانہ مین بہیجدیا اور جب انگریزون کو کابل مین شکست ہوئی اور اوسکی خبر نصر اللہ کو پہنچی اوس نے ۱۸۴۲ء مین دونون انگریزون کو قتل کرواڈالا لیکن اس وحشیانہ قتل کا نصر اللہ خان کو تمام عمر

افسوس اور رنج رہا۔ پادری ولف صاحب جو ۱۸۴۲ء مین بخارا کو سیاحت کے لئے گئے تہے
بیان کرتے ہین کہ اور سات انگریز سیاح بخارا مین قتل کئے گئے۔

۱۸۴۱ء مین روسیون نے تجارت وغیرہ کے انتظام کے لئے میجر بٹانیف کو بخارا کو بہیجا اور وہان
اوسکی بہت خاطر ومدارت ہوئی مگر اصل مقصد مین وہ بہی ناکام رہا اور سال بہر کے بعد وہ
روس کو واپس چلا گیا۔

نصر اللہ خان نے شہر سبز کی ریاست پر چند مرتبہ ناکام حملے کئے مگر مرنے سے کچھہ دن پہلے وہ
اپنے مقصد مین کامیاب ہوا اور شہر سبز کو فتح کرکے وہان کے رئیس کو جو نصر اللہ خان کا سالا تہا
قتل کر ڈالا اور اوس کے ساتھہ اپنی بیوی کو اور سالے کے بچّون کو بہی قتل کر ڈالا۔ اس آخری
خونریزی کے تہوڑے دن بعد وہ مرگیا (۱۸۶۰ء) اوسکی جگھہ سید مظفر الدین خان تخت نشین
ہوا۔ اس نے سب مین پہلے مولویون کو راضی کیا اور بعد ازان اپنے ہمسایون کے ملکون پر دست
درازی شروع کی اس بات کا مطلق خیال نہ کیا کہ روس وسط ایشیا مین بڑہتا چلا آتا ہے۔ سب
مین پہلے اس نے شہر سبز کے کوہستانیون کی قوت کو متواتر حملون سے بہت ضعیف کردیا۔ اوس کے
بعد وہ توقند کی طرف متوجہ ہوا۔ توقند کی ریاست خدایار کے ہاتھہ آگئی تہی جو محمد علی مقتول کا
پوتا تہا اور اوس کو نصر اللہ نے بخارا مین پرورش کیا تہا۔ خدایار کی حکومت کو قبچاقی ترکمانون
نے جو توقند مین بکثرت آباد تہے پسند نکیا اور اوس کی جگھہ اوس کے بہائی مولی خان کو توقند کے
تخت پر بٹہایا۔ خدایار بہاگ کر مظفر الدین کے پاس چلا گیا اور مظفر الدین کو توقند پر حملہ کرنے کا
بہت اچہا موقع ملگیا۔ اس نے حملہ کرنے سے پہلے حکمت عملی سے مولی خان کو قتل کروا ڈالا اور
بہت لڑائیون کے بعد مشکل سے نصف توقند پر خدایار خان کو قبضہ دلوایا۔ اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ
روسیون کو توقند کے فتح کرنے مین بہت آسانی ہوگئی اور توقندیون کا بہادر سردار تاشکنت
مین روسیون کی لڑائی مین مارا گیا۔ دوسری جانب سے مظفر الدین نے توقندیون کو ضعیف
پاکر اون کے ملک پر حملہ کیا (۱۸۶۵ء) اور اس حالت مین توقند کو فتح کرنے مین بہت آسانی
ہوگئی۔ اگر مظفر الدین مین ذرا بہی پیش بینی کی لیاقت ہوتی تو وہ بہت آسانی کے ساتھہ وسط
ایشیا کی ریاستون کو روسیون کے برخلاف متحد کرسکتا تہا مگر اپنے باپ کی طرح وہ بہی اپنے تئین

ایک بڑا فتح سمجھتا تھا اور اُسنے روسیون کی قوت کو بہت حقیر سمجھا۔ اس ناعاقبت اندیش غرور کو متعصب مولویون کے مشورہ ن نے اور بھی بھڑکا دیا۔ اوس نے یہ نہ دیکھا کہ روسیون نے تو خیتد یونکو کس طرح آسانی سے شکست دی ہے اور تاشکنت تک پہنچ گئے ہین جب چاہین گے کل توقند پر قبضہ کر لینگے۔ اوس نے بے سمجھے بوجھے مولویون کی مشورت سے اوس کو یہ پیام بھیجا کہ ان فتوحات سے ہاتھ اٹھالو ورنہ جہاد کا اعلان کیا جاتا ہے اور اس طرح خود ہی وہ لڑائی شروع کی جس مین اوسکو بجز ذلت اور ندامت کے کچھہ حاصل نہین ہوا۔

باب ۱۵ پانزدہم

روسی سلطنت

قدیم کتب تواریخ مین مذکور ہو کہ حضرت عیسےٰ کی پیدائش سے بہت مدت پہلے یورپ کے مشرقی حصہ پر ایک آریہ نسل کی قوم آباد تھی جو وینتی نام سے مشہور تھے۔ چوتھی صدی عیسوی مین اس قوم کو گاتھہ قوم سے ملک کے قبضہ کے لئے بہت لڑائیان لڑنی پڑین۔ گاتھہ قوم آب وسٹیولا کے کنارہ پر آباد تھی۔ متعدد لڑائیون کے بعد وینتی قوم کی تین شاخین ہوگئین۔ ایک وینتی دوسرے انتس۔ سوم اسلاوی۔ وینتی قوم کا مسکن جو بعد مین وند کے نام سے مشہور ہوئی شمالی مشرقی یورپ تھا۔ چنانچہ موجودہ گرانڈ ڈیوک آف مکلنبرگ آجتک شاہزادگان وند کے لقب سے مشہور ہین۔ قوم انتس دریائے نیپر اور دریائے نیسٹر کے مابین آباد تھی اور قوم اسلاوی آب وسٹیولا اور آب نیسٹر کے مابین ملک پر قابض تھی۔ قوم اسلاوی نے قوم ہن کو مغلوب کیا اور وہ رفتہ رفتہ دریائے ڈینیوب کے اوس پار تک پھیل گئی اور بحر اسود اور بحر اڈریاٹک کے مابین کے زرخیز ملک کے مالک ہوگئے۔ ساتوین صدی عیسوی کے اختتام پر یہ لوگ تمام روس اور بلغاریہ پر قابض ہوگئے۔ یہ لوگ زراعت پیشہ تھے اور مویشی کی سوداگری کرتے تھے۔ قدیم مورخین تحریر کرتے ہین کہ یہ لوگ خوش طبع۔ مہمان نواز قدیم رسوم کے پابند اور بہادر تھے اور صرف اپنی حفاظت کے لئے لڑتے تھے۔ ان کی طرز حکومت یہ تھی کہ ہر قبیلہ اپنا جداگانہ افسر انتخاب کیا کرتا تھا اور کل کام باہمی مشورت سے ہوتا تھا۔ ان کے مذہب مین ایک خدا کی پرستش ہوتی تھی جسکو وہ لوگ بوگ کہتے تھے۔ اُس کی جورو سیوا تھی۔

علاوہ ان کے ہر گاؤن مین نیکی اور بدی کے فرشتون یا دیوتاؤن کی عبادت کی جاتی تہی - ان
دیوتاؤن کا نام بیل بوگ اور چرنی بوگ تہا - چونکہ روس کی راہ سے مشرقی تجارت مغربی شہرون
کو جاتی تہی اس لئے روس مین بہت قدیم زمانہ سے متعدد شہر یا تجارت گاہین آباد ہوگئین -
ان شہرون کے گرد فصیل و بروج بہی بنائے جاتے تہے تاکہ وہان تجار کی پوری پوری حفاظت
کی جاسکے - ان شہرون مین جمہوری حکومت ہوتی تہی - کل باشندے جمع ہوکر شہر کے ایک حاکم
کو منتخب کرلیتے تہے اور فوج کا افسر بہی خود مقرر کرتے تہے اور تجارتی قافلے دوسرے ملکونکو بہیجنے
کے لئے مرتب کرتے تہے - شہر کے مضافات بہی شہر کے تحت مین ہوتے تہے - شہر کے گورنرون
سے یہ اقرار صالح کرایا جاتا تہا کہ وہ قانون اور رواج کے موافق حکومت کرینگے - اونکو فوج
نوکر رکہنے کے لئے ایک مقررہ رقم ملتی تہی - جب عیسائی مذہب نوہی صدی عیسوی مین وہان
پہیلا تو ان گورنرون کی حیثیت رفتہ رفتہ بدل گئی اور گورنمنٹ شخصی اور موروثی ہوتی گئی -
سنہ ۹۸۸ء مین نووگورڈ کا گورنر ولادیمیر نام عیسائی ہوگیا اور اوسکو ایک یونانی شہزادی بیاہی
گئی - ولادیمیر نے سنہ ۱۰۱۵ء مین مرتے وقت اپنی مملکت اپنے بارہ[۱۲] بیٹون پر تقسیم کردی - ان سب مین
زیادہ مشہور اور زیادہ عقلمند یاروسلاؤ تہا جو کیف کا گورنر یا شہزادہ تہا - سب روسی ریاستین
رئیس کیف کی بہت تعظیم کرتی تہین - گو ہر طرح سے وہ سب آزاد تہین اور کیف کی ماتحت نہ
تہین مگر پہر بہی کیف کی ریاست کو اپنا افسر سمجہتی تہین - گیارہوین صدی عیسوی مین کیف کا
یہ درجہ یا مرتبہ سوزدال اور روستوو کو منتقل ہوگیا - بارہوین صدی مین سوزدال کے حاکم نے
ولادیمیر شہر تعمیر کیا اور کیف کو فتح کرلیا - بعدازان اوس نے اوکا اور والگا دریاؤن کے ملنے کے
مقام پر نجنی نووگورڈ کا شہر تعمیر کیا جو موقع کی خوبی سے بہت جلد اور شہرون سے تمول اور قوت
مین بڑہ گیا اور روسی ریاستون کی تجارت و شائستگی کا صدر بنگیا - روز بروز وہان تمول و
تجارت کی ترقی بڑہتی جاتی تہی کہ یکایک مشرق سے وہ طوفان اوٹہا جس نے یورپ اور وسط ایشیا
کو ایک ساتہہ ویران اور برباد کردیا اور اپنا نیا اثر وہان کی شائستگی پر ہمیشہ کے لئے ڈالدیا -
سنہ ۱۲۳۸ء مین باتوخان نے روسی ریاستون پر حملہ کیا اور وہان کی مشرقی اور وسطی ریاستون کو
بالکل برباد کردیا - دوسرے سال اوس نے جنوبی مغربی روس کا بہی یہی حال کردیا - کل شہرونکو

لوٹ کر غارت کردیا اور دریائے والگا کے جنوبی حصہ پر سرائے شہر تعمیر کر کے وہان اپنا دار الحکومت قایم کیا۔ اگرچہ باتو خان نے ان ریاستونکو فتح کر کے غارت اور برباد کردیا مگر اونکے اندرونی انتظام مین اوس نے کبہی دست اندازی نہین کی اور نہ کبہی اونکے مذہبی معاملات مین تعرض کیا۔ پادریون کے اختیارات بدستور قایم رہے اور گورنر تاجرون سے اور کاشتکارون سے بطور خود محصولات وصول کر کے خان کو دیدیتے تہے۔ اس سبب سے بہت جلد تجارت اپنی اصلی حالت پر آگئی۔ روسی سردار باہمی تنازعات کے مٹانیکے لئے مغلون سے فوجی اعانت طلب کرتے تہے۔ ایک زمانہ کے بعد مغلون مین اختلافات اور تنازعات پہیل گئے اور اونکے دو بڑے گروہ ہوگئے۔ گروہ ذہبی یعنی زرد نے باتو خان کی متابعت اختیار کی اور گروہ نقرئی یعنی سفید اون سے علیحدہ ہوگئے۔ ان دونون گروہون مین ایک عرصہ تک لڑائیان ہوتی رہین اور باتو خان کے بہائی براق اغلان نے دین اسلام قبول کیا جس سے براق اغلان کے توابعین مین عربی شایستگی نمودار ہونے لگی اور ان مغلون نے شہرونکی سکونت اختیار کی۔ دولت و ثروت اور عیش و آرام سے رفتہ رفتہ اونکی قوت مین ضعف پیدا ہوگیا اور روسی ریاستون نے آزادی حاصل کرنیکی کوشش شروع کردی۔ چودہوین صدی کی ابتدا روس کی بڑی ریاستین یہ تہین۔ سوزوال۔ نجنی نووو گوروڈ۔ ریازان۔ اور تویر۔ اسی زمانہ مین ایک جدید ریاست کی بنیاد پڑی جس نے آخر کار ان سب ریاستونکو اپنا محکوم کرلیا اور رفتہ رفتہ ایک عظیم الشان سلطنت ہوگئی۔ بارہوین صدی کے وسط مین دولگوادکی نامی ایک شخص نے موضع ماسکو کو بروج و فصیل سے مستحکم کیا۔ چونکہ یہ گاؤن ایسے مقام پر واقع تہا کہ تجارتی قافلے اکثر ریاستونکو اسی راستہ سے گذرتے تہے اس لئے اسکی تجارت مین بہت جلد ترقی ہوئی اور تجارت کے ساتہہ آبادی بہی یوماً فیوماً بڑہتی گئی۔ سنہ ۱۳۲۵ع مین ولادیمیر کے لاٹ پادری نے اپنا قیامگاہ اس گاؤنکو منتقل کردیا اور اپنے ہمراہ وہ ایک بڑی بزرگ کا بت بہی لایا جسکی برکت کا تمام روس قایل تہا۔ پادریون نے یہانکے رئیس کو ترغیب دیکر گرد و نواح کی ریاستون پر حملے کرائے تاکہ ریاست کی قوت کے ساتہہ پادریونکی قوت کو بہی ترقی ہو۔ سنہ ۱۳۸۰ع مین شہزادہ ڈمٹری نے مغلونکو خراج دینا موقوف کردیا۔ مغلون نے لڑائی کی تیاری کی اور شہزادہ نے بہی اپنی فوج درست کی اور دریائے ڈون کے کنارہ پر بمقام کلی کوو ایک خونریز لڑائی ہوئی۔ اس جنگ مین جانبین مین سے کسی کو فتح حاصل نہین ہوئی مگر روسیون نے ملک مین یہ مشہور کیا کہ اوس بزرگ بت کی برکت سے انکو فتح حاصل ہوئی

جس سے ماسکو کے تقدس کی شہرت سارے روس مین ہوگئی اور اوسکو عظمت کی نگاہ ہونسے دیکھا جانے لگا۔ ماسکو کے عروج کی ابتدا کی یہی تاریخ ہے۔ تیمور کے زمانہ مین توختمش خان نے مغلونکے دونون مخاصم گروہون کو متحد کیا اور سنہ ۱۳۸۲ء مین ماسکو پر قبضہ کرکے وہان کے چوبیس ہزار آدمیونکو قتل کرڈالا لیکن وہ ماسکو کے قلعہ کو جس کا نام کرملن تہا فتح نہ کرسکا اور اوس کے محاصرہ سے ناکام پہرا۔ اس ناکامی سے ماسکو کی شہرت دوبالا ہوگئی اور یہی ریاستونکا ماسکو صدر بنگیا۔ روسی قوت کے بڑہنے کا بڑا باعث تیمور ہوا کیونکہ اوسنے دشت قپچاق پر حملہ کرکے توختمش خان کی قوت کو ہمیشہ کیلئے توڑدیا۔ توختمش خان کے زوال کی تاریخ روس کے عروج کی تاریخ ہے اوسکے بعد پہر کبہی مغلونکی حکومت نے روس مین قوت نہ پکڑی۔ سنہ ۱۴۵۱ء مین مغلونسے ماسکو کو فتح کرنا چاہا مگر کرملن کے قلعہ کی دیوارونسے ناکام پہرنا پڑا۔ وسیلی اول کے عہد حکومت مین ماسکو نے بہت ترقی کی اور اوسنے کیف مین خودمختارانہ حکومت کرنیکا حق مغلون سے مول لیلیا۔ بعدازان رستو دریاست کو فتح کرکے اپنا لقب شاہ اعظم مقرر کیا۔ وسیلی دویم کے زمانہ مین روسی قوت کو اور بہی زیادہ ترقی ہوئی۔ اسکو پالیولوگس قیصر کی بیٹی بیاہی ہوئی تہی۔ یہ شہزادی بہت بلند حوصلہ تہی۔ اسنے اپنے شوہر کو ملک گیری کی بہت ترغیب دی۔ وسیلی نے بہت جلد اور ریاستون کو فتح کرلیا۔ صرف ایک نووگورد کی ریاست فتح نہوسکی۔ اس ریاست کو فتح کرنیکے لئے اوسنے مغلون سے اعانت طلب کی اور آخر کار اس طرح یہ ریاست بہی فتح ہوگئی اور وسیلی نے تمام روس کے بادشاہ ہونیکا دعوی کیا۔ سنہ ۱۴۸۰ء تک اسکو اسقدر قوت حاصل ہوگئی کہ اُسنے تاتاری ماتحتی کو ترک کردیا۔ مغلون نے ماسکو پر ایک لاکھ پچیس ہزار کے لشکر سے حملہ کیا تو وسیلی نے ایسے بڑے لشکر سے ان کا مقابلہ کیا کہ مغلونکو بالکل ناکامی ہوئی۔ سنہ ۱۵۴۷ء مین وسیلی کا پوتا ایوان چہارم تخت نشین ہوا۔ اوسنے شخصی سلطنت کی بنیاد ڈالی اور جو کچہہ اختیارات امراکو ملک کی حکومت مین تہے اونکو بالکل زایل کردیا۔ سنہ ۱۵۵۲ء مین اوسنے قازان اور ہشتر خان کو فتح کیا اوسکے مغضوب الغضب ہونیکا آخر کار یہ نتیجہ ہوا کہ وہ مجنون ہوگیا اور جنون کی حالت مین اوس سے ایسے ناشایستہ افعال سرزد ہوئے کہ اوسکی حکومت مین بہت کچہہ ضعف آگیا اور مغلونکو روس پر حکومت قایم کرنیکی امید پیدا ہوئی۔ دولت گرائی خان نے سنہ ۱۵۷۱ء مین ایک لاکھ بیس ہزار کی جمعیت سے ماسکو پر حملہ کیا اور اوسکے مضافات کو جلادیا مگر کرملن قلعہ کو وہ بہی فتح نہ کرسکا اور ناکام مراجعت کرنی پڑی یہ مغلونکی آخری کوشش تہی۔ اسکے بعد پہر اونکو کبہی اسقدر قوت حاصل نہوئی کہ وہ اوسکی طرف توجہ کرتے

علاوہ ضعف کے یہ بھی وجہ ہوئی کہ وسط ایشیا کی کمزوری اور خانہ جنگیون سے اونکو اُدھر زیادہ تر مصروفیت
رہی اور روس کیطرف متوجہ ہونیکی فرصت نہ ملی۔ وسیلی سویم کے عہد سے پہلے کوہ یورال روس کی شرقی
سرحد تھا۔ اس کوہ کے سلسلہ کے اوسطرف دشت وبیابان اور دریا تھے۔ اس ملک کے شمال کیجانب
تاتاری اور اسکویموا اقوام پڑے پھرتے تھے جنکی گزران صرف شکار پر تھی اور اسکے جنوبی حصہ مین
قلماق اور کرغز تاتاری آباد تھے جو اپنی بھیڑیان لئے ہوئے چار طرف چراگاہون کی تلاش مین
پھرتے تھے۔ وسیلی سویم نے کوہ یورال پر قبضہ کرکے وہان ایک قزاق کی قوم کو آباد کیا جو صرف
نام ہی کے قزاق نہ تھے بلکہ قزاق پیشہ بھی تھے۔ ان رہزنون نے کوہ یورال سے پار ہوکر تاتاری
اقوام پر تاخت کرنا شروع کیا۔ تاتاریون نے ان قزاقونکو بارہا گوشمالی دی۔ ایوان چہارم نے
اپنے چہیتے مصاحب اسٹروگونوف کو یورال کا کوہستان اس غرض سے عطا کیا کہ وہان سونے
کی کانین تلاش کرے۔ اسٹروگونوف نے اپنے علاقہ کی حفاظت کے لئے ایرماق ایک قزاق سردار سے
اعانت طلب کی اور روسی سلاح خانہ سے اوسکو بندوقین دین۔ بندوقون کے سبب وہ کرغز
تاتاریونکے مقابلہ مین بہت کامیاب ہوا اور اوسنے سنہ ۱۵۸۲ع مین کوشان خان کی دار الحکومت
سبیر شہر کو فتح کرلیا۔ سنہ ۱۶۲۰ع مین کوہ یورال کے پار روسیون نے اول قدم رکھا اور توبالسک
شہر سے بارہ میل پر ایک قلعہ تیار کیا۔ قزاقونکی جرأت یہانتک بڑہی کہ انہون نے خوارزم کی
دولت کا حال سنکر خان خیوا کی دار الحکومت اورگنج پر تاخت کیا۔ چونکہ خان خیوا کسی مہم پر گیا ہوا
تھا قزاقون نے اورگنج کو بہت آسانی سے فتح کرلیا اور لوٹ لیا اور بہت عورتونکو پکڑکر اپنے ساتھ
لیچلے۔ اس عرصہ مین خان خیوا بھی مہم سے واپس آگیا اور قزاقون کا تعقب کرکے ان سبکو قتل کرڈالا
اسیطرح ایکدوسری یورش مین ان قزاقون نے راہ گم کردی اور سبکو برف کے صدمہ سے ہلاک ہوگئے۔ مگر
باوجود ان صدمات کے روسی آبادی روزبروز مشرق کی طرف بڑہتی گئی۔ سنہ ۱۶۶۱ع مین ارکٹسک
شہر آباد کیا گیا اور فصیلون سے مستحکم کیا گیا مگر باوجود اس قلعہ بندی کے روس کی شرقی جنوبی سرحد کرغز تاتاریونکے
حملون سے محفوظ نہ تھی اور پیٹرس اعظم کو یہ فکر ہوئی کہ کسی طرح اُدھر کی روسی سرحد خیوا کی سرحد سے ملادیجائے
تاکہ مابین کے نیم وحشی اقوام کے تاخت وتاراج سے ملک محفوظ رہے۔ اوس زمانہ مین پیٹرس اعظم کے دربار مین
ایک شخص خواجہ نفیس بخارا کا رہنے والا پہنچا۔ یہ شخص بخارا کے مدرسہ کا پڑہا ہوا تھا اور وسط ایشیا سے

ملکی حالات سے بہت باخبر تہا - اوسکی صلاح سے پیٹرس اعظم نے خان خیوا کی تخت نشینی کے موقع پر مبارکباد دینے کے لئے ایک سفارت بہیجی - خان خیوا اس زمانہ مین امیر بخارا کی لڑائیون سی بہت پریشان ہو رہا تہا اسلئے اوسنے اس سفارت کو بہت غنیمت سمجہا اور اس سفارت کے جواب مین اُس سفیر اس غرض سے بہیجا کہ پیٹرس اعظم خیوا کو اپنی ماتحتی مین قبول کرے بشرطیکہ بخارا کے برخلاف اوسکی امداد کرے - مگر پیٹرس اعظم کو اپنے ملک کی اندرونی انتظام مین اسقدر مصروفیت تہی کہ اوسکو ایسے دور دراز جہات کی بالکل فرصت نہوئی اور خیوا کی درخواست کیطرف کچہہ توجہ نکی - سنہ ۱۷۱۴ء مین خان خیوا نے پہر اوسکو سفارت اس غرض سی بہیجی کہ شاہ روس بحر کاسپین کے مشرق کیطرف قلعونکا ایک سلسلہ تعمیرات کرا دے تاکہ ترکمانون کے تاخت سے ملک محفوظ رہ سکے - ابکی دفعہ پیٹرس اعظم بدل وجان وسط ایشیا کیطرف متوجہ ہوگیا - اس کام کے لئے اوسنے ایک نوجوان جرکس رئیس کو منتخب کیا جس کا اصلی نام دولت گرائی تہا اور اوسنے دین عیسوی اختیار کرنیکے بعد اپنا نام بکووچ چرکاسکی رکہا تہا اور شاہ روس کیطرف سے اوسکو پرنس کا خطاب عطا ہوا تہا - ۲۹ مئی سنہ ۱۷۱۴ء مین ایک فرمان کی رو سے اس شہزادہ کو ایک جمعیت کا افسر مقرر کیا گیا اور اوسکو حکم ہوا کہ وہ وسط ایشیا مین پہنچکر بعض حالات کی کامل تحقیقات کرے - اس مہم کے اغراض یہ تہے کہ اول تو خان خیوا کو تخت نشینی کی مبارکباد دے - دوم خان خیوا کی ماتحتی کی درخواست کو منظور کرے - تیسرے سیر دریا کے جنوبی حصہ مین سونے کی کان تلاش کرے اور چوتہے یہ تحقیق کرے کہ آیا کسیطرح یہ ممکن ہے کہ سیر دریا پہر اپنے قدیم راستہ پر بہنے لگے اور بحر ارال کے عوض مین بحر کاسپین مین ڈالدیا جائے - کسی زمانہ مین سیر دریا بحر کاسپین مین گرتا تہا مگر کسی نامعلوم تغیر ارضی سے اُس کا قدیم راستہ بدل گیا اور وہ بحر ارال مین جا گرا - سنہ ۱۷۱۵ء مین بکووچ اس مہم پر روانہ ہوا - وہ جہازون پر سوار ہوکر بحر کاسپین کے کنارہ کنارہ روانہ ہوا اور ملک کو دیکہتا بہالتا جزیرہ منجشلاک کے جنوبی سرے پر خشکی مین اوترا اور وہان اوسنے ایک مستحکم قلعہ تیار کیا اور اوسکو سازوسامان سے مسلح کردیا - یہان سے اوسنے سیر دریا کے قدیم راستہ کا اچہی طرح معائنہ کیا اور اوسکی رپورٹ پیٹرس اعظم کے پاس بہیجدی - مگر اس عرصہ مین خان خیوا کا انتقال ہوگیا اور جدید رئیس روس کا مخالف تہا - سنہ ۱۷۱۶ء مین بکووچ چار ہزار کی جمعیت سے مقام غریف کیطرف روانہ ہوا جو دریاے یورال کے کنارہ پر آباد ہے - دشت است ارت مین بہت مصیبت اوٹہاکر بکووچ قلماس جہیل پر پہنچا جو خیوا سے شمال و مغرب مین دو سو میل پر واقع ہے - یہان

اوس نے اپنی فوج کو کچھہ دنون آرام دیا اور ایک نہایت مستحکم قلعہ تیار کیا - اس کارروائی سے اور فوج کی کثرت سے جو بکووچ کے ساتھہ تہی خان خیوا کو یقین ہوا کہ روس اوس کا ملک چھیننا چاہتا ہے - اوس نے دیکھا کہ روسی باقاعدہ فوج سے اوسکی بے قاعدہ جمعیت کسی طرح لڑائی مین نہین جیت سکتی اسلئے اوس نے بکووچ کو فریب دیا - بکووچ سے امداد کا وعدہ کرکے اوسے ترغیب دی کہ اپنی فوج کو چھوٹے چھوٹے حصون پر تقسیم کردے تاکہ رسد رسانی مین اُسکو آسانی ہو - جب اوس نے فوج کو تقسیم کردیا خان خیوا نے یکے بعد دیگرے اوسکی فوج کا قلع قمع کردیا یہانتک کہ ایک آدمی برائے نام اوسکے ہاتھہ سے بچکر روس کو واپس نہ جاسکا کہ پطرس اعظم کو اوسکی اطلاع کرتا - سنہ ۱۷۳۲ء مین پہر روس کو مشرقی معاملات مین دست اندازی کرنیکا موقع ملا - اس زمانہ مین روس کی سلطنت پر ملکہ این حکمران تہی - کرغز ترکمانون مین جو روس کی مشرقی و جنوبی سرحد پر آباد تہے کچھہ باہمی منازعات برپا ہوئے - مغربی کرغز قوم نے روسی ملکہ کے پاس پیام بہیجا کہ اگر وہ اونکو مشرقی کرغز قوم کے ہاتھہ سے بچائے تو وہ لوگ روسی ماتحتی قبول کرنیکے لئے موجود ہیں چنانچہ ملکہ نے ارغز قوم کی درخواست منظور کی اور اس طرح سے بے لڑائی بہت بڑا ملک ہاتھہ آگیا - اس ملک مین روسیون نے اربنرگ شہر کی بنیاد ڈالی - یہ شہر بہت جلد یورپی اور ایشیائی تجارت کا مرکز بنگیا اور آیندہ کی مہمات کیلئے بڑا صدر بنگیا - اربنرگ روسیون کا وسط ایشیا مین دوسرا قدم تہا -

سنہ ۱۸۰۳ء مین جزیرہ نما منجشلاک کے اقوام نے روسی ماتحتی اختیار کی - مگر اس ترقی سے تمام کرغز اور ترکمانون کی مخالفت اسقدر بڑہگئی کہ روس کو سرحد پر امن قایم رکہنا مشکل ہوگیا حالانکہ روس نے جنوبی سرحد پر ایک سلسلہ قلعون کا بنایا لیکن کرغز رہزنونکو یہ قلعے کسی طرح نہ روک سکے - جو مال اور قیدی یہ پکڑ کر لاتے تہے وہ خیوا مین اچھی قیمت سے فروخت ہوجاتے تہے اسلئے اہل خیوا کرغز رہزنون کی اعانت کرتے تہے - نکولاس شاہ روس نے مصمم ارادہ کرلیا کہ خیوا کو اس دغابازی کی پوری سزا دینی چاہئے - اوس نے پروفسکی اربنرگ کے گورنر کو حکم دیا کہ وہ خیوا پر فوج کشی کرے - پروفسکی نے سامان رسد کیلئے دو ہزار گہوڑے اور دس ہزار اونٹ جمع کئے اور ساڑہے تین بٹالین پیدل سات رجمنٹ سوار اور بائیس ۲۲ ضرب توپون کی جمعیت سے دشت است ارت کی راہ خیوا کی طرف نومبر کے مہینہ مین روانہ ہوا - اوس دشت مین اسقدر برف ریزی ہوئی کہ باربرداری کے کل جانور ہلاک ہوگئے اور بہت آدمی ضائع ہوئے اور آخر کار وہ آدہی دور سے اربنرگ کو لوٹ آیا (سنہ ۱۸۴۰ء) پروفسکی نے دوسرے سال پہر فوج کشی کی تیاری کی لیکن اللہ قلی خان والئی خیوا نے دیکھا کہ وہ روسی سلطنت سے

لڑنے کی طاقت نہیں رکھتا اس لئے اوس نے ۱۸۴۲ء میں روس کی ماتحتی اختیار کر کے صلح کر لی۔
جو ناکامی روس کو خیوا کی مہم میں حاصل ہوئی اوس سے یہ امر تحقیق ہو گیا کہ اورنبرگ سے خشکی کی راہ بہت دشوار ہے اس لئے کوئی جدید راہ آیندہ کی مہمات کیلئے تلاش کرنی چاہئے۔ اس غرض سے پروفسکی نے بحر ارال میں بہت جہاز تیار کئے اور ۱۸۴۷ء میں اونپر سوار ہو کر سیر دریا اور اموییہ دریا کے دہانوں پر پہنچا۔ سیر دریا کے دہانہ پر اوس نے ایک قلعہ فورٹ النسک تعمیر کیا اور اوسکو آیندہ کی مہمات کا صدر بنایا۔ چند سال کے عرصہ میں اوس نے سیر دریا کے کنارہ کنارہ بہت دور تک قلعوں کا سلسلہ تیار کر لیا۔ سیر دریا کا کنارہ توقند کے ملک میں واقع تہا۔ توقندیوں نے روسی ملک پر حملے شروع کر دیئے۔ ۱۸۵۳ء میں پروفسکی نے توقندیوں کا مستحکم قلعہ اک مسجد فتح کر لیا جو سیر دریا کے دہانہ سے ڈہائی سو میل پر واقع تہا اور سیر دریا میں اس قلعہ تک دخانی جہاز چلنے لگا اور روسی قلعہ تک سامان رسد کے پہنچنے میں بہت آسانی ہو گئی۔ اس جہاز رانی کی وجہ سے توقندیوں نے اس قلعہ کے فتح کرنیکے لئے جسقدر حملے کئے سب ناکام رہے حالانکہ وہ بہت دن تک اوس کا محاصرہ کئے رہے مگر جہاز کی راہ سامان رسد اور مدد بہت آسانی سے پہنچتی رہی۔

۱۸۵۵ء میں روسی اور پانسو میل آگے بڑھ گئے اور مقام ورنی میں ایک قلعہ تیار کیا۔ اس جدید قلعہ سے تاشکنت پر فوج کشی بہت آسان ہو گئی۔ جنرل چرنیف نے ایک دستہ فوج کا خشکی کی راہ اور دوسرا دستہ دریا کی راہ بہیجکر قلعہ حضرات کو جو ترکستان کے نام سے مشہور ہے فتح کر لیا اور آگے بڑھ کر چملنت پر قبضہ کر لیا۔ [illegible] روسیوں نے ۲ اکتوبر ۱۸۶۴ء میں تاشکنت پر حملہ کیا مگر چرنیف کو ناکامی حاصل ہوئی اور وہ چمکنت کو لوٹ گیا۔ اوسکی اس ناکامی کی خبریں تمام وسط ایشیا میں بہت مبالغہ کے ساتھہ مشہور ہو گئیں اور جوق جوق مجاہدین چاروں طرف سے تاشکنت میں جمع ہو گئے اور دس ہزار توقندیوں نے چملنت پر حملہ کر کے اوسے آگ لگا دی اور حضرات یعنی ترکستان پر حملہ کیا۔ روسیوں نے اونکو بہت آسانی سے دفعہ کر دیا اور وہ تاشکنت کو لوٹ گئے۔ اسکندر دوم ایک صلح پسند بادشاہ تہا اوس نے چرنیف کو حکم بہیجا کہ تاشکنت فتح کرنیکا خیال چہوڑ دے مگر چرنیف نے اوس کا حکم نہ مانا اور دس توپوں اور ہزار آدمیوں سے تاشکنت پر جس میں بہتر ہزار کی آبادی تہی حملہ کر دیا اور بہت آسانی سے اسکو فتح کر لیا اور اسکندر کو یہ رپورٹ کی کہ حضور کا امتناعی حکم مجھکو اسوقت پہنچا جس وقت میں تاشکنت کو فتح کر چکا تہا۔ یہ روس کا تیسرا قدم تہا۔

۱۸۶۵ء میں ترکستان روسی سلطنت کا ایک صوبہ بنایا گیا جس کا صدر تاشکنت میں مقرر کیا گیا۔ اس

فتح سے روسی سرحد سمرقند کی حدود سے جا ملی جو اوس زمانہ مین بخارا کا ایک صوبہ تہا۔ روسیون کی جدید فتوحات سے تمام وسط ایشیا مین ہل چل پڑ گئی بخارا اور خیوا اور خوقند مین مولویون نے جہاد کا اشتہار دیا اور مظفر الدین امیر بخارا کو جو مولویون کے کہنے مین تہا آمادہ کیا کہ وہ روس پر جہاد کرے اور روسیون کو ترکستان سے نکالدے مظفر الدین پانچہزار بخاری باقاعدہ سپاہ اور پینتیس ہزار سوار اور دو تو پون سے ترکستان کی طرف روانہ ہوا اور خوجند پر قبضہ کر کے جہان سے تاشکنت صرف تہوڑے سیل ہے چرنیف کو پیام بہیجا کہ ترکستان کو خالی کر دے۔ اس پیام کے جواب مین چرنیف ایک قلیل فوج لیکر سمرقند کی طرف روانہ ہوا اور جزاق پر جو سمرقند سے ساٹہہ میل ہے قبضہ کر لیا۔ لیکن یہان پہنچکر رسد کی قلت کی وجہ سے تاشکنت کو واپس آنا پڑا۔ مظفر الدین نے چرنیف کے واپس جانیکو ضعف اور خوف پر محمول کیا اور تاشکنت پر بڑہا۔ اس عرصہ مین اسکندر دوم نے چرنیف کی جگہہ اوبانوسکی کو مقرر کیا اور حکم دیا کہ جس طرح ہو سکے ریاستون سے صلح کر لی جائے مگر اس جرنیل نے بہی چرنیف کی طرح حکم کی تعمیل مناسب نہ سمجہی اور حکم کے برخلاف کارروائی کرنے پر مجبور ہو گیا۔ اوس نے باوجود فوج کی قلت کے تاشکنت مین قیام کرنا مناسب نہ سمجہا اور وہ تین ہزار چہہ سو کی جمعیت سے جس کے ساتہہ بیس تو پین تہین سمرقند کیطرف بڑہا۔ جزاق اور خوجند کے مابین ارجائی پر دونون لشکر مقابل ہوئے اور ۲۰ رمئی ۱۸۶۶ء کو وسط ایشیا کی قسمت کا فیصلہ ہو گیا۔ بخارا کی فوج مین جیسا کہ بیان ہوا پانچہزار باقاعدہ سپاہی اور پینتیس ہزار سوار تہے مگر صرف دو تو پین تہین اور سمرقند کی راہ مین انہون نے ایک مقام کو دمدمون سے مستحکم کر رکہا تہا۔ روسیون نے اس بڑے لشکر کو ایک ہی حملہ مین کامل شکست دی اور مظفر الدین نہایت بدانتظامی کے ساتہہ سمرقند کی طرف بہاگا۔ روسیون نے سمرقند پر حملہ کرنا مناسب نہ سمجہا اور خوجند کا محاصرہ کر لیا۔ ۲۶ر جون ۱۸۶۶ء کو آٹہہ دن کے محاصرہ کے بعد خوجند فتح ہو گیا۔ باوجود اس شکست کے جس سے اوس کی قوت کا حال اچہی طرح معلوم ہو گیا اور یہ بہی ثابت ہو گیا کہ بغیر تو پون کے اور عمدہ قواعد دان فوج کے بہیڑ سے کوئی فائدہ نہین ہوتا مولویون کا دل اوسی طرح جہاد کا فریفتہ رہا مظفر الدین کو چاہئے تہا کہ پہلے سامان حرب درست کرتا اور موقع کا منتظر رہتا مگر ناعاقبت اندیش مولویون کے بہکانے سے اوس نے روسی شرائط صلح کو نامنظور کیا۔ روسیون نے اسیر ۱۸۶۶ء مین اراٹیپ اور جزاق اور ینی کرغان بخارا کے سرحدی مقامات کو فتح کر لیا۔ ینی کرغان پر مظفر الدین نے دو مرتبہ پینتالیس ہزار آدمیونکی جمعیت سے حملہ کیا گیا مگر ناکام رہا۔ جب ۱۸۶۷ء مین جنرل کافمان ترکستان کا گورنر جنرل مقرر ہوا

اوس نے بخارا کو پھر صلح کا پیام دیا اور یہ شرط پیش کی کہ جو مقامات فتح ہو چکے ہین وہ روسی قبضہ مین رہین اور تجارت مین روسیان اور روسیون کے حقوق مساوی رکھے جائین اور امیر بخارا سوا لاکھ اشرفی خرچہ جنگ ادا کرے - مگر مظفر الدین اور اوسکے صلاح کار بالکل ناعاقبت اندیش تھے - بار بار کے تجربہ سے بہی اونکو عقل نہ آئی - کافمان کے جواب مین مظفر الدین نے خیوا کی اعانت سے جزاق پر حملہ کرنے کی تیاری کی - جب کافمان ناچار ہوگیا وہ ۱۲ مئی ۱۸۶۸ء کو تین ہزار چہ سو فوج سے سمرقند پر بڑہا سمرقند سے پندرہ میل کے فاصلہ پر زرافشان کے کنارہ کی بلندیون پر بخارا اور خیوا کی چالیس ہزار فوج جمع تہی مگر توپون کی مار کے آگے یہ فوج کیا کرسکتی تہی جسوقت روسی اوس پایاب دریا سے عبور کرکے حملہ آور ہوئے وہ بے قاعدہ بھیڑ بہاگ نکلی اور دوسرے روز سمرقند نے جنرل کافمان کے لئے اپنے دروازے کہولدیئے اور روسیون کی بہت خاطرداری کی - کافمان سمرقند سے بعجلت تمام بخارا کی طرف روانہ ہوا اور راستے ارغت اور کتی کرغان مقامات پر قبضہ کرلیا - مگر اوسکی غیر حاضری مین اہل سمرقند نے پوشیدہ طور پر شہر سبز کے بیس ہزار آدمی شہر مین داخل کرکے روسی محافظ فوج کو قتل کرنا شروع کیا - یہان علاوہ زخمیون کے سات سو باسٹھ روسی فوج تہی - ان سبنے قلعہ مین پناہ لی - اس عرصہ مین کافمان بخارائی فوج کو شکست دیکر سمرقند کو لوٹا اور وہان پہنچکر شہر مین تین روز تک قتل عام کیا اور شہر کو لوٹ لیا -

اب مظفر الدین کی آنکھین کہلین اور وہ سمجھا کہ روسیون سے بغیر پوری تیاری کے مولویونکے بہکانے سے لڑنا بیجا ہے تہا - اوس نے سمرقند کا صوبہ کہو کر روسیون سے صلح کی درخواست کی اور روسیون نے بہی اوس کی درخواست کو منظور کرلیا -

گو مظفر الدین کا دل ہار گیا اور اوسکی آنکھین کہل گئین مگر ابہی مولوی اوسی طرح جہاد پر آمادہ تہے کیونکہ اونکی گرہ کا کیا گیا تہا اگر نقصان ہوا تہا تو مظفر الدین کا ہوا تہا - انہون نے مظفر الدین کے ولیعہد کو بہکایا - یہ نوجوان ابہی صرف سترہ برس کا تہا - مولویون نے فتویٰ شائع کیا کہ مظفر الدین نے کفار سے صلح کرلی اس لئے وہ تخت سے اوتار دیا گیا اور مولویون کے بہکانے سے ولیعہد نے بغاوت کی - لوگ جوق جوق اوسکے پاس جمع ہو گئے اور انکی اعانت سے اوس نے کرکی کے قلعہ پر قبضہ کرلیا اور جو بخارائی فوج اس کے باپ نے اوسکے مقابلہ کے لئے بہیجی اوسکو شکست دی - مظفر الدین نے دیکہا کہ لڑکے کی نادانی سے اور مولویون کے جہاد کے شوق سے بخارا بہی ہاتھہ سے چلا اوس نے ناچار روسیون سے

مدد طلب کی اور جنرل ابراموف نے بہت آسانی سے ولیعہد کی بغاوت کو فرو کر دیا۔ اوس نے
کرشی اور کرکی کے قلعوں کو فتح کرکے شہزادہ کو قید کر لیا۔ مظفر الدین نے شہزادہ کا سر کاٹ کر
قلعہ کے دروازہ پر لٹکا دیا۔ ابراموف نے ساتھ کے ساتھ شہر سبز کے کوہستانیوں کو بھی مغلوب
کیا اور سارے ملک میں امن قایم کرکے ملک مظفر الدین کے حوالہ کیا اور خود سمرقند کو لوٹ گیا۔
چاہیے تھا کہ بخارا کا حال دیکھکر مولوی اور خان خیوا متنبہ ہو جاتے مگر اوس کا نتیجہ برعکس ہوا۔
خدا جانے اونکی عقلوں پر کیا پردہ پڑ گیا تھا کہ پیش بینی کی قوت اونمیں سے بالکل مفقود ہو گئی تھی۔
بخارا کے انفصال کے بعد مولیوں نے خان خیوا کو جا گھیرا اور اوس معصوم کو سمجھایا کہ جہاد کا اعلان
روسیوں کے برخلاف کرنا چاہیے۔ روسیوں نے ۱۴ر مارچ ۱۸۷۳ء کو چودہ ہزار فوج سے خیوا کو چاروں
طرف سے گھیر کر فتح کر لیا اور خان خیوا نے روسی متابعت اختیار کی۔ مگر روسیوں نے اس رئیس کو
اسقدر آزادی نہ دی جو امیر بخارا کو حاصل ہے۔ خان خیوا صرف برائے نام خیوا کا حاکم ہے کل انتظام
ملک کا روسیوں کے ہاتھ میں ہے اور خیوا روسی سلطنت کا ایسا ہی جزو ہے جیسے ماسکو شہر۔
خان خوقند نے بخارا اور خیوا کا حال دیکھکر روسی متابعت اختیار کی مگر خدا یار خان کی دانشمندی اس
سبب سے بیکار ہو گئی کہ اوس کا ملک ایسے موقع پر واقع تھا کہ روسی ملک کے تسلسل قایم رکھنے کیلئے
اوس کا روسی سلطنت میں شامل کرنا نہایت ضروری تھا۔ علاوہ ازیں خدا یار خان اپنے ملک کا
انتظام نکر سکا۔ اسکے ملک کے باشندے زیادہ تر کرغز اور قپچاق ترکمان تھے جو ملک میں امن سے
ساتھ رہنا چاہتے ہی نہ تھے۔ اگر خدا یار خان ان کا پورا پورا انتظام کر سکتا تو شاید بہت مدت تک
اوسکا ملک روس کے ہاتھ سے بچا رہتا مگر خوقند میں اس قدر خانہ جنگیاں ہوئیں اور اس قدر
فساد برپا ہوئے کہ تین سال کا عرصہ گزر گیا اور اون کا سلسلہ کسی طرح ختم نہ ہوا آخر کار ۱۸۷۵ء میں
جنرل کافمان نے مقام مخرام پر خوقندیوں کو ایک خونریز لڑائی کے بعد شکست دی اور مرغیلان پر
قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد اندیجان اور نمنجان میں دو خفیف لڑائیاں ہوئیں اور ۱۴ر فروری
کو تختگاہ فتح ہو گیا۔ ۳۰ر مارچ ۱۸۷۶ء کے فرمان کی روسے خوقند روسی سلطنت میں شامل
کر لیا گیا اور فرغانہ کے قدیم لقب سے وہ ترکستان کا ایک صوبہ بنا دیا گیا۔
خیوا کے فتح ہونے سے روسی جنوبی مغربی سرحد تکی ترکمانوں کے ملک سے جا ملی۔ تکی ترکمان

اوس ملک مین آباد تہے جس کا صدر مرو ہے۔ اس ملک کے جنوب مین افغانستان اور مغرب مین
ایران اور مشرق مین خیوا اور بخارا کی ریاستین واقع ہین - یہ ملک تخمیناً ایک لاکہہ چوبیس ہزار
میل مربع ہے - اس مین کہین ریگستان ہے کہین بیابان ہے کہین سرسبز اور مزروعہ ملک ہے
سنہ ۱۷۸۵ء مین امیر مراد والئ بخارا نے مرو کو فتح کیا تہا - اوسوقت سے یہ ترکمان اس ملک پر قابض
تہے - یہ لوگ اون ترکمانون کی نسل مین سے ہین جو کسی زمانہ مین کوہ التائی اور سائبریا مین رہتے
تہے اور وہان سے آکر ماوراء النہر مین آباد ہوئے تہے اور رفتہ رفتہ مرو مین پہیل گئے تہے - یہی لوگ
وہ فارسیہ قوم ہین جو ایک عرصہ تک روستہ الکبری سے لڑتے رہے اور جن کا ذکر رومی تاریخون
مین موجود ہے - یہی لوگ وہ قوم ہین جن سے سامانیون کو اکثر لڑنا پڑا تہا - سلطان سنجر سلجوقی کے
زمانہ مین ان کے کئی فرقے ہوگئے تہے - ایک فرقہ سالور ترکمان کہلاتا تہا - دوسرا فرقہ قرا ترکمان
کے نام سے پکارا جاتا تہا جنہون نے سلطان سنجر کو اندخوئی اور میمنہ پر شکست دی تہی - ایک
زمانہ مین یہ لوگ منخشلاق اور کوہ بالکن تک آباد تہے - سترہوین صدی مین شاہ عباس صفوی نے
ان ترکمانونکو کوہ بت داغ کی وادیون سے نکالدیا اور پندرہ ہزار کُرد آباد کیے کہ شاید یہ کُردان
ترکمانون کے حملون سے شمالی ایران کو بچا سکین - اوسکے بعد نادر شاہ نے اور سنہ ۱۷۹۵ء مین آغا محمد نے
ان ترکمانونکو بہت زیادہ مغلوب کیا - جب فتح علی شاہ کے ہاتھ سے وہ بہت عاجز ہوئے انہون نے
سنہ ۱۸۱۳ء مین شاہ ایران کے برخلاف اسکندر اول شاہ روس سے اعانت طلب کی مگر اسکندر
اوسوقت نپولین بوناپارٹ کے حملہ کے انسداد مین مصروف تہا - سنہ ۱۸۳۲ء مین برنز سیاح نے
انکے ملک کی سیر کی اور اوس نے یہ لکہا ہے کہ قرا ترکمانون سے تقی ترکمانون کی تعداد بہت زیادہ
ہوگئی ہے - پہلے یہ ترکمان جزیرہ منخشلاق مین آباد تہے - سنہ ۱۷۷۰ء مین قلماق تاتاریون نے
اونکو وہان سے نکالدیا اور انہون نے قزل اروات سے پاموُد قوم کو نکالدیا اور وہان آباد
ہوگئے ترکمان ریاست خیوا کے تحت مین شمار کئے جاتے تہے - نادر شاہ کے وقت مین وہ ایران کے
تحت مین آگئے - جب سنہ ۱۸۳۰ء مین اونکی آبادی بہت زیادہ ہوگئی تو دس ہزار گہر مشرق کی
طرف چلے گئے اور آب تاجند کے کنارہ پر آباد ہوئے - یہان انہون نے ایک قلعہ بنایا جو ان کے
سردار کے نام پر اوراز خان کا قلعہ کہلاتا ہے -

۱۸۳۴ء مین تقی ترکمان شاہ ایران کی اجازت سے سرخس مین آباد ہوئے جہان اُن سے پہلے سالور قوم آباد تہی۔ کچہہ عرصہ تک تقی ترکمانون نے ایرانی ملک مین لوٹ مار نہ کی بلکہ خان خیوا کی ریاست کو غارت کرتے رہے اور ایک مرتبہ کی لڑائی مین خان خیوا کو قتل بہی کر ڈالا مگر آخر کار پہر وہ ایرانی ملک لوٹنے سے باز نہ آئے اور خراسان کے حاکم نے اونکو سرخس سے نکال دیا اور اونکو مرو کی طرف ہٹا دیا۔ مرو مین ۱۸۵۶ء سے سارق ترکمان آباد تہے۔ سارق ترکمانون نے تقی ترکمانون کو مرو مین داخل ہونے سے روکا اور ایرانیون کی مدد طلب کی۔ خراسان کے حاکم نے اٹہارہ بٹالین پیدل اور سات ہزار رسالہ سے اونکی مدد کی مگر تقی ترکمانون نے گورنر کو بہت کچہہ تحفہ تحایف دیکر اوسکو راضی کر لیا۔ ایرانیونکے چلے جانے کے بعد تقی ترکمانون نے سارق ترکمانون کو مرو سے نکال دیا جو بولیتان اور پنجدیہ مین چلے گئے اور وہان سے سالور ترکمانون کو نکال دیا۔ سالور ترکمان ایرانیون کی اجازت سے زرآباد مین جا بسے۔ غرض کہ اس طرح سے تقی ترکمان تمام وادی مرغاب مین پہیل گئے۔ یہان انہون نے دریائے مرغاب پر ایک بڑا بند مرو سے پچیس میل کے فاصلہ پر باندہا اور چہوٹی چہوٹی چوبیس نہرین کاٹ کر ملک مین زراعت شروع کی جس سے اڑتالیس ہزار گہر پرورش پا سکیں۔ مگر اونکی گزران صرف زراعت پر نہ تہی۔ مشہد سے ساڑہے چار سو میل تک وہ ایران کو لوٹتے تہے۔ جب اُنکی لوٹ مار حد سے زیادہ گذر گئی ایرانیون نے ۱۸۶۰ء مین ایک قلعہ قدیم سرخس کے مقابلہ مین تعمیر کیا اور اوسکا نام سرخس جدید رکہا۔ یہان سے ایرانی جرنیل نے بارہ ہزار پیدل اور دس ہزار سوار اور تینتیس توپون سے مرو پر حملہ کیا۔ تقی ترکمانون نے اس بڑے لشکر سے خوفزدہ ہوکر صلح کی درخواست کی مگر ایرانی جرنیل کو بہی اپنے لشکر کی تعداد پر بہت غرور تہا اُس نے ترکمانونکی درخوست کو نامنظور کیا اور آگے بڑہا۔ جب ترکمانون نے دیکہا کہ اب بغیر لڑائی کے چارہ نہین ہے وہ بہی کفن باندہ کر لڑائی کے لئے مستعد ہوگئے اور وہ بہادری ظاہر کی کہ حملہ آورون کے دلونمین اونکا رعب چہا گیا۔ اس لڑائی مین کل پیدل قتل و اسیر ہوئے اور توپین بہی ترکمانون نے چہین لین۔ ایرانی جرنیل صرف رسالے کے ساتہہ بہاگ گیا۔ ترکمانون کے ہاتہہ اتنے قیدی آئے کہ بخارا اور خیوا کے بازارونمین ایرانی غلام کی قیمت ایک پونڈ ہوگئی۔ اسکے بعد پہر کبہی ایرانیون نے تقی ترکمانونپر حملہ نکیا اور تقی ترکمان دور دور تک بے مزاحمت لوٹ مار کرتے ہہے

تقی ترکمانون کی تین بڑی شاخین تہین توتخش ترکمان مرو کے مشرقی حصہ مین اور ارتش ترکمان مغربی حصہ مین اور یمگ ترکمان انتہائی مشرق مین آباد تہے۔ انہین طرز حکومت جمہوری تہی۔ تمام باشندون کے مجمع مین ملکی معاملات کی بحث ہوتی تہی۔ سب لوگ جمع ہوکر ایک شخص کو اپنا سردار بناتے تہے اور اگر لوگ اوس سے ناراض ہو جاتے تہے تو اوسکو سرداری سے معزول کر دیتے تہے۔ اس سردار کی ماتحتی مین چالیس آدمی ملکی انتظام کے لئے مقرر کئے جاتے تہے۔ اس سردار کو خزانہ کا اختیار نہوتا تہا۔ آخر زمانہ مین یہ طرز حکومت کیقدر بدل گئی اور زیادہ شخصی ہوگئی۔ انکے سردارون مین سے نوروردی خان اسقدر عقلمند مہمان نواز اور بڑا جرنیل تہا کہ ترکمانون نے اوسکی شخصی حکومت قبول کرلی اور وہ مرتے وقت اپنے بیٹے مخدوم قلی خان کو اپنا جانشین مقرر کر گیا۔ ان سردارونکے علاوہ جنگی مہمات ایسے آزمودہ کارون کے سپرد کیجاتی تہی۔ جو بہادر ہوتے تہے اور راستون سے خوب واقف ہوتے تہے۔ جب کوئی جنگی سردار کسی بستی پر یورش کرنیکا ارادہ کرتا تہا وہ سوار ہوکر اپنے خیمہ کے روبرو اپنا نیزہ گاڑ دیتا تہا اور اپنے ساتہہ لوگون کو جانیکے لئے بلاتا تہا مگر کسی کو یہ نہین بتاتا تہا کہ وہ کہان جانیوالا ہے اور کیا کرنیوالا ہے اور نہ کوئی شخص اوس سے اسبارہ مین سوال کرتا تہا۔ اوسکے پیرو اوسپر کامل اعتبار کرکے ہر کام کیلئے موجود ہو جاتے تہے۔
جب خیوا اور بخارا فتح ہوگئے وہان غلامونکا فروخت ہونا بند ہوگیا اور شمال وجنوب کی طرف سے روسی حکومت نے اونکو دبانا شروع کیا۔ جو ترکمان خیوا کے دشت مین پڑے پہرتے تہے اونکو روسیون نے غارت کر دیا۔ اس سے تقی ترکمانون کو یقین ہوگیا کہ عنقریب روسی اونپر بہی دست درازی کرینگے اس لئے ۱۸۷۵ء مین انہون نے ایران کی ماتحتی اختیار کرنیکی درخواست کی۔ شاہ روس نے اسکی خبر پاکر ۱۸۷۷ء مین جنرل لوماکن کو حکم دیا کہ قزل اروات پر قبضہ کرلیا جائے۔ اوس نے تو کمپنی پیدل اور دو اسکاڈرن رسالہ اور تین توپون سے قزل اروات پر چڑہائی کی۔ روسی بندوقون اور توپون سے ترکمان ڈر گئے اور سب نے روسی حکومت قبول کرنیکا پیام بہیجا لوماکن اس مہم سے لوٹ گیا اور اسکے بعد روم روس کی لڑائی شروع ہوگئی اور اس سبب سے شاہ روس کو اسطرف رجوع کرنیکی نوبت نہ آئی۔ مگر روم کی لڑائی سے فراغت پاتے ہی روس نے ان ترکمانونکے ملک کو فتح کرنیکی تدبیر شروع کردی۔ جنرل لوماکن نے کوپت داغ کے پہاڑون سے پار ہوکر ترکمانونکی دنگل تپے کی آبادی پر حملہ کیا۔ اوس تنگ آبادی مین پندرہ ہزار مرد اور پانچ ہزار عورتین اور بچے تہے۔ روسی توپون نے اونپر گولہ باری شروع کی اور ترکمان بکثرت ضائع ہونے لگے۔ جب ترکمان اوس تنگ مقام سے باہر نکلتے تہے روسی

رسالہ اونکو گھیر کر پھر اوسی مقام مین لوٹا دیتا تھا - اسکے ترکمان اپنی جان سے عاجز ہوگئے اور جب روسیون نے
اونپر حملہ کیا تو مرد اور عورتین ملکر اسطرح جان توڑ کر لڑے کہ روسیون کے ساڑھے چار سو آدمی قتل اور زخمی ہوئے
اور لوماکن شکست کھاکر پسپا ہوگیا - اس فتح سے ترکمانونکے دل بہت بڑھ گئے اور انہون نے دور دور تک ملک
کو لوٹنا شروع کردیا - اسکندر دوم نے اپنے جرنیلون سے مشورت کرکے ترکمانونکی مہم جنرل اسکوبیلوف کے سپرد کی
جسنے روم و روس کی لڑائی مین بہت نیکنامی حاصل کی تھی اور وسط ایشیا سے خوب واقفیت رکھتا تھا -
اسکوبیلوف نے بہت بڑی تیاری کی اور باربرداری کی آسانی کیلئے ریل تیار کی - ۱۰ر جون ۱۸۸۰ء کو اس نے
مقام بامی کو مستحکم کیا اور وہان خیمہ زن ہوا - یہ مقام گیوک ٹیپ سے ۸۰ میل تھا - ایک ماہ بعد وہ یہان سے
روانہ ہوا اور موضع الگمان باتیر کو قلعہ بند کیا یہ مقام گیوک ٹیپ سے صرف ۶ میل تھا - یہان سے وہ دشمن کے
موقع کا معائنہ کرنیکو آگے بڑھا - اوس نے دیکھا کہ ترکمانونکے تین خیمہ گاہ ہین جنکے گرد مٹی کی فصیل ہے - پہاڑ
کے دامن مین جو خیمہ گاہ تھی اوسکا نام ینگی قلعہ تھا دوسرا قلعہ دنگل ٹیپ وسط مین تھا اور تیسری آبادی نہایت
ہی مختصر تھی جسکو گیوک ٹیپ کہتے تھے - اسکوبیلوف نے اس مقام کے معائنہ سے یہ یقین کرلیا کہ بغیر کامل محاصرہ کے
یہ مقام فتح نہین ہوسکتا - یہ دیکھکر وہ بامی کو لوٹ گیا اور ترکمان سوارون نے اوسکا تعاقب کیا - سنہ ۱۸۸۰ء
تک محاصرہ کی پوری تیاریان ہوگئین اور ریل بھی پوری ہوگئی - بارہ ہزار آدمی اور ۷۰ توپین اس کام
کے لئے جمع کئے گئے - یکم دسمبر ۱۸۸۰ء کو اسکوبیلوف آگے بڑھا اور جس قدر آبادیان راہ مین ملین اُن سب پر
قبضہ کرتا ہوا وہ ۱۶ر دسمبر کو الگمان باتیر پر پہنچا - یہان پہنچکر اوس نے دیکھا کہ اکثر ترکمان وسطی خیمہ گاہ
مین جمع ہین - یہ قلعہ ایک میل مربع کا مستطیل تھا - اس قلعہ کی دیوار اٹھارہ فٹ عریض اور پندرہ فٹ
بلند تھی اور اوسکے گرد کوئی چار فٹ عمیق خندق تھی - اسکے شمال و مشرق کے کونے پر دنگل ٹیپ کا ٹیلا تھا -
اسپر ترکمانون نے ایک پرانی توپ جو انہون نے ایرانیون سے چھینی تھی لگا رکھی تھی - اس تنگ مقام مین تیس ہزار
ترکمان تھے - اس قلعہ مین ایک چشمہ بہتا تھا اوسی کا پانی یہ سب پیتے تھے - اگر روسی چاہتے تو اس چشمہ کا پانی
کاٹ کر دوسری طرف موڑ دیتے مگر اونکو یہ خوف تھا کہ کہین شب کو یہ ترکمان حملہ کرکے اور کہین نہ چلے جائین
کیونکہ اگر وہ متفرق ہوکر ملک مین پھیل جاتے تو روسیون کو تعاقب مین بہت مشکل پڑ جاتی - ترکمانونکو پہلی
فتح نے دھوکے مین ڈال رکھا تھا اور وہ اوسی تنگ مقام مین نادانی سے جمع رہے - جب ۲۴ر دسمبر کو کیورد
پاتکن بخارا کی طرف سے فوج لیکر یہان آگیا تو روسیون نے پیشقدمی کی - یکم جنوری ۱۸۸۱ء کو ینگی قلعہ پر حملہ ہوا

جو پہاڑ کے دامن مین واقع تہا۔ روسیون نے آٹھہ ہزار فوج اور باون توپون اور گیارہ کل کی توپون سے
حملہ کیا۔ ان توپونکی بوچہاڑ سے آدہ گھنٹہ مین ترکمانون نے قلعہ خالی کردیا اور وسطی قلعہ مین چلے گئے۔
شب کو ترکمانون نے ڈنگل ٹیپے دومرتبہ نیگی قلعہ پر حملہ کیا مگر توپون سے ناچار ہوگئے۔ ۳ جنوری کو روسیون کے
خیمے اس قلعہ پر چلے آئے اور ۴ جنوری کو آٹھہ سو گز کے فاصلہ سے ڈنگل ٹیپ پر توپین سر کی گئین۔ ادہر
ترکمانون نے حملہ کیا اور روسیون سے دست بدست ہوگئے کہ ایک ہاتھہ سے اونکی رائیفلین پکڑلین اور
دوسرے ہاتھہ سے اونکو چہرے مارے اور اسطرح تین سو روسیون کو مارکر گرادیا۔ چوتھی جنوری کو توپین آگے
بڑہکر لگائی گئین اور پانچ روز بعد شب کو پہر ترکمانون نے توپون پر حملہ کیا اور گولندازون کو قتل کرکے
انہون نے چار توپین چہین لین مگر اس عرصہ مین قلعہ سے مدد آگئی اور بہت خونریز لڑائی کے بعد ترکمان
پس پا ہوئے اور جو توپین وہ لیے جاتے تہے انسے چہین گئین۔ دسوین جنوری کو ترکمانون کی آگے کی چوکیو پر
قبضہ ہوگیا اور ترکمانون نے تیسرا شبخون مارا۔ انہون نے محافظین کو قتل کرکے دو توپین چہین لین مگر قلعہ
سے مدد پہنچ جانے سے وہ توپین ان سے چہین گئین۔ ان متواتر شبخونون سے روسی سپاہیون کے دلون مین ترکمانون
کا ایسا خوف طاری ہوگیا تہا کہ بہت مشکل سے روسی سپاہی ترکمان حملون کے مقابلہ مین کہڑے رہتے تہے۔
۱۶ جنوری کو ان ترکمانون نے آخری شبخون مارا مگر اب روسی بہی ہوشیار ہوگئے تہے اور انہون نے بہت
آسانی سے ان کے حملہ کو رد کردیا مگر روسیونکا بہی بہت نقصان ہوا۔ ۲۰ جنوری کو ترکمانی قلعہ کی دیوار
ٹوٹ گئی اور تمام آبادی پر سیل کے گولونکی بوچہاڑ برسنے لگی جس سے آبادی مین جابجا آگ لگ گئی۔ خیال
کرنیکی جگہہ ہے کہ اوس تنگ مقام مین جو چند کے خیمون سے لبریز تہا اور جہان مردونکے علاوہ سات ہزار
عورتین اور بچے بہی تہے اس آتش فشانی سے کیا حال ہوا ہوگا جو سیاح حال مین وہان جاتے ہین اور اس
مقام کو دیکہتے ہین وہ تعجب کرتے ہین کہ ایسے غیر مستحکم مقام مین یہ بیقاعدہ مجمع اتنے عرصہ تک روسی باقاعدہ
فوج سے اور اتنی توپون سے کس طرح اپنی حفاظت کرسکا اور روسیونکو اتنا نقصان پہنچایا۔ اونکی بہادری کا
اثر خود اسکوبیلیف کے دل پر اسقدر ہوا کہ اوس نے آخری حملہ کیوقت اپنی فوج سے کہا کہ تمہارے دشمن بہت بہادر ہین
۲۴ جنوری ۱۸۸۱ء کی صبح کو ایک سرنگ اوڑائی گئی جس سے تین سو فٹ دیوار منہدم ہوگئی اور سینکڑون ترکمان اوسمین
دب گئے۔ اسکیساتہہ ہی روسی فوج نے حملہ کردیا اور ڈنگل ٹیپے ٹیلہ پر قبضہ کرلیا۔ اسی عرصہ مین اور طرف سے
فوج قلعہ مین داخل ہوگئی اور تہوڑی سی لڑائی کے بعد ترکمان بہاگ نکلے اور دس میل تک روسی سوارون نے انکا

تعقب کیا۔ اس فتح کے بعد روسیون نے شاہ ایران سے معاملہ کرکے آپ اترک کے وادی سے مرجستان کا تبادلہ کرلیا اور ۳۱ جنوری ۱۸۸۴ء کو مرو کے ترکمانون نے بغیر لڑائی کے روسی متابعت اختیار کرلی اور انکے بعد سارق ترکمانون نے روسی حکومت قبول کرلی۔ ان فتوحات سے جو ملک حاصل ہوا اوسکی جنوب مغرب مین پنجدیہ کے متعلق ایک زرخیز قطعہ ملک کا تھا جو افغانیون کے نزدیک اونکا تھا اور روسی اوسکو اپنا ملک بیان کرتے تھے اور اوسکو اپنی سلطنت مین شامل کرنا چاہتے تھے کیونکہ اس حصہ ملک مین بھی سارق ترکمانون کی آبادی تھی۔ ۳۰ مارچ ۱۸۸۵ء کو جبکہ انگریز اور روسی اور افغانی حکام سرحدبندی کر رہے تھے جنرل کوماروف نے پنجدیہ پر حملہ کرکے افغانون سے چھین لیا اور وہ سرسبز مقام بھی اوسوقت سے روسیون کے تحت مین آگیا۔ اس کے بعد جو مصالحت ان تینون ملکون مین ہوئی اوسکی شرائط کی رو سے پنجدیہ اور درہ ذوالفقار اور وادی بادغیس روسی سلطنت مین داخل ہوگئے اور روسی موجودہ سرحد وسط ایشیا مین قایم ہوگئی اور تمام وسط ایشیا مین کوئی مقام ایسا نہین رہا جہان کوئی آزاد اسلامی ریاست باقی ہو۔ بخارا کا امیر جس کا لقب امیرالمومنین ہی ہے صرف برائے نام آزاد رئیس ہے۔ ایک روسی رزیڈنٹ جدید بخارا مین ریاست کی نگرانی کے لئے رہتا ہے۔ جدید بخارا قدیم شہر سے آٹھ میل پر ہے۔ وہان کچھہ روسی فوج رہتی ہے جو بخارا کے قلع قمع کے لئے تعداد مین بہت کافی ہے۔ اس شہر کی آبادی روز بروز بڑھتی جاتی ہے کیونکہ قدیم شہر کو چھوڑکر لوگ یہان آباد ہوتے جاتے ہین۔ امیر بخارا کی فوج کی تعداد روسیون کے حکم سے بہت گھٹا دی گئی ہے۔ پہلے دس ہزار فوج رکھنے کی اجازت تھی اب صرف تین چار ہزار فوج رکھنے کی اجازت ہے۔ کل ملک کے عمدہ جنگی مقامات روسی فوج کے قبضہ مین ہین۔ امیر بخارا کو خوب معلوم ہے کہ وہ بغیر روس کی مرضی کے ایک منٹ بھی امارت پر قایم نہین رہسکتا اس لئے وہ روس کا نہایت تابعدار رئیس ہے اور جب تک امیر اس طرح تابعداری کرتا ہے روسیون کو بھی اوسکی ریاست کو چھیننے کی ضرورت نہین ہے کیونکہ جو فواید ریاست کو سلطنت مین شامل کرنے سے ہوسکتے ہین وہ اسوقت بھی حاصل ہین اور اس کے ساتھہ ہی پچیس لاکھہ مسلمان باشندون کی نگرانی نہین کرنی پڑتی۔ غرضکہ بخارا مین بھی روسی حکومت ایسی طرح ہے جیسے سینٹ پیٹرسبرگ مین ہے۔ جس وسیع ملک مین ایک زمانہ مین بڑے بڑے اسلامی بادشاہ اور فاتح حکمران تھے جہان ان نامور بادشاہون کے سایہ مین ہزارہا مشہور مسلمان علما و فضلا و صوفی گزرے وہان صرف اس سبب سے کہ مسلمانون نے زمانہ کی ضرورتون کے موافق

اپنی حالت نہ بدلی اب برائے نام بہی اسلامی حکومت باقی نرہی - ہمنے مانا کہ یہ بالکل صحیح ہے کہ ہر کمانے والا نوالے مگر پہر بہی اس عالم اسباب مین بغیر اسباب کے کوئی نتیجہ نہین پیدا ہوتا جیسا کہ خود اسد تعالے نے اپنے کلام پاک مین فرمایا ہے کہ ہم کسی قوم کی حالت نہین بدلتے جبتک کہ وہ اپنی حالت اپنے ہاتھون سے نہین بدل دیتے - اس تاریخ کے پڑہنے والون کو معلوم ہوا ہوگا کہ وسط ایشیا کے باشندے نہ بہادری مین نہ جنگجوئی مین اور نہ عقل و فراست کی قوت مین کسی سے کم تہے مگر صرف اس سبب سے روسیون سے ہار گئے کہ گو دنیا مین نئی نئی طرح کی توپین اور بندوقین ایجاد ہو گئی تہین اور سپاہی کے لئے قواعد دانی مین بہی فرض ہو گئی تہی مگر وسط ایشیا کے بادشاہون نے اپنے ملک مین پرانے آلات حرب جاری رکہے اور اپنے سپاہیونکو قواعد نہ سکہائی اور آخر زمانہ مین بغیر پوری تیاری کے مولویون کے بہکانے سے بے سمجہے بوجہے جہاد کر دیا اور خود روس کو آگے بڑہنے کا موقع دیا - جو بات مسلمانونپر جہاد سے زیادہ فرض تہی یعنی اسلامی اتحاد اور خودکشی سے احتراز اوسکی کسی بیوقوف مولوی نے کسی رئیس کو نصیحت نہ کی - نصر اسد اور مظفر الدین نے روسیون کے برخلاف اسلامی اتحاد پیدا کرنے کے عوض مین باہمی لڑائیون سے مسلمان ریاستون کو ضعیف و برباد کر دیا مگر اونکو کسی مولوی نے یہ نہ سمجہایا کہ اسلام مین یہ سخت گناہ ہے حالانکہ یہ دونون مولویون کا بہت کہنا مانتے تہے - مولویون نے مظفر الدین کو اور خان خیوا کو جہاد کی ترغیب کے بدلے یہ نہ سمجہایا کہ روسی قوت کے آگے یہ جہاد نہین ہے بلکہ خودکشی ہے اور خودکشی اسلام مین منع ہے اور ہم اب بہی سرحدی مولویون کا یہی حال دیکہتے ہین کہ گزشتہ حالات سے اونکو کچہہ عبرت نہین وہ کسی طرح اپنی بیوقوفی اور نادانی سے باز نہین آتے کیونکہ اونکا کیا بگڑتا ہے جو جاہل مسلمان انکے بہکانے مین آجاتے ہین وہ بیچارے اپنی جانین اور اپنا ملک کہو بیٹہتے ہین - ابہی حال مین ہندوستان کی سرحد پر سرحد کے ملانون نے جاہلونکو بہکا کر لاکہون مسلمانونکو قتل کرا دیا - افسوس ہے کہ سرحد کے جاہل مسلمان یہ نہین سمجہتے کہ جنکو سرحدی مولوی جہاد کہتے ہین وہ خودکشی ہے اور خودکشی اسلام مین منع ہے - فاعتبروا یا اولی الابصار

